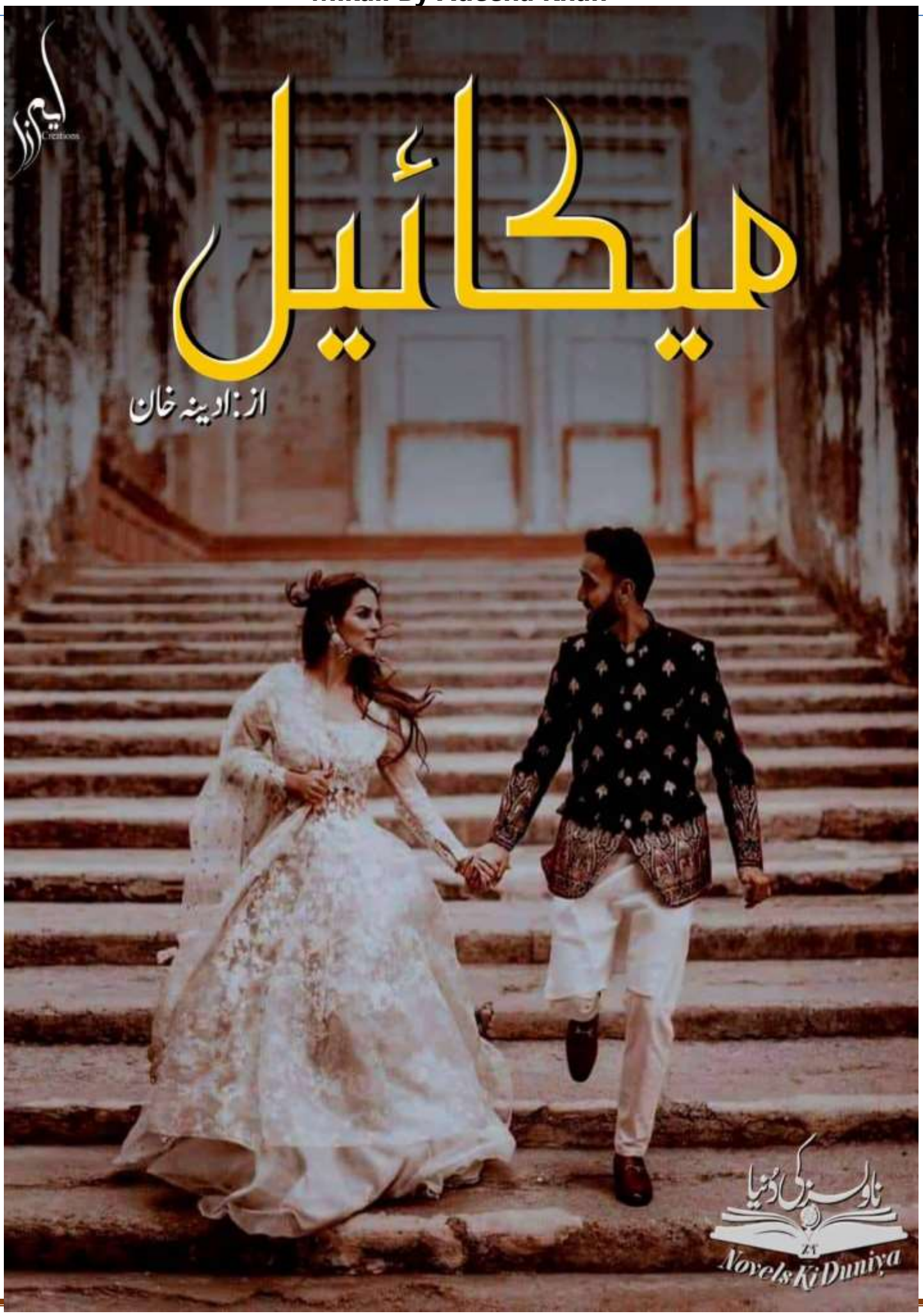
میکائیل
از: ادینہ خان
ناولز کی دنیا
Novels Ki Duniya

میکائیل

از قلم: ادینہ خان

"بندہ درخت پر فالتو بیٹھا کائیں کائیں کرتا کوا ہو مگر کسی کی اکلوتی اولاد نہ ہو، اللہ تعالیٰ مجھے کوئی بھائی نہ سہی ایک عدد بہن ہی دے دیتا جس سے میرے والد محترم کی تھوڑی سی توجہ تو اس پر بھی ہوتی دو گھڑی مجھ غریب کو سکون مل جاتا۔۔"

وہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا سدپارہ جھیل کے کنارے پتھر سے ٹیک لگائے پانی میں کنکریاں پھینک رہا تھا جبکہ مچھلیاں پکڑتے حسن کی اس کی دہائیوں پر ہنسی نہیں رک رہی تھی۔وہ بمشکل خود پر قابو پائے ہوئے تھا ورنہ اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا حسن کا سر کھول دیتا۔

"یارا! تو ہر وقت رونا روتا رہتا ہے مگر اثر تو ہوتا نہیں ہے تجھ پر ان کی کسی بات کا۔"

کب سے خاموش بیٹھے ولید کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

"تو اب اپنا لیکچر شروع کر دے، میری بجائے تجھے ان کا بیٹا ہونا چاہیے تھا کرتے رہتے جی حضوری جیسے اب بچھے بچھے جاتے ہو۔انھیں ویسے بھی بہت پسند ہے تو، ہونہہ۔"

اس نے ولید کو جھڑکا جس پر وہ کھسیا کر رہ گیا۔

"آخر ان کی بات ماننے میں حرج ہی کیا ہے؟ سنبھالنا تو تمہیں ہی ہے بزنس تو ابھی سنبھال لو۔بھول کیوں نہیں جاتے تم سب کچھ؟"

ولید نے پھر کوشش کی لیکن وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

آج تو سدپارہ جھیل کی خوبصورتی بھی اس کے رویہ پر مثبت اثر نہ ڈال پائی۔

"تم لوگوں کے سامنا اگر دل ہلکا کر لیتا ہوں تو تکلیف ہو جاتی ہے تمہیں، دفع ہو جاؤ دونوں کے دونوں اب نہیں آؤں گا تمہیں سنانے۔۔"

وہ کپڑے جھاڑتا ہمیشہ کی طرح روٹھی محبوبہ بنا اٹھ کھڑا ہوا۔

"___میکائیل! یارا بات تو سن"

دونوں آوازیں دیتے رہ گئے مگر وہ ان سنی کرتا زن سے جیپ لے اڑا۔

"کیا ضرورت تھی تجھے بکواس کرنے کی جب جانتا ہے اسے نہیں پسند انکل کی طرف داری لیکن ہر بار تجھے جانے کونسا کیڑا کاٹتا ہے؟ اب تو ہی منائے گا۔"

حسن نے ولید کو گھورا۔

"میں اسے وقت پر عقل دینا چاہتا ہوں دوست ہوں دشمن نہیں۔اسے سب بھلا دینا چاہیے اب تو انکل بھی تھکتے جا رہے ہیں۔"

ولید نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"ہمممم! دیکھتے ہیں۔۔۔لیکن ابھی تو پیدل جانے کی تیاری پکڑ۔تیری زبان مجھے بھی مروا دیتی ہے۔"

حسن نے اسے مکا جڑا۔

ان دونوں کے گھر بھی "کاردار ولا" کے ساتھ ہی تھے تبھی میکائیل کاردار کی ناراضی ان کو مہنگی پڑتی تھی وہ ایسے ہی منہ پھٹ تھا جی میں آتا تو انھیں اپنی جیپ سے نکال باہر کرتا اور کبھی کبھی ان کے خوب لاڈ اٹھاتا۔

وہ دونوں متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور آپس میں خالہ زاد بھائی تھے جبکہ میکائیل کاردار ان کے بچپن کا دوست تھا۔وہ آٹھ سال کا تھا جب اپنے والدین کے ساتھ سکردو شفٹ ہوا تب سے ان کی یاری شروع ہوئی جو سکول سے لے کر اب 'قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی' میں بھی قائم و دائم تھی۔

وہ دونوں محنت پر یقین رکھتے تھے لیکن میکائیل کاردار کے پاس باپ کا پیسا تھا جو وہ بے دریغ لوٹاتا۔وہ پڑھنے کا خاص شوقین نہیں تھا تبھی بس پاس ہی ہوتا لیکن وہ دونوں اچھا رزلٹ لانے کے لیے سرتوڑ کوششیں کرتے۔ولید ہمیشہ سے ٹاپ پر رہتا تھا۔

میکائیل کاردار کی اپنے باپ سے نہیں بنتی تھی، اس کی پیچھے بھی کوئی خاص وجہ تھی۔۔۔۔۔۔

"_اللہ ہو_اللہ ھو"

دعا مانگتی عنوہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولتے اپنی دائیں طرف دیکھا جہاں ننھا سا جہانگیر اپنی گود میں ہنی بنی رکھے اپنی ماں کا سکارف بچھا کر اس پر بیٹھا آنکھیں بند کیے زور و شور سے دعا مانگنے میں مصروف تھا۔

عنوہ بے ساختہ نم آنکھوں سے مسکرا دی وہ جانتی تھی اس کا بیٹا ہر چیز میں اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتا تھا اب بھی اسی لیے کھیل چھوڑ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

"مومی! دے نے بی دعا ماند لی۔"

وہ توتلی زبان میں بولتا جلدی سے اس کا سکارف جھاڑ کر اٹھا گیا۔

عنوہ اس کی پھرتی پر مسکراہٹ دبا گئی وہ اس کا سکارف سے دھیان ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اچھا کیا کیا مانگا مومی کی جان نے؟"

اس نے جائے نماز رکھ کر اسے گود میں اٹھا لیا۔

"دے نے بوت کچ ماندا اے وہ مومی کو بتا نی ستا یہ اللہ تعالیٰ اور دے کا سیکرٹ اے۔"

اس کی سیانی بات پر عنوہ اس کا گال چوم گئی۔

"اوکے جے دی گریٹ! چلو جلدی سے انا بی کے ساتھ ناشتہ کر کے ہم پھر بابا سے ملنے چلیں گے۔"

وہ اسے نیچے اتارتی خود چادر اٹھانے لگی، دونوں نیچے آئے تو انا بی ٹیبل سیٹ کیے ان کا انتظار کر رہیں تھیں۔

"انا بی! دے کو چوری کانی اے میاں مٹو والی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

جے نے ٹیبل پر پراٹھے اور آملیٹ دیکھتے منہ پھلایا۔

"ارے میرا بچہ میں تو بھول ہی گئی تھی ابھی لائی بلکہ تم آؤ ہم ساتھ بناتے ہیں۔"

انا بی اس کی انگلی پکڑے کچن میں چلیں گئیں کیونکہ اس کے صحت مند وجود کی وجہ سے وہ گود میں نہیں اٹھا سکتیں تھیں۔

عنوہ ان کی دوستی پر مسکراتی ہوئی ناشتہ کرنے لگی تبھی اس کا فون بج اٹھا۔سکرین پر نظر پڑتے ہی اس نے سرد آہ بھری۔

اس کی امی اب پھر سے اسے دوسری شادی پر لیکچر دینے والی تھیں جو سننے کا اس کا قطعی موڈ نہیں تھا۔کبھی ابو جان کال کرتے ان کی ضد ہوتی وہ واپس آ جائے۔

آج بھی اسے شام کو انٹرویو کے لیے جانا تھا سو وہ نہیں چاہتی تھی دل ابھی سے اچاٹ ہو جائے۔

فون بجتا رہا اور وہ اطمینان سے ناشتہ کرتی رہی پھر وہ جہانگیر کو لیے قبرستان آ گئی۔

ایک تختی پر "کیپٹن حارث زید شہید" لکھا تھا۔

جہانگیر نے اپنے بابا کو سلام کیا اور قبر پر پھول ڈالنے لگا۔عنوہ خود اس سے سب کرواتی تھی کیونکہ وہ چاہتی تھی اس کا بیٹا ہمیشہ اپنے باپ کو ایک ہیرو کے طور پر یاد رکھے۔

ان کے ساتھ ساتھ اور لوگ بھی اس عظیم شہید کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے موجود تھے۔لوگ ان ماں بیٹے کو اچھی طرح جانتے تھے اسی لیے ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی یہی چیز اسے وہاں سے جانے سے روکتی تھی۔وہ اپنے بیٹے کو اپنے بابا پر فخر کرتے دیکھنا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

گھر کے آگے جیپ جھٹکے سے روکتے وہ چابی گارڈ کی طرف اچھالتے اندر بڑھ گیا۔

اسے اپنے کمرے کی طرف جاتے لاؤنج سے اپنے والدین کی آوازیں سنائی دیں لیکن وہ اگنور کرتے آگے بڑھ گیا۔

"دیکھ رہی ہو تم نالائق انسان ہونے کے ساتھ ساتھ تمہارا بیٹا بد تمیز بھی بلا کا ہے ذرا سا رک کر سلام کرنا گوارا نہیں کیا۔۔"

حیات کاردار نے دانت پیسے جس پر شرمین نے تاسف سے چائے کا گھونٹ بھرا۔

وہ زیادہ تر ان دونوں باپ بیٹے کی سرد جنگ میں ایسے ہی خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتیں تھیں۔

"پتا نہیں یہ نا ہنجار کب سدھرے گا میرے تو دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں اس نے۔"

وہ خالی کپ ٹیبل پر پٹختے اٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ اب کہاں چل دیے؟"

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔

شرمین ان کے ساتھ ہی اٹھیں۔

"نہیں مر رہا میں، سنبھالنا تو مجھے ہی ہے نا سب کچھ ویسے بھی بہت سے کام ہیں آج۔ کوئی زمہ دار سیکرٹری مل جائے بس پھر کچھ بوجھ کم ہو مجھ پر سے۔آج انٹرویو بھی ہیں۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے نکل گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

شرمین لب بھینچے دیکھتی رہ گئیں۔ان کا رخ اب میکائیل کے کمرے کی جانب تھا۔

انھوں نے کمرے میں جھانکا تو گھپ اندھیرے نے ان کا استقبال کیا۔وہ گھبراتے دل کے ساتھ کھڑکیوں سے پردے ہٹا گئیں۔

"میکائیل! میرے بچے سر شام ہی کیوں منہ سر لپیٹے پڑے ہو۔"

انھوں نے اس کی پیشانی چھو کر دیکھی جو بیڈ پر اوندھے منہ پڑا تھا۔

بخار تو نہیں ہے۔"

"میری جان!اٹھو نا کیا ہوا ہے؟

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولیں جو ان کی گود میں سر رکھ گیا۔

"یہ روز کا معمول ہے پھر بھی آپ روزانہ پوچھتی ہیں۔"

وہ کسلمندی سے بولا۔

"میرے بیٹے! مان کیوں نہیں لیتے تم ان کی بات؟"

انھوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"انھوں نے مانی تھی میری بات___؟"

اس نے سختی سے لب بھینچ لیے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"اب تو بھول جاؤ وقت گزر گیا ہے زندگی میں آگے بڑھو انھیں تمہاری ضرورت ہے۔وہ اب تھکنے لگے ہیں۔آج بھی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

ان کی آواز بھرا گئی۔

میکائیل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے سر دوبارہ تکیے پر ٹکا لیا۔

وہ کچھ دیر اسے تکتے رہنے کے بعد کمرے سے چلی گئیں۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر میکائیل کی آنکھ سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہو گیا۔

دونوں باپ بیٹا اپنی انا کے پکے تھے۔

عنوہ جے کو انا بی کے حوالے کرتی خود جلدی جلدی انٹرویو دینے پہنچی تھی۔رکشہ راستے میں بہت سی سواریوں کو لیتا آیا تھا جس کی وجہ سے وہ تھوڑی لیٹ ہو گئی تھی۔

"کاردار ٹرانسپورٹ" کی شاندار بلڈنگ کو دیکھتے اس کے حوصلے پست ہوئے تھے رہی سہی کسر وہاں موجود نوکری کے لیے آئے امیدواروں کے رش نے پوری کر دی۔وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی ایک طرف بیٹھ گئی اسے نوکری ملنے کے آثار تو نظر نہیں آ رہے تھے مگر پھر بھی قسمت آزمائی کا سوچا۔اس کے پاس بی اے کی معمولی سی ڈگری تھی آگے پڑھنے کا وقت ہی نہیں مل پایا تھا۔

وہ انگلیاں چٹخاتی سب لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھنے میں مصروف تھی جو انتہائی پر اعتماد نظر آ رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

دو گھنٹے بعد اس کا نام پکارا گیا تو لمبا سانس لیتے وہ اندر داخل ہوئی جہاں میز کے دوسری طرف ایک ادھیڑ عمر اور دو نوجوان بیٹھے تھے۔

وہ سلام کرتی بیٹھ گئی۔

"آپ کا تجربہ ہے کہیں جاب کا۔"

وہاں موجود عمر رسیدہ شخص نے اس کی فائل اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

سر! میرا کوئی تجربہ نہیں ہے کام کرنے کا۔"

"اگر کوئی موقع دے گا تو ہی میں جاب کر پاؤں گی، پہلے کبھی زندگی میں ضرورت ہی نہیں پڑی۔

خود پر قابو پانے کے باوجود اس کے چہرے سے افسردگی جھلکی تھی۔

"ہمم! تو آپ میرڈ ہیں۔کیپٹن حارث زید نام ہے آپ کے شوہر کا۔کیا آپ بتا سکتی ہیں اب آپ کو کیوں ضرورت پڑی جاب کی، کوئی خاص وجہ؟"

اس کی فائل جانچتے انھوں نے استفسار کیا۔

ایک آرمی کیپٹن کی بیوی ہو کر وہ نوکری کے لیے دھکے کھا رہی تھی یہ بات انھیں تھوڑی عجیب لگی۔

ابھی وہ کچھ بولتی تبھی تھری پیس سوٹ میں ملبوس ایک با رعب سی شخصیت اندر داخل ہوئی۔

انھیں دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

ان کے سربراہی کرسی پر براجمان ہوتے ہی عمر رسیدہ شخص جھک کر انھیں تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔

وہ انگلیاں مسلتی ہوئی ان کا جائزہ لینے لگی جن کے سر پر کہیں کہیں سفید بال تھے بڑھتی ہوئی عمر میں بھی کافی غضب کی پرسنلٹی تھی۔

"جی تو مسز حارث زید آپ کیا کہہ رہیں تھیں؟"

اب وہ بارعب شخص اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ پر اعتماد سی لڑکی تھوڑی گڑبڑائی لیکن ان کے سوال پر ہمت مجتمع کرتی بول اٹھی۔

"سر_! وہ تین سال پہلے سوات آپریشن کے دوران شہید ہو گئے تھے۔"

وہ لوگ جو پہلے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے اب وہاں سناٹا چھا گیا۔

اوہ ویری سوری!"

"آپ سیکرٹری کی جاب کی جو جو ڈیوٹیز ہیں وہ کر پائیں گی؟

کچھ توقف کے بعد با رعب سی آواز گونجی جس پر اس نے حیرت سے انھیں دیکھا۔

"سر_ آپ_ مجھے_؟"

اس کی بوکھلاہٹ پر وہ مسکرا دیے۔

جی بالکل آپ کا انتخاب کیا گیا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"سیلری اور باقی تفصیلات آپ کو جاوید صاحب بتا دیں گے۔

وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ حیات کاردار ہیں اس کمپنی کے مالک ان کی ہی سیکٹری منتخب کیا گیا ہے آپ کو۔"

جاوید صاحب نے اسے بتایا۔

سب تفصیلات لیتے وہ خوشی خوشی وہاں سے نکل آئی۔اس نے راستے سے جہانگیر کا پسندیدہ پتیسہ بھی لے لیا تھا۔

تانگہ نظر آتے ہی وہ اس میں سوار ہو گئی۔اسے یاد آیا حارث کو اس کے سنگ تانگے کا سفر کرنا بہت پسند تھا۔

وہ آس پاس کے سفر کے لیے تانگے کو ہی ترجیح دیتے تھے۔

حارث کے پاس اپنے والد کی پرانی گاڑی بھی تھی جو وہ کبھی کبھار ہی استعمال کرتے تھے۔

اس کی آنکھوں میں نمی گھلی تو وہ یک دم ہوش میں آتے خود کو سنبھال گئی۔

وہ گجرات کے رہنے والے تھے۔

ان کے خاندان میں امی، ابو، بھائی، بھابھی، وہ اور اس سے چھوٹی تین بہنیں تھیں۔بھائی کی شادی سے پہلے تک وہ بہت سکون سے رہتے تھے لیکن بھابھی کے آتے ہی ان کے گھر میں ہلچل ہونے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

اکلوتے بھائی کی بیوی ہونے کی وجہ سے وہ بہت رعب جماتیں جس پر امی بدمزگی پیدا ہونے کے ڈر سے چپ سادھے رہتیں۔اپنی دوسری بہنوں کے مقابلے میں وہ تھوڑی دبو قسم کی تھی تبھی بھابھی کے عتاب کا نشانہ بنتی۔

ابو کا تعلق اسلامی جماعت سے تھا تو زیادہ تر وہ ان ہی کاموں میں مشغول رہتے۔

حارث زید سے اس کی شادی حارث اور ابو کی پسند سے ہوئی تھی۔وہ بی اے کے پیپروں میں مصروف تھی جب حارث زید کی ان کے گھر آمد ہوئی وہ ابو کے جگری دوست کا بیٹا تھا جن کا تعلق سکردو، گلگت بلتستان سے تھا۔

حارث نے آرمی جوائن کی تھی اسی سلسلے میں کسی کام کی وجہ سے وہ ایک ماہ کے لیے ان کے گھر کے بیٹھک والے کمرے میں ٹھہرا تھا۔

عنوہ کی خاموش طبیعت اور اپنے کام سے کام رکھنے والی عادت حارث کو اس کا اسیر کر گئی۔

عنوہ کا ایک دو بار ہی اس سے سرسری سا سامنا ہوا تھا۔

اس کے جانے کے ہفتے بعد ہی رشتہ آ گیا۔

امی اسے اتنی دور بھیجنے پر رضامند نہیں تھیں مگر ابو نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔

اس کی شادی میں بھابھی دبے دبے لہجے میں لوگوں سے اس کی اور حارث کی محبت کے من گھڑت قصے سناتی نظر آئیں جس پر وہ ضبط کر کے رہ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

حارث زید کا پر سکون گھر اس کے لیے کسی جنت سے کم نہیں تھا۔وہ اس سے نہایت محبت اور عزت سے پیش آتا تھا جو عنوہ کو اس کا گرویدہ بنانے لگا۔

وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔اس کی انا بی اور بابا انتہائی محبت کرنے والے لوگ تھے۔

وہ آپریشن میں شرکت کے لیے گیا تھا یہ بات اس نے عنوہ سے مخفی رکھی تھی کیونکہ وہ امید سے تھی۔وہ اسے ذہنی دباؤ سے بچانا چاہتا تھا۔

کچھ دن بعد ہی انھیں اس کی شہادت کی خبر ملی وہ بے یقین سی بیٹھی رہی۔ان کی شادی کو ہفتے بعد سال ہونے والا تھا۔

آرمی کی طرف سے پورے وقار کے ساتھ کیپٹن حارث زید کو دفن کیا گیا۔

وہ ساکت تھی اس کی آنکھ سے ایک آنسو نہ بہا۔اسے اعلیٰ رتبہ ملا تھا وہ شہید کی بیوہ تھی۔

اب اسے سمجھ آئی تھی حارث ہمیشہ اسے شہیدوں کی ماؤں اور بیوؤں کے قصے کیوں سناتا تھا۔وہ اسے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتا تھا۔

"ہم فوجی اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں۔قوم کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار۔"

اس کے دماغ میں حارث زید کا خوبصورت لہجہ گونجا۔

اس کے گھر والے بھی آئے تھے وہ اسے ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر وہ نہ مانی۔

اس کی گود میں جب جہانگیر آیا تو وہ کتنی دیر اسے سینے سے لگائے روتی رہی۔جہانگیر کا نام بھی حارث زید کی خواہش پر رکھا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

حارث زید کی شہادت کے ایک سال بعد بابا بھی انتقال کر گئے پیچھے وہ تینوں رہ گئے۔

گھر والوں نے اور آنا بی نے بھی زور لگایا وہ دوسری شادی کر لے مگر وہ نہ مانی۔

وہ جہانگیر کو پر اعتماد زندگی دینا چاہتی تھی جو اسے اپنی بھابھی یا سوتیلے لوگوں کی موجودگی میں ممکن نظر نہیں آتی تھی۔

وہ خود نوکری ڈھونڈ رہی تھی اور بالآخر آج اس کی محنت رنگ لائی تھی۔

رات وہ ڈنر کے بغیر سویا تھا تبھی اب اس کے پیٹ میں چوہے بریک ڈانس کر رہے تھے وہ جلدی سے اٹھتا فریش ہو کر نیچے آیا مگر اپنے باپ کو ڈائننگ ٹیبل پر براجمان اخبار کھنگالنے دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہوا اپنی ماں کی گھوریوں پر وہ ناچار کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"کیا لو گے بیٹا؟"

شرمین کی آواز پر حیات کاردار نے نگاہیں اخبار سے ہٹا کر اسے دیکھا۔

ہاں بیٹا بتاؤ نا کیا لو گے؟"

ارے ہاں میرا شہزادہ کیا شوق سے کھاتا ہے یہ مجھ سے بہتر کون جانے گا؟

"__نصیر جاں

انھوں نے شہد آگیں لہجے میں کہتے باورچی کو آواز دی۔

شرمین کے ساتھ ساتھ میکائیل نے بھی آنکھیں پھیلائے باپ کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

پہلی بار اس نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے لیے محبت بھرے الفاظ سنے تھے، ہضم کرنا مشکل تھا۔

"__جی صاااب"

نصیر جاں مؤدب کھڑا بولا۔

"اپنے میکائیل صاحب کے لیے چیز پراٹھا اور مخصوص آملیٹ لے آؤ ساتھ میں دودھ پتی کا کپ۔"

ان کے حکم نامے پر نصیر جاں بھی بوکھلا گیا کیونکہ ایسی محبت اس نے بھی پہلے بار سنی تھی میکائیل کے لیے۔

"__جی ی ی صاااب"

وہ جلدی سے بھاگا۔

میکائیل نے آنکھیں چھوٹی کیے انھیں بغور دیکھا۔۔

"جنابِ عالی! آپ کو اگر کچھ دیر انتظار کی زحمت گوارہ نہ ہو تو سرسری سا اخبار کا جائزہ لے لیں۔"

انھوں نے استہزائیہ ابرو اٹھائی۔

میکائیل نے سر کھجاتے ان کے ہاتھ سے اخبار لے لیا۔

یہ جو بھی ہو رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

برخوردار! یہ اخبار آپ نے الٹا پکڑا ہے۔"

"__ایسے نہیں ایسے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

انھوں نے اس کے ہاتھ سے اخبار درست کیا۔

اسی دوران نصیر جاں دوسرے ملازم کے ساتھ مل کر اس کا ناشتہ لگانے لگا۔

"اور کچھ تو نہیں چاہیے بیٹا جی آپ کو؟ اپنا مال ہے جتنا مرضی اڑاؤ۔"

ان کی آواز میکائیل کو اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہوئی۔

اب اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو، کیوں ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں؟"

اس نے بمشکل نارمل لہجہ اپنایا۔

وہ بھی کہاں باپ کا لحاظ کرتا تھا؟

"ارے اب بھی تمہیں مسئلہ ہے۔تمہاری ماں نے میرا دماغ کھا لیا تھا رات کو 'میرا بیٹا اپ سیٹ رہتا ہے آپ اس سے اچھے سے بات کیا کریں وغیرہ وغیرہ'

میں بیٹے کا خیال کروں لیکن بیٹا میرے سر میں خاک ڈلواتا رہے۔میں اکیلا سر کھپاؤں لیکن یہ بیٹھ کر آرام سے اڑائے یا پھر مجنوں بنا پھرتا رہے۔

مر جاؤں جس دن اس دن ڈھول بجانا تم دونوں ماں بیٹا۔۔"

میکائیل کا چھیڑنا انھیں غضب ناک کر گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

ان کی بات پر شرمین نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھ لیا۔سب نوکر ہونق پن سے دیکھنے لگے تماشا تو روز ہوتا تھا لیکن حیات کاردار اتنے جذباتی نہیں ہوتے تھے۔

آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

"_ناشتہ تو کرتے جائیں

شرمین نے انھیں اٹھتے دیکھ کر التجا کی۔

"پہلے ہی ان چکروں میں لیٹ ہو چکا ہوں، تم اپنے صاحبزادے کو ناشتہ کرواؤ میرا کیا ہے، ہونہہ۔"

وہ شرمین کی پکار کو ان سنا کرتے چلے گئے۔

اب وہ میکائیل کی طرف پلٹیں جو ساکت بیٹھا تھا انھوں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ کرسی کو دھکا دیتا گھر سے نکل گیا۔وہ اس کے پیچھے بھاگیں مگر اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔

وہ لاؤنج میں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں، جانے کب "کاردار ولا" میں پر سکون دن آنا تھا؟

حیات کاردار لاہور کے رہنے والے تھے مگر گلگت بلتستان کی خوبصورتی انھیں سکردو کھینچ لائی۔آئے تو وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں تھے مگر پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

ان کا اپنا ٹرانسپورٹ کا وسیع کاروبار تھا "کاردار ٹرانسپورٹ" کے نام سے جو ان کو وراثت میں ملا تھا۔وہ اپنے والدین کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

اکلوتی اولاد تھے اور آگے ان کا خود کا بھی اکلوتا بیٹا تھا جو ان کی نظر میں سارے جہان کا نکما اور نکھٹو پیس تھا جس کو آوارہ گردیوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی وہ اسے "پرفیکٹ انسان" بنانا چاہتے تھے اور اسی کوشش میں اس کی شخصیت مسخ کرتے چلے گئے۔وہ اب بھی خود کو حق بجانب سمجھتے تھے۔ان کی شادی اپنی تایا زاد شرمین سے ہوئی تھی جو ایک خاموش طبع خاتون تھیں وہ دونوں باپ بیٹے کے جھگڑے میں ہی الجھی رہتیں۔

ان کا بیٹا اپنے باپ سے بیزار رہنے لگا تھا۔اسے اپنی خواہش پوری نہ ہونے کا رنج تھا۔

"مومی تاں دا لئی او؟"

جے جو ابھی اٹھا تھا اپنی ماں کو آئینے کے سامنے تیار ہوتا دیکھ کر آنکھیں مسلتا اٹھ بیٹھا۔

"اوئے ہوئے مومی کی جان اٹھ گیا۔"

وہ بال بنانے چھوڑ کر جلدی سے اس کے پاس آئی۔

"مومی ام تاں دا لئے ایں؟"

اس کی تان وہی اٹکی تھی۔عنوہ اس کی چالاکی پر ہنس دی جو خود کو بھی اس کے ساتھ شامل کر گیا تھا۔

ہم نہیں صرف میں جا رہی ہوں میری جان۔"

"آپ انا بی کے ساتھ رکو گے۔

اس نے کے کا منہ دھلواتے ٹاول سے صاف کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"لیکن دے کو مومی کے شات لہنا اے۔"

اس نے منہ بسورتے رونے کی تیاری پکڑی۔

"مومی کا بےبی تو بہت اچھا بچہ ہے وہ مومی کی بات مانتا ہے نا؟"

اس نے جے کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"آں مانتا تو اے لیتن وہ مومی کے دول دانے سے دلتا اے۔"

اس کی بات پر عنوہ نے سہم کر اسے دیکھا اور یک دم اسے خود میں بھینچ لیا۔

میری جان مومی اپنے جے کو کبھی بھی چھوڑ کر نہیں جائیں گیں وہ ہمیشہ ساتھ رہیں گیں۔"

"وہ کام کرنے جا رہیں ہیں تا کہ بہت سارے پیسے کما کر لائیں اور جے کے ساتھ خوب مزے کریں۔

وہ جے کو تھپکتے ہوئے بولی جو اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔

نہ جانے کس کی باتیں اس کے کان میں پڑ گئیں تھیں۔وہ جانتی تھی اس کا بیٹا اپنے ہم عمر بچوں سے زیادہ سمجھ دار تھا۔

"اگر جے چاہتا ہے مومی سپر وومن بنیں تو اسے چاہیے وہ مومی کا ساتھ دے۔"

اس نے جے کا سر چومتے ہوئے کہا تو وہ جھٹ سے سر اٹھاتا اس کے گال پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھے اس کی نم آنکھیں دیکھنے لگا۔

شولی! دے نے مومی کو رلا دیا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"دے تاہتا اے مومی شپر بومن بنیں اوووول تبھی نہ لوئیں۔

اس نے دھیرے سے ماں کا گال چوم لیا۔

"ماں بیٹے کے لاڈ ختم ہو گئے ہوں تو آ کر ناشتہ کر لیں۔"

دروازے پر کھڑی انا بی ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیں۔

وہ خوش تھیں اپنے پوتے کی اچھی پرورش پر اور چاہتیں تھیں جہانگیر اپنی ماں کے ساتھ ہی رہے۔ کبھی کبھی انھیں اپنی خود غرضی پر افسوس بھی ہوتا مگر وہ بھی مجبور تھیں اپنے پوتے کو رلتا نہیں دیکھ سکتیں تھیں۔ان کا بڑھاپا انھیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ در در کی ٹھوکریں کھائیں۔

جے کو اس نے نیچے اتارا اور اپنے بجتے فون کی طرف لپکی جہاں "زویا کالنگ" جگمگا رہا تھا۔

زویا اس کی دوسرے نمبر والی بہن تھی وہ جانتی تھی امی ہوں گیں۔

فون اٹینڈ کر کے کان سے لگا کر اس نے ادھر اُدھر نگاہیں دوڑائیں تو جے کمرے سے غائب تھا۔

"السلام علیکم امی! کیسی ہیں آپ؟"

اس نے بات کا آغاز کیا۔

"وعلیکم السلام! میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ ذرا کیا کرتی پھر رہی ہو؟ آخر تم کیوں ان نوکریوں کے چکر میں پڑ رہی ہو تم تین لوگ ہو دو دکانوں کے کرائے اور حارث کی پینشن سے اچھا گزارا ہو تو رہا ہے۔"

وہ تو شروع ہی ہو گئیں تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"امی مجھے گزارا نہیں کرنا اپنے بچے کو بہترین زندگی دینی ہے آپ جانتی ہیں مہنگائی بہت ہو گئی ہے ایسے میں بجلی، گیس، انٹرنیٹ، فون کے بل بھرنے کے بعد سارا پیسا راشن، دوائیں اور کپڑے جوتوں میں چلا جاتا ہے۔اب جہانگیر سکول جانے لگے گا تو اس کے لیے مجھے پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔"

اس کی لمبی چوڑی دلیل پر کچھ لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گئیں۔

"تو تم یہاں آ جاؤ۔"

ان کی دھیمی آواز سن کر وہ تلخی سے مسکرا دی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی وہاں جا کر اسے گھیر کر دوسری شادی کروا دیتے جہاں اس کے بیٹے کی گنجائش نہ نکلتی اور اس کا جے رل جاتا۔

"امی جیسی زندگی میری بہنیں جیتی ہیں میں ہر گز نہیں چاہوں گی میرا بیٹا ویسی زندگی جیے۔میں اسے بے خوف اور نڈر بنانا چاہتی ہوں جہاں وہ کسی طعن و تشنیع کے تیر جھیلے بغیر یہ کہنے کے قابل ہو اس کی پرورش اس کی ماں کی محنت سے کمائے گئے پیسے سے ہوئی ہے۔"

وہ مضبوط لہجے میں انھیں بہت کچھ باور کروا گئی۔

امی اپیا کو کھلی فضا میں سانس لینے دیں پلیززز__ہم بھی نہیں چاہتے جے کی شخصیت پر یہاں کا منفی " "اثر پڑے۔

یہ اس کی تیسرے نمبر والی بہن مایا تھی۔اس نے ٹھنڈی سانس لی چلو کچھ لوگ تو اسے سمجھتے تھے۔

"اپیا جے کو بہت سا پیار دیجیے گا اور ہمت مت ہاریے گا ہم آپ کے ساتھ ہیں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

اس کی سب سے چھوٹی بہن عنایہ بولی تو وہ مسکرا دی۔

"ضرور میری جان__وہ غائب ہو گیا یہاں سے میں شام کو تمہاری بات بھی کروا دوں گی۔"

"بیسٹ آف لک اپیا فار یور نیو جاب۔"

اس کی بہنوں نے اسے وش کیا۔

وہ اب اپنی بہنوں سے ادھر اُدھر کی گفتگو کرنے لگی۔

آفس کا ماحول اور کمرہ دونوں ہی اس کے لیے پر سکون اور آرام دہ ثابت ہوئے تھے شاید وہاں کے ورکرز کو خاص ہدایت دی گئیں تھیں اس کے بارے میں جو وہ سب بھی سوسائٹی کے لوگوں کی طرح اس کے ساتھ خاصے عزت و احترام سے پیش آ رہے تھے اور ہر کوئی اس کی مدد کے لیے تیار تھا۔

وہ جو جاب کو لے کر کافی ٹینشن میں تھی اب ساری الجھنیں سلجھ گئیں تھیں۔

جے کے لیے وہ انا بی کو کافی ہدایات دے آئی تھی پھر بھی بار بار کال کر کے خیریت دریافت کرتی رہی۔

انا بی اسے قریبی پارک لے گئیں تھیں تو وہ کچھ مطمئن ہو گئی۔

کمپنی کے مالک 'حیات کاردار' اسے کافی پسند آئے تھے ان کی پرسنلٹی بہت چارمنگ تھی تبھی آفس کا ماحول ان کی شخصیت جیسا تھا۔

ابھی تک تو اس کا کام ان کی ساری ڈیلنگز کا ٹائم ٹیبل سیٹ کرنا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

ان کے پاس اپنی بسیں، رینٹ پر دینی والی گاڑیاں اور ٹرالے تھے۔وہ شفٹنگ کے لیے ٹرک، ٹورسٹ گائیڈز اور جیپ وغیرہ بھی سیاحوں کے لیے مہیا کرتے تھے۔اسی لیے ان کا کاروبار پورے پاکستان میں پھیلا ہوا تھا۔

جاوید صاحب نے حیات کاردار کو دینے کے لیے فائل دی تھی جو لے کر وہ ان کے آفس آن پہنچی۔

دروازہ ناک کرنے پر اسے اجازت مل گئی وہ ہر بار اس کے ساتھ کافی نرمی سے گفتگو کرتے جس سے وہ مزید ان کی گرویدہ ہو گئی تھی۔

"سر! یہ فائل جاوید صاحب نے دی ہے۔"

وہ ان کے سامنے ٹیبل پر فائل رکھتے پلٹی لیکن ان کی پکار پر رکنا پڑا۔

"عنوہ بیٹا! اگر آپ برا نہ مانیں تو کافی بنا دیں گی؟ مجھے کافی تھکن ہو رہی ہے۔"

وہ التجائی نظروں سے اسے دیکھنے لگے جس پر وہ خوامخواہ شرمندہ ہو گئی۔اسے وہ کافی بکھرے ہوئے لگے تھے۔

"شیور سر! میں ابھی بنا کر لائی۔"

وہ باہر آتے ٹک شاپ کا پوچھتے وہاں چلی گئی۔

میکائیل کو صبح سے دوپہر ہو گئی تھی نہ کسی کی کال اٹھا رہا تھا نہ ہی کچھ کھایا تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں چل رہیں تھیں مگر وہ بے زاری سے پارک کے بنچ پر بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

بابا کے دیے گئے کام چوری کے طعنوں کی وجہ سے اس کا موڈ سخت خراب تھا۔وہ عموماً اس کو ڈانٹتے ہی رہتے تھے جس کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا تھا مگر آج اس کو غصہ ملازمین کے سامنے عزت افزائی کرنے پر آیا تھا ان کی دھاڑ پر وہ اپنی ماں کی منتوں کو بھی ان سنا کرتا واک آؤٹ کر گیا تھا۔

جب بھی اس کو اکیلا رہنا ہوتا وہ اپنے گھر کے سامنے بنے پارک میں ہی آتا تھا۔

بچوں کا شور و غل اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح بج رہا تھا۔اس کا دل کیا سب کو اٹھا کر کہیں دور پھینک دے، وہ یہ بھی کر گزرتا اگر سامنے درخت کے پاس کھدائی کرتا بچہ اس کی توجہ نہ کھینچتا۔

اس نے ٹھٹھک کر اس بمشکل تین سالہ کیوٹ سے بچے کو دیکھا جو اینٹ کو ایک ہاتھ میں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا، جب نہ اٹھائی گئی تو منہ کے برے برے زاویے بنانے لگا۔

یہ ساری کارروائی دیکھتے میکائیل کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا اس نے اپنی آنکھوں سے آپٹیکل فریم والے گاگلز اتارے اور دلچسپی سے اس بچے کو دیکھنے لگا۔

"یہ لال سیب کس کا ہے؟"

اس نے دل میں سوچتے ادھر اُدھر دیکھا مگر سب واک میں مصروف نظر آئے۔

وہ بچہ ہار نہ مانا آخر کندھے جھٹکتے ہوئے اینٹ رکھ کر چھوٹے پتھر کو ایک ہاتھ میں اٹھائے درخت کے پاس لا کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

میکائیل اسے دیکھتا رہا۔اس کا دل اس بچے کی طرف کھنچنے لگا تھا۔وہ دبے پاؤں اس کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا مگر وہ بچہ ہنوز اپنے کام میں مصروف رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"اوئے کون ہو تم اور اکیلے یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اس نے بچے کو پکارا۔

جے نے نگاہیں اٹھا کر غصے سے ان "بدتمیز انکل" کو دیکھا جو بد لحاظی سے اس کے ساتھ مخاطب تھے۔ اس نے ایسا لہجہ اپنے لیے پہلی بار سنا تھا تبھی جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور سر جھٹک کر پھر سے اپنا کام کرنے لگا۔

"ایکسکیوز می__تم بہرے ہو؟"

میکائیل کو خود کا اگنور کیا جانا سخت تاؤ دلا گیا۔

اس نے اپنی ماں کے علاوہ کبھی کسی کو محبت سے نہیں بلایا تھا تو اسے نہیں معلوم تھا بچے صرف نرم لہجہ سمجھتے ہیں۔

تیا پلوبلم اے آپ تے شاتھ؟"

"یہ پالک آپ کا تو نئیں اے نا۔

جہانگیر نے انتہائی غصے سے کہا۔

"اوئے ابھی تم زمین سے اگے نہیں ہو اور زبان دیکھو دو گز کی۔"

میکائیل نے اپنی بے عزتی پر تلملا کر کہا۔

اسے "پارک" کو "پالک" بنائے جانے پر ہنسی تو بہت آئی مگر خود کا دفاع بھی ضروری تھا۔اسے موٹو بچے کا لال بھبھوکا چہرہ مزا دے رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

میں اگا نئیں اوں، آشان شے اللہ تعالیٰ نے بیجا اے اوول میں بوت اچا بولتا اوں بدتیزی آپ تل "
"لے او۔

اس نے ادھار رکھنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

میکائیل نے چھوٹی آنکھیں کیے اس کی ایک سو بیس کی سپیڈ سے چلتی زبان دیکھی، اس بچے میں اس کی دلچسپی مزید بڑھ گئی تھی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

اس نے اس بار نرمی سے پوچھا۔

"پہلے 'آپ' بولو مدے۔"

اس کی فرمائش پر میکائیل نے بڑبڑاتے ہوئے خود کو "آپ" بولنے کے لیے تیار کیا۔

"محترم! آپ اپنا نام بتانا پسند فرمائیں گے؟"

میکائیل نے زبردستی کی مسکراہٹ سجائی۔

"__نئیں"

اپنے جواب پر جہانگیر اس کی اڑی رنگت دیکھتے کھکھلا اٹھا۔

اس کی ہنسی پر میکائیل نے بھی مسکراہٹ دبائی۔

"مومی تہتی ایں ہر تسی تو اپنا نام نئیں بتاتے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

اب کی بار وہ اپنے کھلونے اٹھائے چل پڑا۔

میکائیل نے بغور اس بچے کا زمہ دار روپ ملاحظہ کیا۔

وہ بچہ ایک بینچ پر بیٹھی گفتگو کرتی دو بزرگ خواتین کے درمیان اپنے کھلونے رکھتا مڑ کر اسے دیکھتا بھرپور ایٹیٹیوڈ سے ان کے ساتھ براجمان ہو گیا۔

اس کی ادا پر اپنی ہنسی قابو کرتا میکائیل سر کھجا کر رہ گیا۔

وہ اپنی بدلتی کیفیت پر کنفیوژن کا شکار تھا کیونکہ میکائیل کاردار نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں ایسا خوبصورت لمحہ نہیں گزارا تھا۔

وہ اس بچے سے دوبارہ ملنے کی خواہش لیے رخ موڑ گیا ورنہ اس کا دل کر رہا تھا اسے ان خواتین کے درمیان سے ہی اٹھا لائے مگر اس پر اغواء کا الزام لگ سکتا تھا۔

وہ اگلے دن دوبارہ یہاں آنے کا ارادہ کرتا پارک سے نکل آیا۔

اپنا ہینڈ بیگ چیک کرتی عنوہ کی نظریں جے پر پڑیں جو بڑ بڑ کرتا انتہائی غصے میں اپنے بنی کے کان مروڑ رہا تھا۔عنوہ ہنستی ہوئی نفی میں سر ہلاتی کھڑی ہوئی۔

"جے__ مومی کی جان کیا ہوا ہے؟"

وہ اس کو پیچھے سے ہی اٹھا کر بستر پر لے آئی۔

جے بیڈ مین شے بات نئیں تلے دا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"وہ تیوں نام بتائے اپنا؟

وہ عنوہ کے پیٹ پر سر رکھتے ہوئے بولا۔اپنی ماں سے لاڈ کرنے کے اس کے مختلف انداز ہوتے تھے۔

"کون سے بیڈ مین؟"

وہ جلدی سے سر اٹھاتی اسے دیکھنے لگی۔

"اووو مومی ڈلیں نئیں دے نے پالک میں ان انتل تو بوت اچی تلاں بتایا۔"

وہ اپنی ماں کو پریشان دیکھ کر دلاسا دینے لگا۔

"جو بھی تھا آپ انا کے ساتھ ہی رہا کرو جہاں بھی جاؤ اور دوبارہ کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انڈرسٹینڈ؟"

اس نے گھورا۔

"یش بوش۔"

جے کے سلیوٹ مارنے پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

اسے جے میں حارث زید کی شبیہہ دکھائی دی تھی وہ بھی تو ایسے ہی کیا کرتا تھا۔

"آپ لوئیں تو نئیں بولا نا پکا انا کے شات لہوں دا۔"

جے منہ بسورے اس کا گال چوم گیا جس پر وہ اسے چٹا چٹ بوسے دیتی تھپک کر سلانے لگی۔

آج اسے پر سکون نیند آنی تھی بہت بڑا بوجھ سر سے سرک گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

وہ گھر رات گئے تک آیا تھا اس نے اپنی ماں کو خیریت کی اطلاع دے دی تھی تبھی وہ پر سکون نیند سو رہیں تھیں۔

اس کے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہی ایک سایہ بھی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

وہ آج پہلی بار دل سے خوش تھا کیوں؟

یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا بس گنگناتا ہوا شاور لے کر روم فریج سے لیچی کا جوس نکال کر پینے لگا، سارا دن گھوم پھر کر گزارا تھا نہ دوستوں کی کالز اٹینڈ کیں نہ ان سے ملا۔

کچھ کھانے کا بھی دل نہیں کیا اب بھی جوس کی بوتل ختم کر کے نیچے پھینکی اور کمفرٹر میں گھس گیا۔

اس نے جیسے ہی آنکھیں میچیں ایک معصوم مگر غصے بھرا لہجہ کانوں میں گونجا۔

تیا پلوبلم اے آپ تے شاتھ؟"

"یہ پالک آپ کا تو نئیں اے نا۔

اس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں، آج سے پہلے وہ بنا کچھ سوچے بے فکری سے سویا تھا مگر اب ایسا نہیں ہو پایا تھا۔

یہ تو طے تھا اب وہ اس بچے کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔

"پالک"

وہ زیر لب بڑبڑاتا قہقہ لگا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"ہائیں! یہ میرا بیٹا کب سے خود سے باتیں کرنے لگا؟"

اندر داخل ہوتیں شرمین حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

مما! آپ جاگ رہیں تھیں ابھی تک؟"

"کہا تو تھا سو جایئے گا مجھے دیر ہو جائے گی۔

اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے خفگی سے کہا۔

میں سوئی ہوئی تھی مگر تمہارے ڈیڈ کو کھانسی اٹھی تو جاگ گئی پھر میں نے سوچا دیکھ لوں تم آ گئے یا " "نہیں۔

ان کے تفصیل بتانے پر وہ لب بھینچ گیا۔

"تم یہ اتنی ٹھنڈ میں ایک تو شاور لیے بیٹھے ہو اور اوپر سے شرٹ بھی اتار رکھی ہے۔"

ان کی ڈانٹ ڈپٹ پر اس نے نظریں بچا کر ان کے پاؤں کے پاس پڑی جوس کی خالی بوتل دیکھی اگر ان کی نگاہ پڑ جاتی تو اس کا کورٹ مارشل پکا تھا۔وہ انھیں وہاں سے ہٹانے کی ترکیب سوچنے لگا پھر منہ پر مسکینی طاری کرتے ہوئے بولا:

"مما یار! اب آ ہی گئیں ہیں تو کچھ کھانے کو دے دیں صبح سے بھوکا ہوں۔"

اس نے ایموشنل کارڈ کھیلا تھا اور تیر نشانے پر لگا۔

"اف میرا بچہ صبح سے بھوکا ہے مجھے کیا پتا تھا پھر بھی تم مجھے سونے کا کہہ رہے تھے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

وہ جلدی جلدی بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔

وہ شکر کا کلمہ پڑھتا وہاں سے بوتل اٹھا کر کھڑکی سے باہر اچھال گیا۔ہمیشہ کی طرح پہلے اسے افسوس ہوا خود کے ہی گھر کے لان میں کچرا ڈالنے پر پھر گنگناتا ہوا شرٹ پہننے لگا:

گھر کی خاطر سو دکھ جھیلیں"

"__گھر تو آخر اپنا ہے

اب رات کے دو بجے اس کا رخ کچن کی طرف تھا جہاں اس کی ماں اس کا پسندیدہ کھانا لگا رہی ہوں گیں اشتہا انگیز خوشبوؤں پر ایک دم سے اس کی بھوک چمک اٹھی۔

"جے آج مومی جلدی واپس آ جائیں گی اور آپ کو سکول میں ایڈمیشن دلوانے لے جائیں گی۔"

قرآن پاک کو بند کرتے ہوئے عنوہ نے جہانگیر کو کہا جو اس کے گلے میں بانہیں ڈالے لٹکا ہوا تھا۔

"مومی دے ابی آپ تا بےبی اے اش کو تکول نئیں دانا۔"

جے نے فوراً اس کے منصوبے پر پانی پھیر دیا۔

اووو اچھا میں نے سوچا تھا جے اب تین سال کا ہو گیا ہے ماشاءاللہ سے تو مجھے اس کو سائیکل لے کر " دینی چاہیے تا کہ وہ باہر گلی میں گھوم پھر لیا کرے، چلو کوئی بات نہیں۔"

عنوہ نے مصنوعی تاسف سے آنکھیں پھیریں جبکہ سائیکل کے نام پر جے کے کان کھڑے ہو گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"امم مومی دے اب اتنا بی شوٹا نئیں اے وہ بدا بےبی اے تائیکل تو لے ای ستا اے۔"

عنوہ اس کی چالاکی پر ہنس دی جو اپنے مطلب کی بات پر بڑا بن جاتا تھا۔

"__اچھا میلے بڑے بےبی"

عنوہ نے اس کو بھینچ کر زور سے چوما جس پر وہ کھکھلا اٹھا۔

"بہت ہو گئیں مومی سے لاڈیاں اب جلدی سے سپارہ اٹھاؤ اور سناؤ مجھے جو کل پڑھایا تھا۔"

عنوہ نے اس کا دھیان سپارے کی طرف کیا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا اور ہلتا ہوا سبق یاد کرنے لگا۔

عنوہ محبت سے اس کی ٹوپی درست کرنے لگی۔

وہ آفس جاتے جاتے بھی جے کو تاکید کر گئی تھی کہ وہ پارک میں کسی بھی اجنبی سے گفتگو نہ کرے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

فون کی آواز پر اس نے آنکھیں بند کیے ہوئے ہی سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"__ہیلو میکائیل کاردار ہیئر"

اس نے غنودگی میں ہی کہا۔

میکائیل کاردار کے بچے، کہاں ہے کل سے؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

ہم نے انکل اور آنٹی سے پوچھا تب جا کر پتا چلا ورنہ تو نے ہمارا ہارٹ فیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

حسن بنا رکے شروع ہو گیا تھا۔

"صبح صبح میرا گدھوں کی آوازیں سننے کا بالکل موڈ نہیں ہے۔"

اس نے جواب دے کر فون بند کرتے دور اچھال دیا۔

فون مسلسل بجتا رہا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی اس کی زندگی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

وہ دس بجے کے قریب جاگا تھا اس کی مما نے بھی اس کے لیٹ آنے کی وجہ سے اسے نہیں جگایا تھا۔

ٹراؤزر شرٹ میں ہی بکھرے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے وہ نیچے آیا۔وہ مطمئن تھا کیونکہ حیات کاردار اس وقت تک آفس جا چکے ہوتے ہیں۔

سب ملازمین اپنے کاموں میں مصروف تھے جب نصیر جاں بھاگا آیا۔

"میکائیل بابا! آپ کے لیے ناشتہ لے آؤں؟"

وہ مؤدب لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

"تم پیچی کا فریش جوس لے آؤ اور شبنم تم مما کو بلا کر لاؤ۔"

اس نے بیک وقت دونوں کو آرڈر دیا اور لاؤنج کے صوفے پر دھپ سے گر گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"اٹھ گیا میرا بچہ، ضرور آج ماں کے ہاتھ کے بنے آلو والے پراٹھے کھانے ہوں گے؟"

شرمین آتے ہی اس کے دل کی بات بتا گئیں جس پر وہ ہنستے ہوئے سیدھا ہوا۔

"__یس بیوٹیفل لیڈی"

وہ سینے پر ہاتھ رکھے آنکھیں بند کر گیا۔

"اچھا وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم یہ بتاؤ حسن اور ولید کی فون کالز کیوں نہیں اٹینڈ کر رہے؟ نہ دو دنوں سے ان سے ملے ہو۔بیٹے ان کو کس بات کی سزا دے رہے ہو؟ تم اچھی طرح جانتے ہو وہ تمہارے مخلص دوست ہیں۔"

شرمین اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں جو سراسر بے کار تھا۔

"آپ نے میرا اچھا بھلا موڈ خراب کر دیاہے، جا رہا ہوں میں۔"

وہ فوراً سے پیشتر جوتے پہنتا اٹھنے لگا تو شرمین یک دم گھبرا گئیں۔

وہ کبھی اپنے بیٹے کو سمجھ نہیں پائیں تھیں جانے کون سی بات اس کی طبیعت پر گراں گزرے؟

"میرے بچے اب مما کو بھی یوں پریشان کرو گے؟"

وہ نم لہجے میں بولیں جس پر وہ سرد آہ بھرتا ان کے کندھوں پر بازو پھیلا گیا۔

"یار مما آپ جانتی ہیں مجھے ایسے دوسروں کی طرف داری کرنا سخت نا پسند ہے وہ دونوں اتنے معصوم نہیں ہیں جتنا آپ نے سمجھ رکھا ہے ہمیشہ وہی بات کرتے ہیں جس سے مجھے سخت چڑ ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

شرمین سمجھ گئی تھیں وہ کونسی بات تھی۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں اس کے کندھے پر سر رکھ گئیں۔

"آپ بے فکر رہیں جب موڈ ہوا تو مل لوں گا، مرے نہیں جا رہے وہ۔"

اس نے ہنستے ہوئے ان کی پیشانی چوم کر کہا جس پر وہ اس کو مکا جڑ گئیں۔

وہ مزے سے ناشتہ کرتا ہوا پارک جانے کی تیاری کرنے لگا۔

دوستوں کی مسلسل آتی کالز کو اگنور کرتا وہ سیل فون گھر ہی چھوڑ گیا تھا۔

ایک مہینے میں ہی وہ اچھی طرح سے آفس میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔حیات کاردار کو اس کی ہاتھ کی کافی بہت پسند آئی تھی تبھی روزانہ وہی بنا کر دینے لگی تھی۔اب بھی لنچ بریک آنے والا تھا تو اس نے سوچا جلدی سے کافی بنا کر رکھ آئے۔

وہ کافی لے کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی اس کی چیخیں نکل گئیں۔حیات کاردار ہوش و خرد سے بیگانہ آڑھے ترچھے صوفے پر پڑے تھے۔

اس کے شور پر سارے آفس کا سٹاف اکٹھا ہو گیا۔جاوید صاحب جلدی جلدی ان کو ہسپتال لے گئے تھے اور ان کے گھر بھی کال کر دی گئی تھی۔

عنوہ کو حیات کاردار کی سخت ٹینشن تھی اپنے کیبن کی طرف جاتے ہوئے وہ بے چینی سے ہتھیلیاں مسل رہی تھی جب اس کے کانوں میں آفس کی ورکرز کی آواز پڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

"یار حیات صاحب کی اولاد نہیں ہے کیا؟"

کسی نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

"ہے تو ایک بیٹا ہے۔"

کسی نے جواب دیا۔

"رئیلی__ پھر وہ آفس تو کبھی نہیں آیا، ہو سکتا ہے کسی دوسرے شہر میں آفس سنبھالتا ہو۔"

اب کی بار قیاس آرائی کی گئی۔

"نہیں وہ یہیں رہتا ہے ہمارے ایک آفس کولیگ نے ہی بتایا تھا۔پتا نہیں کیوں کبھی آفس نہیں آیا؟"

ان کی گفتگو جاری تھی جب وہ اپنے کیبن میں آ گئی۔

"نہ جانے کیا مسئلہ ہے حیات سر کے ساتھ ہمیشہ پریشان اور جھنجھلاہٹ میں ہی نظر آتے ہیں؟"

وہ پر سوچ انداز میں بیٹھی رہی۔

پارک میں داخل ہوتے ہی اس نے کل والی جگہ پر اس بچے کو ڈھونڈا مگر وہ موجود نہیں تھا۔اس نے سرسری سا اطراف کا جائزہ لیا مگر بے سود ثابت ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ مایوس ہو کر پلٹتا بنچ پر کل والی ہی بزرگ خاتون کے ساتھ بیٹھے بچے پر اس کی نظر پڑی تو مسکرا اٹھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

آج وہ بچہ اپنی گود میں بنی لیے اس سے کھیلنے میں مصروف تھا۔میکائیل کو سمجھ آ گئی تھی یہ صرف اس سے بچنے کی ناکام سی کوشش تھی۔

وہ بے ساختہ بینچ کی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم آنٹی! میرا نام میکائیل کاردار ہے۔"

وہ بنا سوچے سمجھے بزرگ خاتون کو مہذب انداز میں مخاطب کر گیا۔

"وعلیکم السلام! بیٹا معذرت کے ساتھ مگر میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"

وہ خاتون تھوڑی ہچکچاتے ہوئے بولیں جبکہ جہانگیر اسے دیکھتا رخ پھیر گیا۔

میکائیل تو اس آم کی گٹھلی جتنے بچے کے اٹیٹیوڈ پر ہی عش عش کر اٹھا۔

"جی آنٹی میں بس یہاں واک کے لیے آتا ہوں روزانہ تو آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں۔اصل میں مجھے بچوں سے بہت زیادہ لگاؤ ہے تبھی آپ کے بچے کی طرف دل ہمکنے لگتا ہے۔"

اگر اس کا کوئی جاننے والا اس وقت اس کی باتیں سن لیتا تو بے ہوش ہو جاتا۔

"اوہ اچھا اچھا میرا جہانگیر ہے ہی اتنا پیارا جو بھی دیکھتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔"

سدا کی نرم دل انا بی فوراً اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئیں تھیں جبکہ جے نے صدمے سے ان کو دیکھا جو اس کو دھڑلے سے نام بتا گئیں تھیں۔

اوہ ماشاءاللہ جے نام ہے اس کیوٹ بچے کا۔"

"میں نے بس آج اس کو کھیلتے نہیں دیکھا تو پوچھنے آ گیا طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ دونوں کی؟

اس نے ہنسی دبائے اپنا لہجہ سنجیدہ بنانے کی کوشش کی۔

"جی بیٹا الحمد اللہ طبیعت تو ٹھیک ہے بس یہ آج پتا نہیں کیوں یہیں جم کے بیٹھا ہے؟ اس کی وجہ سے میں بھی اپنا چکر نہیں لگا پائی۔"

انھوں نے اپنی رام کہانی سنا ڈالی۔

"اوہ آپ ایسا کریں اپنی واک مکمل کریں تب تک میں بیٹھ جاتا ہوں یہاں۔"

اس نے فکر مندانہ انداز اپنایا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے میں بیس منٹ تک آتی ہوں۔"

وہ جہانگیر سے پوچھے بغیر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

میکائیل اس کی اڑی رنگت دیکھتا چڑانے کے لیے پھیل کر بیٹھ گیا۔

"اور بھئی جہانگیر صاحب___نام تو تمہارا اپنی پرسنلٹی کی طرح جاندار ہے۔ اب یہ بتاؤ مجھ سے چھپنے کی کوشش کی جا رہی تھی نا؟ کل تو بڑی بڑکیں مار رہے تھے آج خود ہی ڈر گئے۔۔"

وہ استہزائیہ قہقہ لگا اٹھا۔

"دے تسی شے وی نئیں دلتا وہ تو دے تی مومی نے بولا تا بیڈ انتل شے دوول لہنا، ہونہہ۔

آپ ویشے بی بوت بلے لائر اووو"

اس کی سیدھی بات پر میکائیل کی تو آنکھیں ابل پڑیں۔

تم__ہو کیا چیز؟"

"کوئی اگر تمیز سے بات کر رہا ہے تو سر پر مت چڑھو۔

وہ زیادہ دیر تمیز کا مظاہرہ نہیں کر پایا تھا۔

"تو میں نے نئیں بلایا تا آپ تو آپ تھود آئے او۔"

وہ بھی دانت پیستے ہوئے بولا۔

میکائیل نے اس کی طرف دیکھا جو لال پیلا چہرہ لیے رخ موڑ کر بیٹھا تھا۔

کول ڈاؤن میکائیل_ایسے تم اسے خود سے بد ظن کر رہے ہو۔بچے پیار کی زبان سمجھتے ہیں تمہیں اس کو '
'محبت سے ہی شیشے میں اتارنا ہو گا۔

وہ دل ہی دل میں خود کو باور کروا گیا۔

"آہمم__یار ہم لڑ کیوں رہے ہیں، ہم دوستی بھی تو کر سکتے ہیں نا؟"

اس نے شہد آگیں لہجے میں پوچھا تو جے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

میں نئیں آپ لل لہے او۔"

"دے بیڈ بوائے نئیں اے، مومی تہتی ایں گڈ بوائز فائٹ نئیں تلتے۔

جے نے پھر سے اسے برا کہا تھا جس پر وہ سر کھجا کر رہ گیا 'یہ بچہ نہیں باپ ہے'۔

"اوکے میں ہی لڑ رہا تھا بس__اب دوستی کریں۔"

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"مومی تہتی ایں شٹرینجرز سے دوشتی نئیں تلتے۔"

پھر سے اعتراض حاضر تھا۔

'اف ایک تو اس کی ماں پتا نہیں کہاں کی ملکہ جزبات ہے جو بچے کو بھی سب گھول کر پلا رکھا ہے'

وہ زیر لب اس کی ماں کی شان میں قصیدے پڑھتا پھر سے گلا کھنکارنے لگا۔

"ہاں یہ اچھی بات ہے اجنبی لوگوں سے دوستی نہیں کرنی چاہیے مگر میں نے تو ابھی تمہاری گرینڈ مدر سے بات کی ہے چھپ کر تو نہیں ملا نا؟ اس حساب سے میں دوست بن سکتا ہوں۔"

اس نے پھر سے بچے کو گھیرا۔

"ہمم لیتن دے تو 'آپ' بولنے والے اور اچی باتیں تلنے والے دوشت پشند ایں پل آپ تو بیڈ او۔"

جے کی بات پر وہ تلملا کر رہ گیا۔

یہ بچہ نان اسٹاپ اسے بیڈ بول رہا تھا۔

"اوکے میں بھی جے سے آپ کہہ کر اور اچھی اچھی باتیں کیا کروں گا، ڈن۔"

پھر سے اس نے ہاتھ پھیلایا۔

"اوتے! دے بش اس لیے دوشتی تل لہا اے تیونکہ انا تو آپ اچے لدے او، آں۔"

جے کچھ دیر سوچنے کی ایکٹنگ کرتے پھر اپنا ننھا سا ہاتھ دھیرے سے اس کی ہتھیلی پر رکھ گیا جس کو میکائیل نے پورے دل سے مٹھی میں بھینچ لیا۔اسے عجیب سی سرشاری کا احساس ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر اب تو ہم دوست بن گئے ہیں اب تم مجھے انکل نہیں بولو گے۔"

میکائیل نے اس کے آگے شرط رکھی۔

"پل تیا بولوں دا بیا یا دوشت؟"

اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ام کچھ نیا اور دلچسپ ہونا چاہیے جیسے ہماری دوستی یونیک ہے__ہاں 'چم' بولنا آپ مجھے۔"

یہاں اس کا چم کہنا تھا اور وہاں جے کھکھلا اٹھا۔

"_تم"

وہ پھر سے کھکھلایا۔

اس کے ہنسنے کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ میکائیل بھی ہنس دیا۔

"چم کا مطلب دوست ہوتا ہے۔"

اس نے وضاحت دی۔

"تم یعنی دوشت۔"

جے نے سر ہلا کر تائید کی۔

تم نہیں چم۔"

"بولو چ_ ممم

میکائیل نے اسے بولنا سکھایا۔

"چ__ ممم"

جے نے اسی کے انداز میں کہا۔

"__ دیٹس لائک آ گڈ بوائے"

میکائیل نے اس کے بال سہلا کر تائید کی۔

"دوشت ایشے نئیں تلتے مومی تہتی ایں وہ ہگ تلتے ایں۔"

وہ بینچ پر کھڑا ہو کر اس کے گلے لگ گیا۔

اس کے معصوم حصار پر میکائیل کاردار کی دنیا ساکت رہ گئی وہ محبتوں سے نا آشنا شخص تھا۔

__اپنے باپ کی ایک زبردستی کی وجہ سے اسے ساری دنیا اپنی دشمن لگنے لگی تھی مگر

اس وقت اس کے اندر عجیب سا سرور رقص کرنے لگا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ اس کے گرد حلقہ بناتا جے اپنی انا کی آواز پر پیچھا ہٹا۔

اس کی انا جانے کیا کیا کہتیں اسے لیے پلٹ گئیں مگر میکائیل کچھ بھی نہیں سن پایا تھا۔

وہ ابھی تک اسے لمحے میں مقید تھا۔

وہ الجھا ہوا سا گھر آیا تو سب ملازمین پریشانی سے ایک جگہ جمع تھے وہ حیرانی سے ان کے درمیان آن کھڑا ہوا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

اس کی دھاڑ پر سب اچھلے۔

"صاااب وہ__ آپ کو نہیں پتا؟"

نصیر جاں ہکلایا۔

کیا بھئی؟"

"کیا نہیں پتا مجھے؟؟؟

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"وہ__ بیگم صاحبہ ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال گئی ہیں۔"

وہ پھر سے ہکلایا۔

"ہسپتال___ کیا ہوا ہے انھیں وہ ٹھیک تو ہیں نا؟"

وہ نصیر جاں کے ہاتھ تھامے عجلت میں بولا۔

"__صاااب وہ تو ٹھیک ہیں مگر"

وہ رکا۔

"پہلیاں مت بجھواؤ جلدی بولو۔"

"بڑے صاااب کو ہسپتال منتقل کیا گیا ہے آفس سے۔"

میکائیل کی غراہٹ پر وہ جلدی سے بات مکمل کر گیا۔

ڈیڈ__ وہ ککلکونسے ہسپتال گئے ہیں؟"

"جلدی سے مجید سے پوچھو۔

وہ اپنے بالوں کو مٹھیاں بھینچے وہشت بھرے لہجے میں بولا۔

ہسپتال کا معلوم ہوتے ہی وہ جلدی سے سے بھاگا۔

راستے میں کافی جگہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

ہسپتال پہنچتے وہ کاؤنٹر سے حیات کاردار کا روم نمبر پوچھتے وہاں پہنچا تو کوریڈور میں ہی حسن اور ولید کے ساتھ بیٹھی اپنی ماں پر نظر پڑی۔

"مما کیا ہوا ہے ڈیڈ کو؟"

وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتا ماں کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"میکائیل میرے بچے انھیں ہوش نہیں آ رہا۔"

وہ روتے ہوئے اس کے سر پر اپنا سر ٹکا گئیں۔

"ہوا کیا ہے_؟"

اس نے ماں کو خود سے لگائے ولید سے پوچھا۔

فکر کی بات نہیں ہے بس بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوئے ورنہ سب نارمل "ہے۔"

ولید نے سنجیدگی سے بتایا۔

"ڈاکٹرز چیک اپ کر رہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ۔"

حسن نے بھی اسے تسلی دی جس پر وہ سر ہلا گیا۔

"جب جاوید صاحب کی کال آئی میرے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے تھے سمجھ ہی نہ آیا کیا کروں؟ میں نے تمہیں بہت کالز کیں مگر تمہارا فون بند جا رہا تھا تو میں ڈرائیور کے ساتھ نکل پڑی پھر راستے میں کچھ حواس بحال ہوئے تو میں نے ولید کا نمبر ملایا۔۔"

شرمین نے اسے تفصیلاً آگاہ کیا تو وہ خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گیا اسے خود پر جی بھر کر تاؤ آیا کم از کم فون تو آن کر کے ساتھ رکھنا چاہیے تھا۔

"کوئی بات نہیں آنٹی ہم بھی آپ کے بیٹے ہی ہیں۔"

حسن اور ولید نے بے ساختہ ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے جس پر وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

ڈاکٹرز باہر آئے اور ان کے کچھ دیر بعد ہوش میں آنے کا بتا کر چلے گئے، سب نے بے ساختہ شکر کا سانس لیا۔

طبیعت ایک دو دن سے ہی ڈھیلی ہے ان کی میں نے کہا بھی تھا ڈاکٹر سے مکمل چیک اپ کروا لیں " "مگر اپنی ہی کرتے ہیں ہمیشہ۔

شرمین کے کہنے پر میکائیل نے جذبات سے مغلوب ہو کر ان کا سر تھپکا۔

آدھے گھنٹے بعد انھیں ہوش آ گیا تھا شرمین انھیں اندر ملنے گئیں تھیں جبکہ ولید اور حسن اس کے لیے کچھ کھانے کو لینے گئے تھے۔

وہ خود کے اکلوتا بیٹا ہونے پر شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔انھوں نے جو کچھ بھی کیا ہو مگر اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے باپ سے سوال و جواب کرے یا اکڑ دکھائے شاید اتنی بے رخی کافی تھی۔

وہ دیوار سے سر ٹکائے سامنے روم کے دروازے پر نظریں جما کر سوچوں کے دھاروں پر محو سفر تھا۔

وہ انھیں کھڑے کھڑے ہی دیکھ آیا تھا دونوں کے درمیان خاموشی رہی تھی۔ان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا۔

اب اس کے اندر ایک جنگ چل رہی تھی جو جانے کیا رنگ لانے والی تھی؟

کل وہ ٹینشن میں جے کا داخلہ نہیں کروا پائی تھی۔آج بھی اسے حیات صاحب کا پتا کرنے جانا تھا تبھی یہ کام اس نے کسی اور دن کے لیے چھوڑ دیا۔

حیات کاردار ہسپتال میں ہی تھے سب ورکرز ان سے مل آئے تھے تو اس نے سوچا وہ بھی آج ہو آئے ورنہ وہ ڈسچارج ہو جاتے تو اسے گھر جانا پڑتا اور اسے یہ مناسب نہ لگا۔

وہ جلدی جلدی سے شاور لے کر باہر آئی اور بیڈ پر بیٹھ کر بال سلجھانے لگی اچانک یاد آنے پر فون نکال کر آفس کی گاڑی کا پتا کرنے لگی تبھی اسے اپنے بالوں میں نرم سی گرفت محسوس ہوئی جس پر وہ مسکرا دی۔

مومی! دے آپ تے بال با دے دا۔"

"دے تو شب آتا اے۔

وہ اس کے بالوں کو ہیئر برش سے مزید الجھاتے ہوئے بولا۔عنوہ جانتی تھی ہمیشہ کی طرح آدھے بال اتار کر وہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے گا۔

"مومی تے بال شب شے پالے ایں ایشے تو چ_ ممم کے بی نئیں ایں۔"

جے نے تعریف کی۔

"یہ چم کون ہے کل سے آپ بول رہے ہو؟"

عنوہ نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔

"وہ دے تا دوشت اے انا بی شے بی ملا اے۔"

اس نے فوراً سے انا بی کو درمیان میں گھسیٹا جانتا جو تھا اپنی ماں کو قائل کرنا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

عنوہ کو لگا کوئی بچہ ہو گا تبھی اگنور کر گئی۔

Mary had a little lamb

Mommy takes good care of me,

Care of me, care of me,

Mommy takes good care of me,

Because she loves me so.

اس کے ہل ہل کر گانے پر عنوہ اسے خود میں بھینچ گئی۔

"__مومی کی جان"

وہ اسے گدگدانے لگی جس پر وہ کھکھلا اٹھا۔

جلدی سے تیار ہوتی وہ آفس کی گاڑی میں ہی ہسپتال جا پہنچی۔روم کا پتا کرتے جیسے ہی وہ کوریڈور میں داخل ہوئی اسے سامنے ہی تین لڑکے بینچ پر بیٹھے دکھائی دیے۔

وہ چپکے سے روم میں داخل ہونے لگی جب اسے کرخت آواز پر رکنا پڑا۔

"محترمہ یہ کہاں منہ اٹھائے بھاگی جا رہی ہیں آپ؟"

"جی میں۔۔"

وہ پلٹ کر بولی۔

ان تینوں کی نگاہیں خود پر محسوس کرتی وہ تھوڑی ہچکچائی۔

"بالکل میں آپ کو ہی کہہ رہا ہوں، آپ کو ہم تینوں میں سے کوئی محترمہ نظر آ رہی ہیں کیا؟"

اس کی بات پر ولید اور حسن ہنسی دبانے کے لیے سر جھکا گئے۔

"__جی آپ"

وہ ہکلائی۔

"کیا؟؟؟"

اگلے بندے کی سخت آواز پر اسے سمجھ آئی کہ وہ بے دھیانی میں کیا بول گئی ہے؟

"ایم سوری میرا مطلب تھا آپ مجھے حیات صاحب سے ملوا دیں پلیززززز۔"

اس نے فوراً سے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

کیوں آپ کیا دودھ پیتی بچی ہیں جو میں ملوا دوں۔پہلے تو ہوا کے گھوڑے پر سوار بھاگی جا رہیں تھیں۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

"بی ہیو یور سیلف میکائیل! کسی کا تو لحاظ کر لیا کر۔"

ولید نے اس کا ہاتھ دباتے دبے دبے لہجے میں سرزنش کی۔

"آپ ان کی آفس ورکر ہیں؟"

حسن کے پوچھنے پر وہ جھٹ سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"جی میں ان کی سیکرٹری ہوں۔"

اس نے دھیمے سے بتایا۔

"یہی روم ہے ان کا آپ چلی جائیں۔"

اسے موقع چاہیے تھا ولید کے کہنے کی دیر تھی بس وہ فوراً سے پیشتر اندر داخل ہو گئی۔

"اف کیا ہو گیا ہے ڈیڈ کو؟ یہ معمولی سی لڑکی سیکرٹری رکھی ہوئی ہے، ناٹ فیئر۔"

اسے پیچھے سے اس بد تمیز لڑکے کی آواز صاف سنائی دی تھی، وہ ضبط کے مارے مٹھیاں بھینچ گئی۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا اتنے ویل مینرڈ باپ کا بیٹا ایسا ہو گا۔

حیات کاردار جو شرمین کی باتوں کا جواب دے رہے تھے اسے دیکھتے ہی نقاہت سے اٹھ بیٹھے۔

"__السلام علیکم! سر آپ لیٹے رہیے پلیز"

وہ جلدی سے آگے بڑھتی سائیڈ ٹیبل پر تازہ پھولوں کا بوکے رکھ گئی۔

"وعلیکم السلام! آؤ بیٹا،، کیسی ہو آپ؟"

ان کے پوچھنے پر وہ مسکرا دی۔

"الحمداللہ سر میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے بس آپ کی ٹینشن ہو رہی تھی۔آپ بتائیں کیسے ہیں؟"

وہ دھیرے سے ہنس دیے۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟ ایم فٹ اینڈ ہیلتھی۔۔۔ذرا سے چکر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

ان کے بشاش لہجے پر وہ بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کر گئی۔اسے وہ ہمیشہ ابو جیسے لگتے تھے۔

"ماشاءاللہ چلیں شکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔"

شرمین ان کے درمیان خاموش تماشائی بنیں بس عنوہ کا جائزہ لے رہی تھیں۔انھیں وہ بچی کافی سلجھی ہوئی لگی تھی۔

"اوہ عنوہ بیٹے میٹ مائی وائف شرمین__اور شرمین یہ ہیں مس عنوہ ثناءاللہ جن کا میں نے آپ کو بتایا تھا انھوں نے ہی مجھے بے ہوش دیکھ کر سب کو بلایا تھا۔"

حیات کاردار کا دھیان ان کی طرف گیا تو وہ تعارف کروانے لگے۔

"السلام علیکم میم! کیسی ہیں آپ؟"

وہ جھجھکتے ہوئے وہیں کھڑی کھڑی ان سے پوچھنے لگی۔

وعلیکم السلام بیٹا! میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تھینک یو سو مچ آپ نے جو کیا میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔

شرمین محبت سے اسے گلے لگا گئیں جس پر وہ بھی بلا تامل ان کے گرد حصار کھینچ گئی۔

اندر داخل ہوتے میکائیل نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا۔اس کی مما کو تو ہر ایرے غیرے کے ساتھ محبت جتانے کا شوق تھا، یہ اس کا خیال تھا۔

ڈاکٹر ارشد نے کہا ہے ایک گھنٹے تک ڈسچارج کر دیں گے، مما اگر آپ فری ہو جائیں تو سب کچھ " "سمیٹ لیجیے گا۔

اس سے پہلے کہ شرمین اسے ملواتیں وہ فوراً سے رفو چکر ہو گیا۔

"بدتمیز۔"

عنوہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔

"__ٹھیک ہے میں چلتی ہوں اب"

وہ جانے کے لیے اٹھی۔

"ارے بیٹا کچھ دیر تو بیٹھو۔"

شرمین نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میم! مجھے آفس میں کام ہے کچھ اس لیے جلدی جانا ضروری ہے۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھپتھپایا۔

"ٹھیک ہے مگر گھر ضرور آنا۔"

ان کے پرخلوص لہجے پر وہ زبردستی اثبات میں سر ہلاتی، ملتے ہوئے باہر نکل آئی۔ وہ ایک سو بیس کی سپیڈ سے ان تینوں لڑکوں کے پاس سے گزر گئی جس پر وہ ہونق پن سے ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہہ لگا گئے۔

"تم نے بھی حد ہی کر دی تھی بیچاری کو زچ کرنے کی۔۔۔۔"

حسن نے میکائیل کو گھورا جس پر وہ ہنستے ہوئے سر جھٹک گیا۔

اگلی صبح رات دیر تک جاگ کر سوچنے کی وجہ سے اس کی کافی لیٹ آنکھ کھلی تھی۔

فون اٹھا کر چیک کیا تو حسن اور ولید کے ساتھ ساتھ ساری کلاس نے گروپ چیٹ میں کھلبلی مچا رکھی تھی کہ ایگزامز سر پر ہیں لاسٹ سیمسٹر ہے اور وہ اتنے دن سے غیر حاضر ہے۔ ایسا نہ کرے ورنہ فیل ہو جائے گا۔

"تو میں نے کونسا پڑھ لکھ کر ڈی سی لگ جانا ہے؟ کرنا تو وہی وراثت میں ملا کاروبار ہی ہے۔"

وہ کھٹاک سے جواب گروپ میں پھینکتا سیل فون آف کر گیا۔

ساڑھے دس ہونے والے تھے کہیں جے چلا نہ جائے؟

وہ بنا ناشتہ کیے ہی پارک کی طرف بھاگا۔

پھولی سانسوں سے وہ درخت کے پاس رکا تو جے مخصوص بینچ کے پاس کھیلتا دکھائی دیا جبکہ اس کی انا بی وہیں واک کر رہیں تھیں۔

"ہائے جے کیسے ہو__؟"

میکائیل بینچ پر دھپ سے گرتے مٹی میں کھیلتے ہوئے جہانگیر سے بولا۔

واؤ چ_ ممم آپ آ دئے۔"

"مدے لدا تا نئیں آؤ دے آد۔

جے نے جلدی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہ آپ سے ملے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا میں تبھی آ گیا۔"

وہ بینچ کی پشت سے سر ٹکائے سرد آہ بھر کر بولا۔

جے نے اس کی اداسی بھانپ لی تھی تبھی آگے ہو کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا جس پر میکائیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

میں نیک تل لا تا تے آپ تو فیول تو نئیں اے۔مومی ایشے ای تلتی اے پھل مدے شیلپ پلاتی "

"ایں۔

جے کی وضاحت پر وہ سر ہلا کر پھر سے اسی پوزیشن میں سر ٹکا گیا۔

"چم تیا اوا اے آپ تو؟"

جے نے پھر سے پوچھا۔

"یار مجھے سمجھ نہیں آ رہی کیا کروں؟

ڈیڈ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"

میکائیل نے اداسی سے کہا۔

"او ویلی شیڈ! آپ تو ان تا تیال رتھنا تایئے تیونکہ وہ تلے دئے تو باپس نئیں آئیں دے۔"

اس کی بزرگانہ نصیحت پر میکائیل نے سر اٹھا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو سر جھکا کر بیٹھا تھا۔

میکائیل نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف کیا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دکھائی دی۔

"آپ کے ڈیڈ کہاں ہیں جے؟"

میکائیل کو اچانک خیال آیا۔

"وہ اللہ تعالیٰ تے پاش تلے دئے ایں۔

دے نے ان تا فوٹو دیکا اے۔۔"

اس کی نم آواز پر وہ بے ساختہ جھک کر اسے گود میں اٹھا کر گلے لگا گیا۔

اسے اب سمجھ آئی تھی وہ بچہ اپنی ماں کے اتنے قریب کیوں تھا؟ اسی لیے وہ اپنی عمر سے بڑی باتیں کرتا تھا۔

اس نے خوامخواہ رلا دیا تھا وہ بچہ ہنستا اور رعب جماتا ہی اچھا لگتا تھا۔

اس کا دھیان بٹانے کے لیے وہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔

"جے یار اب میں سوچ رہا ہوں آفس جانا شروع کر دوں۔آپ سے ملنے کے لیے مجھے آفس سے وقت نکال کر آنا پڑا کرے گا۔"

"آپ آفش داؤ دے، واؤ بلے آدمی بن داؤ دے۔"

وہ چہکا تو میکائیل ہنس دیا۔

"ہاں میرے شیر___میں بہت بڑا آدمی بن جاؤں گا۔اولیور ریوکس

(Olivier Rioux)

سے بھی بڑا۔"

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔

"وہ تون اے؟ دے کی مومی نے تو اش تے بالے میں نئیں تایا۔"

جے نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"یار جے آپ کا جاننا ضروری نہیں ہے اس کے بارے میں، تبھی تو مومی نے نہیں بتایا۔"

اس نے جے کے نازک کندھے پر بازو پھیلایا۔

"تیک اے، ویشے تل شے دے تکول دائے گا۔مومی نے تہا اے دے بوت شالا پلے دا۔"

جے نے ہاتھ پھیلا کر بتایا۔

"او واہ جی، جے کو کیا بننا ہے بڑے ہو کر؟"

اس نے پوچھا۔

"دے آلمی تیف (آرمی چیف) بنے دا۔"

جے نے شان بے نیازی سے کندھے جھٹکے۔

آرمی چیف__ رئیلی؟؟؟؟؟"

واہ مجھے پتا ہی تھا میرا یار سب سے منفرد خواہش رکھتا ہو گا۔امپریسوو یار۔آپ کو فوجی نہیں بلکہ سیدھا آرمی چیف بننا ہے۔ایسا تاریخ میں پہلی بار ہی ہو گا ایک شخص سیدھا آرمی چیف بن جائے گا پھر میں سب کو بتاؤں گا یہ میرا دوست ہے۔"

وہ جے کی پیٹھ تھپک گیا۔

"مومی تاہتی ایں دے آلمی مین بنے اور دے بنے دا۔ان شاءاللہ۔"

اس کے پرعزم لہجے پر میکائیل یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

وہ اس بات کا قائل ہو گیا تھا کہ اس بچے کی ماں اپنے بیٹے کی بہترین تربیت کر رہی تھی۔

کون کہتا ہے اکیلی عورت اپنی اولاد کی اچھی پرورش نہیں کر سکتی؟

"جے اپنی مومی کی ہر بات مانتا ہے؟"

اس نے جے پر نگاہیں جمائے پوچھا۔

"دی! مومی دے کی دان (جان) اے وہ مومی کی ہل بات مانتا اے۔"

اس کے محبت بھرے لہجے پر میکائیل کاردار کا دل یک لخت غم سے بھر گیا۔

"آج سے میں یعنی میکائیل کاردار بھی اپنی مما کی ہر بات مانے گا انھیں ہرٹ نہیں کرے گا۔"

اس نے زبردستی مسکرا کر کہا۔

"یاہووو"

جے بینچ پر کھڑا ہو کر جمپ کرنے لگا تو وہ بھی بجھے دل سے مسکرا دیا۔

اس سے بہتر تو یہ بچہ ہے جو اپنی ماں کی محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے جبکہ اس نے ہمیشہ اپنے باپ کے ساتھ لڑائی میں اپنی ماں کو رلایا تھا۔

جو بھی تھا لیکن وہ بچہ آج اسے ایک اہم سبق دے گیا تھا۔

"ہم کل سے شام کو ملا کریں گے، آپ بھی شام کو آ جایا کرنا پارک میں چار بجے تک۔"

اس کے کہنے پر جے ڈن کر گیا۔

"مومی! بش تلیں نا اب آ دائیں دے کو شونا اے۔"

جے نے عنوہ کو مسلسل کام میں مصروف دیکھتے جھنجھلا کر کہا۔

"تو پھر جے سو جائے مومی کو تنگ نہ کرے۔"

عنوہ نے لب دبا کر کن انکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"_نو نو نو دے مومی تے شات شوئے دا بش"

اس کا رونا دھونا شروع ہو گیا تھا۔

"جے میری جان مومی مذاق کر رہی تھیں۔"

وہ جے کے ساتھ کمفرٹر میں لیٹتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف کر گئی۔

دے مومی شے بوت پیال تلتا اے۔"

"ان تے بنا اش تو نیند نئیں آتی۔

اس کے سوں سوں کرنے پر عنوہ اسے خود سے لپٹا گئی۔

"ایم سوری مومی کی جان۔"

اس نے جے کا سر چوما تو وہ اس کے گرد نرم حصار باندھتا گردن میں منہ چھپا گیا۔

"دے نے چم کو بی تا دیا اے مومی دے کی دان اے۔"

وہ عنوہ کے گرد مزید گرفت مضبوط کرتا نیند میں جاتا ہوا بڑبڑایا۔

عنوہ جو ہولے ہولے اسے تھپک رہی تھی چونک کر دیکھنے لگی۔وہ انا بی سے روز ہی جے کے نئے دوست کے بارے میں پوچھنا بھول جاتی تھی۔

"جے کے نئے دوست کا کیا نام ہے؟"

وہ آہستگی سے بولی۔

"جے کے لیے وہ چم ایں لیتن ان تا نام 'کیل کار' اے۔"

اس کے نام بتانے پر عنوہ بے ساختہ قہقہ لگا گئی۔

جے مندی مندی آنکھوں سے اس کی گردن سے اپنا چہرہ نکال کر اسے دیکھنے لگا۔

جب اس کا قہقہہ نہ رکا تو جہانگیر بھی ہنسنے لگا۔

اسے اپنی ماں پہلی بار ایسے کھل کر ہنستی دکھائی دی تھی تبھی اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔اسے نہیں معلوم تھا اس کی ماں کس بات پر ہنس رہی ہے مگر وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی تبھی وہ یک ٹک دیکھے گیا۔

"کیا نام بتایا؟"

عنوہ نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیل کار"

اس کے دوبارہ بولنے پر پھر سے عنوہ قہقہ لگا گئی۔

یہ کیسا نام ہوا بھلا؟"

"___امم عقیل، شکیل، وکیل

"ان میں سے کوئی نام ہو گا۔

وہ بولی تو جے ماتھا پیٹ گیا۔

"نو مومی 'کیل کار' نیم اے ان تا۔"

اس بار وہ زور و شور سے بولا تو عنوہ اس کے منہ پر انگلی رکھ گئی۔

"شششششش! انا سو رہی ہیں آہستہ بولو بلکہ سو جاؤ کل بات کریں گے اس بارے میں۔"

وہ اسے پھر سے تھپکنے لگی تو جے ناک بھوں چڑھاتے پھر سے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپاتے اس کے گرد حصار باندھ گیا۔

اس کا مومی کے ساتھ سونے اور لاڈ کرنے کا انداز یہی تھا۔

"یہ تمہارا شہزادہ سلیم کہاں گیا ہے صبح صبح؟"

حیات کاردار نے ناشتہ کی ٹیبل پر میکائیل کی غیر موجودگی کے بارے میں استفسار کیا۔

"آفس۔"

شرمین کے یک لفظی جواب پر حیات کاردار کو پانی پیتے زور کا اچھو لگا تھا۔

"کیا کہا، کہاں گیا ہے؟"

انھوں نے بے یقینی سے پوچھا۔

"آفس گیا ہے میرا شہزادہ حیات صاحب۔"

انھوں نے اس بار دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے طنزیہ لہجے میں کہا جس پر وہ بغور ان کے انداز کو تکنے لگے۔

"ہونہہ کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے ماہر اقتصادیات ہے، میں تو آج چھٹی کی سوچ رہا تھا مگر لگتا ہے آج جانا پڑے گا ورنہ ستیاناس کر دے گا تمہارا شہزادہ۔"

وہ جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگے۔

ہرگز نہیں آپ گھر پر رکیں گے، میرے بیٹے کے کام میں ٹانگ اڑانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔"

"چپ چاپ ناشتہ کر کے بیڈروم میں جا کر آرام کریں۔

ان کے دو ٹوک لہجے پر حیات کاردار بھونچکا رہ گئے۔

"خیر تو ہے تم کیوں صبح صبح ہٹلر کی جانشین بنی ہوئی ہو؟"

انھوں نے آنکھیں چھوٹی کیے طنز کیا۔

"آپ نے ہی مجھے مجبور کیا ہے ایسا بننے پر اور اب میری بات غور سے سنیں جو آپ چاہتے تھے وہ میرا بیٹا کر رہا ہے اب اس کی جان چھوڑ دیں۔اسے بھی سکون سے سانس لینے دیں۔کب تک آپ دونوں کی لڑائی میں ایک ماں پستی رہے گی؟ آخر میرے بارے میں کیوں نہیں سوچتے آپ؟"

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولتیں وہاں سے چلی گئیں جبکہ حیات کاردار ساکت بیٹھے رہ گئے۔

پہلی بار ان کی بیوی نے رد عمل دیا تھا اور وہی کافی جذباتی تھا۔

شرمین آج اپنے بیٹے کے زندگی میں پہلی بار صبح صبح خود سے جاگنے اور اس کے منہ سے آفس جانے کی بات سن کر ورطہ حیرت میں مبتلا ہو گئیں تھیں۔

اس نے کہا تھا وہ اب ان کو مایوس نہیں کرے گا، وہ اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو نہیں خوشیوں کے جگنو بھرنا چاہتا ہے۔

وہ کتنی دیر اس کے گلے لگ کر روتی رہیں۔

نہ جانے کونسا کونسا غبار نکل رہا تھا۔

حیات کاردار نے جاوید صاحب کو میکائیل کے آفس آنے کا بتا دیا تھا۔وہ خود آرام کرنا چاہتے تھے اور شاید اپنی بیوی کا مان بھی رکھنا تھا۔

"سنو تم لوگ آج سر کے صاحبزادے آفس تشریف لا رہے ہیں۔"

کئی چہکتی ہوئی آوازیں اسے سنائی دے رہی تھیں جس پر وہ سوائے افسوس کے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

وہ جان چکی تھی جس کو وہ گوہر نایاب سمجھ رہے تھے وہ اصل میں کڑوا بادام تھا جو نہ نگلا جا سکتا تھا نہ اگلا۔

"مس عنوہ آپ حیات صاحب کی تمام ڈیلنگز کا بتائیں گی میکائیل کاردار کو۔"

جاوید صاحب کی آواز پر وہ یک لخت مڑی۔

سر میں___نو سر پلیز ڈونٹ ڈو دس۔"

"میں نہیں کر پاؤں گی آپ کسی اور کو کہہ دیں۔

اس نے التجا کی۔

"آپ کے علاوہ اور کون کر سکتا ہے یہ کام؟

آپ سیکرٹری ہیں شاید آپ بھول رہی ہیں تو یاد دلا دوں۔"

انھوں نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"سر میں حیات سر کی سیکرٹری ہوں اور ان کو ہی مینیج کر سکتی ہوں۔آپ جانتے ہیں وہ بہت اچھے انسان ہیں ان کا بیٹا نہ جانے کیسا ہو گا؟ میرا تجربہ بھی نہیں ہے۔"

اس نے منت کی۔

"سر میں گائیڈ کر سکتی ہوں ان کو اگر آپ کہیں تو؟"

سپروائزر صبا جو کافی دیر سے سب سن رہی تھی آگے بڑھی۔

"یس سر پلیزز۔"

اس نے معصوم شکل بنائی۔

جاوید صاحب جو شش و پنج میں مبتلا تھے عنوہ کی رونی صورت دیکھ کر پگھل گئے۔

"اوکے مگر کوئی غلطی نہ ہو۔"

وہ وارننگ دیتے آگے بڑھ گئے۔

"تھینک یو سر اینڈ تھینک یو سو مچ صبا۔"

اس نے بیک وقت دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

"__نو ایشو ڈیئر"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

"ہاہ شکر ہے یہ بلا تو ٹل گئی۔"

وہ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتی اپنے کیبن میں چلی گئی۔

سارے ورکرز میکائیل کاردار کو دیکھنے کے لیے متجسس تھے۔

اس کے دل کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی کیونکہ آج پہلی بار اس نے اپنی انا کو چھوڑ کر دل کی مانی تھی تبھی آفس جانے کا فیصلہ کر گیا۔

جیپ کو آفس کے سامنے روکتے وہ جیسے ہی اترا سب گارڈز حیرت سے اسے دیکھنے لگے اس سے پہلے کہ کوئی اسے آگے بڑھ کر روکتا وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گیا۔اس نے کوئی فارمل سوٹ نہیں پہنا تھا معمول کے مطابق وہ بلیک جینز پر گرے ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

اس نے ادھر اُدھر سب کا جائزہ لیا جہاں کچھ ورکرز خوش گپیوں میں مصروف تھے اور کچھ کام کر رہے تھے۔

اس نے تیوری چڑھائے سب کا پر سکون انداز ملاحظہ کیا۔

ابھی کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا تبھی ایک لڑکی کی نظر اس پر پڑی وہ پر جوش انداز میں اس کی طرف بڑھی۔اس کا چہرہ کافی حد تک حیات کاردار سے مشابہت رکھتا تھا اس لیے وہ پہچان گئی تھی۔

"گڈ مورننگ سر! ویلکم ٹو دی آفس۔"

وہ چہکی۔

"__مورننگ"

اس نے زبردستی مروت نبھائی تبھی وہاں جاوید صاحب آن وارد ہوئے۔

"سر آئیں میں آپ کو آفس دکھاؤں۔"

اس لڑکی نے اپنی خدمت پیش کرنی چاہیں۔

"کیوں میں یہاں پکنک منانے آیا ہوں یا پھر میں نے آپ سے گزارش کی ہے؟"

اس نے سینے پر ہاتھ باندھے استہزائیہ ابرو اٹھائی۔

"___نو و سر"

اس لڑکی کا چہرہ شدید اہانت سے سرخ پڑ گیا۔

وہ وہاں صرف جاوید صاحب سے واقف تھا ورنہ باقی سب چہرے اس کے لیے نئے تھے۔

تو پھر اپنے کام سے کام رکھیں مہربانی ہو گی۔"

"چلیں جاوید صاحب۔

وہ جاوید صاحب سے مصافحہ کرتے آگے بڑھ گیا۔

سب کی دبی دبی ہنسی پر وہ لڑکی رونی صورت بنائے کھڑی تھی۔

جاوید صاحب تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے میکائیل کاردار کے پیچھے بڑھ گئے۔ وہ جانتے تھے یہ سب جو آج اس کی حالت کا مذاق بنا رہے تھے پھر ان کی بھی باری آنے والی تھی۔

وہ سالوں سے اس کمپنی میں کام کر رہے تھے تبھی ان کا حیات کاردار سے دوستانہ تعلق بن گیا تھا۔ان کو معلوم تھا حیات کاردار صرف اپنے بیٹے کی وجہ سے ہی پریشان رہتے تھے۔وہ انتہائی تلخ اور اکھڑ مزاج تھا اب سب ورکرز کا اللہ ہی حافظ تھا۔

عنوہ بھی واپس اپنے کیبن میں آ گئی، اسے لگ رہا تھا اب یہ تماشے روز مرہ کی زندگی کا حصہ بن جائیں گے۔آخر کیا ضرورت تھی مس مرینہ کو اس سے ہمبل ہونے کی جیسے وہ کہیں کا شہزادہ ہو؟

وہ سوچتی ہوئی جلدی جلدی کام کرنے لگی تا کہ یہاں سے نکل سکے۔کل تو ویسے بھی حیات سر نے آ جانا تھا تو اس کی جان چھوٹ جانی تھی۔

بارہ بجتے ہی وہ جاوید صاحب کے آفس کا دروازہ ناک کرنے لگی۔

"ایکسکیوز می سر! مجھے چھٹی چاہیے۔"

وہ جاوید صاحب کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے ان سے بولی۔

"مس عنوہ آپ جانتی ہیں آج کام زیادہ ہے میکائیل کاردار کو سب وزٹ کروانا ہے، سارا بوجھ مجھ بوڑھے پر آ جائے گا۔"

جاوید صاحب نے اپنا دکھڑا رویا کیونکہ میکائیل دو تین گھنٹوں میں ہی ان کا کافی دماغ کھا چکا تھا۔

یہ تو اب آپ عاجزی سے کام لے رہے ہیں سر ورنہ آپ کہاں سے بوڑھے ہو گئے؟ ہاں یہ کہا جا " "سکتا ہے کہ اب آپ کے نئے باس آپ کو بہت جلد بوڑھا کر دیں گے۔

اس کے ہنسنے پر جاوید صاحب نے مسکراہٹ دبا کر اسے گھورا۔

"چھٹی کیوں چاہیے؟"

انھوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا۔

انھیں سارے آفس میں ایک یہی لڑکی اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز تھی ایک حیات کاردار کا حکم دوسرا اس کا شہید کے ساتھ حوالہ اسے ممتاز بناتا تھا۔وہ لڑکی ویسے بھی فضول گوئی سے پرہیز کرتی تھی اور اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

"سر میں نے اپنے بیٹے کو سکول میں داخل کروانا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"واہ ماشاءاللہ بیسٹ آف لک، جاؤ آپ میں سب سنبھال لوں گا۔"

انھوں نے اسے خوشدلی سے اجازت دی۔

"تھینک یو سو مچ سر۔"

وہ سر ہلاتی مڑ گئی۔

جاوید صاحب دوبارہ سے اپنے کام میں لگ گئے میکائیل کاردار نے ساری اکاؤنٹ ڈیٹیلز اور ڈیلنگز کی فائلز مانگیں تھیں۔وہ اسی میں اپنا سر کھپا رہے تھے۔

جانے کیا دیکھنا چاہتا تھا وہ لڑکا حالانکہ بزنس کی الف بے بھی نہیں جانتا تھا۔

حیات کاردار وقتاً فوقتاً ان سے ساری صورتحال معلوم کر رہے تھے۔

وہ جہانگیر کا ہاتھ پکڑے سکول کی شاندار عمارت میں داخل ہوئی۔جے دلچسپی سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔عنوہ نے اپنے بیٹے کے لیے شہر کے بہترین سکول کا انتخاب کیا تھا، وہ ساری محنت اسی کے لیے تو کر رہی تھی۔

انھیں پرنسپل آفس میں کافی عزت و احترام سے بیٹھایا گیا جہاں ایک باوقار سی خاتون براجمان تھیں۔

مس عنوہ آپ کا بیٹا ابھی تین سال کا ہوا ہے آپ اتنی جلدی کیوں داخل کروا رہی ہیں اس کو سکول " "میں؟

پرنسپل کے سوال پر عنوہ نے جے کو دیکھا جو آنکھیں پٹپٹاتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میم ماشاءاللہ سے یہ اپنی ایج کے بچوں سے زیادہ سمجھدار ہے تبھی میں چاہتی ہوں اس کی ذہانت میں " "نکھار پیدا ہو۔

اس نے متانت سے جواب دیا۔

"اوہ واقعی دیٹس گریٹ! وٹس یور نیم بوائے اینڈ وٹ از یور ایج؟"

پرنسپل نے اس کو جانچنا چاہا۔

"___مائے نیم اد دے ایند مائے ایج اد"

(__میرا نام جے ہے اور میری عمر)

وہ پر اعتماد لہجے میں بولتا سوچتا ہوا انگلیوں پر گننے لگا۔

جب وہ گنتا ہوا پانچویں انگلی پر پہنچا تو عنوہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔اس نے دل ہی دل میں ورد کرنا شروع کر دیا کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس کی ٹکا کر بے عزتی ہونے والی تھی۔

پرنسپل نے اگر اسے ایڈمیشن دینے سے معذرت کر لی تو اس کو منہ چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملنی تھی، وہ تو بہت اکڑ کر بول رہی تھی بہت ذہین بیٹا ہے اس کا۔

اس سے پہلے کہ وہ خود ہی اٹھتی جے کی آواز اسے واپس آسمان کی بلندیوں پر پہنچا گئی۔

مائے ایج از تھری ایئرز اولد۔"

میں مومی کے شات پرینک کل لہا تھا۔مدے مومی کے شات شرارتیں کلنے میں بوت مزا آتا اے۔

جب وہ غصہ اوتی ایں تو مدے بوت کیوٹ لگتی ایں۔مدے ان شے بوت پیال اے۔یہ دے کی دان ایں۔"

اس نے اپنی ماں پر پورا مضمون سنا ڈالا تھا جو عنوہ کے ساتھ ساتھ پرنسپل کی بھی آنکھیں نم کر گیا۔

میں بہت متاثر ہوئی ہوں مس عنوہ آپ سنگل مدر ہو کر بھی اپنے بچے کی اتنی اچھی پرورش کر رہی " ہیں۔آپ کے بیٹے کا ہمارے سکول میں ایڈمیشن ہونا ہمارے لیے اعزاز کی بات ہو گی۔یہ ایک شہید کا "بیٹا بھی ہے ہماری قوم کا سرمایہ ہے یہ بچہ۔

پرنسپل کی بات پر وہ مسکرا دی۔

سارا پیپر ورک مکمل کرنے کے بعد وہ باہر نکلتے ہی جے کو گود میں اٹھا کر اس کے گال چٹا چٹ چوم گئی جس پر وہ کھکھلا اٹھا۔

"مومی ڈل گئیں تیں۔"

وہ عنوہ کے گلے میں بانہیں ڈالے بولا تو وہ اسے ہلکا سا تھپڑ رسید کر گئی۔

"شولی مش عنوہ۔"

اس کے کان پکڑ کر سوری کرنے پر عنوہ نے بھینچ لیا۔

وہ سارے آفس کا راؤنڈ لگا چکا تھا اور ڈائریکٹر سے لے کر سویپر تک کی شامت آئی تھی۔

اب وہ آفس کی سیٹنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جاوید صاحب! سیکرٹری کدھر ہیں ڈیڈ کی؟"

یک دم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تبھی وہ پوچھ بیٹھا۔

"میکائیل صاحب وہ چھٹی لے کر گئیں ہیں انھیں کوئی ضروری کام تھا۔"

وہ شائستگی سے بولے۔

"کیا مطلب؟ یہ آفس ہے یا یونیورسٹی جہاں جس کا جب دل چاہے آئے جائے۔"

اسے خود بھی نہیں پتا چلا تھا کہ وہ خود کا ہی پول کھول گیا ہے۔

"سر وہ بہت قابل اور وقت کی پابند ہیں۔ان کو واقعی ہی میں بہت ضروری کام تھا۔وہ آج پہلی بار ہی گئی ہیں، ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔"

وہ اس بار تفصیلات بتانے لگے۔

"جاوید صاحب میں نے آپ سے ان کا بائیو ڈیٹا پر گز نہیں مانگا سو آپ اپنی انرجی ضائع نہ کریں۔"

اس کی بے مروتی پر جاوید صاحب بھونچکا رہ گئے۔

"سوری لیکن آپ مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دیں۔"

وہ سیٹ پر ڈھیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

"_شیور سر"

وہ اپنا سا منہ لیے باہر آ گئے۔

"مس عنوہ ٹھیک کہہ رہی تھیں یہ تو مجھے بوڑھا کر کے ہی چھوڑیں گے، میرے ساتھ رویہ ایسا ہے تو باقی سب کا کیا حال کریں گے توبہ توبہ"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے آفس میں آتے ہی حیات کاردار کو رپورٹ دینے لگے۔

"اف بیوی کی محبت میں بیڑا غرق ہو جائے گا سارے کاروبار کا۔"

حیات کاردار فون رکھتے ہوئے سوچ کر رہ گئے۔

ڈپریشن کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔اب وہ پچھتا رہے تھے کاش__اس پر آفس جانے کے لیے دباؤ نہ ڈالتے مگر اب کیا ہو سکتا تھا؟

شرمین اندر آئیں تو ان کو سر پکڑے دیکھ کر گھبرا گئیں۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

وہ ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولیں۔

ابھی تک تو ٹھیک ہے مگر زیادہ دیر تمہارا بیٹا ٹھیک نہیں رہنے دے گا۔صبح تمہارے ایمو شنل کارڈ " "کھیلنے کی وجہ سے رک گیا اور نتیجہ سامنے ہے۔

وہ الٹا انھیں ہی سنا گئے۔

"ہوا کیا ہے__؟"

شرمین گھبرائیں۔

"اسے بولو آفس ایسے نہیں چلتے اپنے اکھڑ مزاج کو اب دوسروں پر آشکار نہ کرے۔اگر ورکرز کو یوں رگیدے گا وہ دو دن میں بھاگ جائیں گے پھر ہو لیا کاروبار۔"

وہ سخت غصے میں تھے۔

"اف ہو جائے گا ٹھیک میں سمجھاؤں گی۔پہلا دن ہے آہستہ آہستہ ہی بدلاؤ آئے گا۔"

ان کے پرسکون انداز پر حیات کاردار مزید کھول گئے۔

"ہاں جب تک وہ سنبھلے گا تب تک کاروبار بھی کوئی اور سنبھال چکا ہو گا۔"

انھوں نے سر جھٹکا۔

اللہ نہ کرے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟

شرمین نے دہل کر انھیں دیکھا۔

"میرے جسم میں بھانبھڑ جل رہے ہیں تو ایسے ہی باتیں ہوں گیں۔"

انھوں نے غصہ سے کہا۔

"تو فائر برگیڈ کو بلوا لوں؟"

شرمین نے مسکراہٹ دبائی۔

"استغفر اللہ! اس عمر میں ایسے مذاق جچتے نہیں ہیں۔"

انھوں نے شرمین کو گھورا۔

"جی بالکل! آپ کی واقع کافی عمر ہو گئی ہے۔"

وہ لب دبائے ہوئے باہر چلی گئیں۔

پہلے تو حیات کاردار بھونچکا رہ گئے پھر بے ساختہ مسکرا دیے۔

وہ واپسی پر آتے ہوئے ہوٹل سے گلگت بلتستان کی مشہور کھانے چھپ شورو اور منتو لے آئی تھی۔ان تینوں نے جی بھر کر کھانا کھایا اور ڈھیر ساری باتیں کیں تھیں۔

دوپہر کے اڑھائی بجے تھے عنوہ اور انا بی سونے کے لیے لیٹ گئیں مگر جے سونے کے لیے راضی نہیں تھا۔اسے لگ رہا تھا اگر وہ سو گیا تو چار بجے سے اوپر کا وقت ہو جائے گا اور وہ چم سے نہیں مل پائے گا۔

"جے آ جاؤ میری جان چار بجے پکا اٹھا دوں گی۔"

عنوہ نے اسے پھر سے بلایا۔

"__مومی نئیں نا"

وہ ڈھیٹ بنا رہا۔

عنوہ کو سخت تپ چڑھی تبھی بیڈ سے اتر کر اسے اٹھا لائی اور اپنے ساتھ لیٹا لیا۔ وہ اپنی ماں کے موڈ کو اچھی طرح سمجھتا تھا تبھی چپ چاپ اس سے لپٹ کر لیٹ گیا۔عنوہ نے اپنی ہنسی دبائی کیونکہ وہ کچھ دیر بعد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

چار بجتے ہی عنوہ نے اسے اٹھا دیا۔وہ جلدی سے بنا سستی کیے اٹھا اور چہرہ دھلواتے جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

"کہاں جا رہے ہو آپ؟"

عنوہ نے اسے کمرے کے دروازے سے نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"انا تے پاش تا کہ ام پالک دائیں۔"

اس نے عجلت میں بتایا۔

"وہ نہیں جائیں گیں ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے ان کو آرام کرنے دو۔میں چلوں گی آپ کے ساتھ۔"

اس کی بات پر جے کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

"آپ دائیں دی میلے شات؟"

جے نے بیچارگی سے پوچھا۔

"جی بالکل میں آپ کے نئے دوست سے ملوں گی، میں بھی تو دیکھوں آخر کون ہے جس نے میرے بیٹے کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

اس نے اگلی بات دل میں سوچی تھی۔

جے کو تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔اسے یہ ڈر تھا اگر مومی نے اتنا بڑا دوست دیکھا تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔وہ چپ چاپ عنوہ کا ہاتھ پکڑے چل پڑا، عنوہ نے ابھی تک اس کے چہرے کے اڑے ہوئے تاثرات نہیں دیکھے تھے ورنہ ضرور چونک جاتی۔

وہ ڈرا ہوا بہت کیوٹ لگ رہا تھا پسینے الگ چھوٹ رہے تھے۔

عنوہ اس کو لے کر ایک درخت کے نیچے بینچ پر بیٹھ گئی اور وہ دونوں جے کے دوست کا انتظار کرنے لگے۔

جے دل ہی دل میں دعائیں کرنے میں مصروف تھا کہ آج بس کسی بھی طرح اس کی جان بچ جائے۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا مگر اس کے دوست کا نام و نشان نہیں تھا۔

"ابھی تک نہیں آیا وہ__میں نے آپ کو منع کیا تھا نا شام کو اتنی دیر سے کسی بھی بچے کے والدین انھیں گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے۔آپ کے فرینڈ کو بھی ان کی مومی نے نہیں آنے دیا ہو گا۔"

عنوہ نے جیسے ہی جے کو کہا تو وہ فوراً بینچ سے اترا۔

"مدے لتا اے وہ نئیں آئیں دے، ام تلتے ایں مومی۔"

وہ جانے کے لیے پر تولنے لگا۔

"ہمممم چلو پانچ دس منٹ اور انتظار کرتے ہیں شاید آ جائے۔"

عنوہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

جے سوکھا گلا تر کرتے پھر سے بینچ پر بیٹھ کر جتنی دعائیں آتی تھیں پڑھنے لگا۔

دس منٹ گزرنے پر بھی وہ نہ آیا تو عنوہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں چلنا چاہیے لگتا ہے آج وہ نہیں آئے گا۔"

عنوہ کے بولنے سے پہلے ہی وہ آگے بڑھ گیا۔

"آں مومی رات بوت او دئی اے اش لیے ان تو ڈل لد لہا او دا۔"

وہ خود کی جان بخشی پر جلدی جلدی چلنے لگا کہ کہیں چم آ ہی نہ جائے۔

"ہمم۔۔۔کچھ تو گڑبڑ ہے۔"

عنوہ نے مشکوک نظروں سے اس کی پشت دیکھی۔

میکائیل کی آفس سے آکر ڈیڈ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن مما نے اسے ساری صورتحال بتا دی تھی۔وہ کافی دیر تک اسے سمجھاتی رہیں تھیں جو وہ بے دلی سے سنتا رہا۔اس کا تو ایک دن ہی فرمانبردار بیٹا بن کر پسینہ نکل گیا تھے پتا نہیں جے کیسے گزارا کر لیتا تھا؟

اس نے لنچ کر کے کمرے میں قدم رکھا تو ساڑھے تین ہو رہے تھے، وہ تھکن سے چور تھا کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس نے محنت کی تھی۔آدھے گھنٹے کی نیند لینے کا سوچ کر وہ لیٹ گیا۔

اس کی جب آنکھ کھلی تو پانچ بجنے والے تھے وہ جلدی جلدی چہرے پر پانی کے چھپاکے مارتے بھاگتے ہوئے پارک پہنچا مگر وہاں اکا دکا لوگ ہی نظر آئے۔وہ مایوسی سے بینچ پر بیٹھ گیا، اس نے خود کو سونے پر کوسا۔

وہ بے دلی سے حسن اور حارث کی کال پر ان سے ملنے چلا گیا۔

"واہ یار سنا ہے جناب آفس سنبھال رہے ہیں۔"

ولید کے شاہانہ انداز میں کہنے پر وہ محض اسے گھور کر رہ گیا۔

"ہاں بھئی میکائیل کاردار کو آخر ڈگریوں کی کیا ضرورت ہے؟ ڈگری تو ہم جیسے غریبوں کو چاہیے۔"

حسن نے سرد آہ بھری جس پر اسے کمر میں میکائیل کا مکا پڑا تھا۔

"اف ہاتھ تھا یا ہتھوڑا، ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالی۔"

وہ درد سے بلبلاتا ہوا دہائیاں دینے لگا۔

"بکواس بند کرو اپنی میں پہلے ہی بہت اپ سیٹ ہوں۔"

وہ صوفے پر لیٹتے ہوئے بولا۔

تینوں اس وقت ولید کے کمرے میں موجود تھے۔

کیوں کیا ہوا؟"

"انکل نے اب پھر کچھ کہا ہے؟

ولید نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"نہیں یار ان کی سننے کی تو اب عادت ہو گئی ہے، میں اپنے دوست کو مس کر رہا ہوں۔"

اس کے اداس لہجے پر وہ دونوں جھٹ سے اٹھ بیٹھے۔

"دوست___ہم دونوں کے علاوہ تو تیرا کوئی دوست نہیں تھا پھر یہ اچانک کہاں سے اگ آیا؟"

ولید نے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"اتنے دن سے کن کارروائیوں میں مصروف ہے تو بتانا پسند کرے گا؟"

حسن نے بھی دانت پیسے۔

بنانا پڑا دوست کیونکہ وہ تم دونوں کی طرح پکاتا نہیں ہے مجھے، وہ تو ہوا کا خوشگوار جھونکا ہے میری "زندگی میں۔"

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"کہیں کسی لڑکی کا چکر تو نہیں۔۔۔؟"

دونوں نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

دیکھا کر دی نا اپنی چھوٹی ذہنیت کے مطابق چھوٹی بات۔"

"فٹے منہ تم لوگوں کا! سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔

اس نے دونوں کو لتاڑا تو وہ کھسیا کر رہ گئے۔

"پھر کون ہے وہ۔۔۔۔۔؟"

حسن نے حسد اور جلن میں پوچھا۔

انھیں اپنی دوستی میں کوئی اور برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"___وہ

جیسے جیسے میکائیل بتاتا گیا بے یقینی سے ان کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

میکائیل کاردار وہ بھی ایک چھوٹے بچے سے محبت کرے، نا ممکن۔"

"یار ولید مجھے چٹکی بھر تا کہ یقین آ جائے۔

حسن کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"__یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا پر"

ولید بولتا ہوا اسے زور سے چٹکی بھر گیا جس پر اس کی درد ناک چیخیں گونج اٹھیں۔

"اوئی ماں__مار ڈالا، ظالم انسان تم دونوں ہی مجھ معصوم کو اپنے تشدد سے ہلاک کر ڈالو گے۔"

اس کی آہ و بکا جاری تھی۔

میکائیل کاردار ان کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

وہ دونوں یک دم اس کی طرف پلٹے تھے جس پر وہ محتاط ہوا۔

کمینے پن کی انتہا ہے، اتنے دن سے ہمیں انتظار کی آگ میں جھونک کر خود مستیاں کر رہا تھا۔تیری تو " ایسی کی تیسی"_

وہ اس پر پل پڑے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟؟"

شور سن کر ولید کے بابا اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں سیدھے ہو بیٹھے۔

"السلام علیکم انکل! میں ابھی آفس سے آیا تھا کچھ کام مکمل کر رہا تھا تبھی انھوں نے کال کر کے بلا لیا۔ اب دونوں مجھے کہہ رہے ہیں کہیں باہر آؤٹنگ کے لیے چلتے ہیں میں نے منع کر دیا تا کہ لاسٹ سیمسٹر کے لیے کچھ پڑھ لیں مگر یہ مجھے مارنا شروع ہو گئے۔"

اس کے معصوم صورت بنا کر سفید جھوٹ بولنے پر دونوں بھونچکا رہ گئے۔

وعلیکم السلام! شاباش بیٹا۔"

یہ دونوں تو ہیں ہی نکھٹو چوبیس گھنٹے فضول گوئی کرتے رہتے ہیں۔تم ان کی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہ کیا کرو۔"

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے۔میکائیل ہمیشہ ان سے اچھے سے ملتا تھا تبھی وہ اس کے مداح تھے۔

"اوکے انکل! کافی وقت ہو گیا ہے میں چلتا ہوں مما انتظار کر رہی ہوں گی۔"

وہ شریف بن کر ان سے بغلگیر ہوتے دونوں کی طرف ایک آنکھ دباتے ہوئے نکل گیا۔

وہ پیچھے منمناتے رہ گئے مگر زبردست کھنچائی سے نہ بچ پائے۔

عنوہ صبح صبح اٹھتے ہی تیاریاں کرنے لگی، آج جہانگیر کا سکول میں پہلا دن تھا سو وہ چاہتی تھی وہ خوشی خوشی سکول جائے۔وہ رات کو اپنے دوست سے نہ مل پانے کی وجہ سے اداس تھا۔

عنوہ نے جلدی جلدی اس کو لنچ میں دینے کے لیے اس کے فیورٹ کپ کیکس بنائے۔

وہ خود بھی آفس کے لیے تیار ہوتی جے کے ساتھ ناشتہ کرنے لگی۔اس نے انا بی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ناشتہ کے بعد دوائی دے کر انھیں سلا دیا تھا۔جے نے اس دوران منہ پھلایا ہوا تھا اسے یہ سب بالکل بھی پسند نہیں آ رہا تھا۔

وہ جے کو سکول چھوڑ کر خود آفس آ گئی۔ابھی تک میکائیل کاردار نہیں آیا تھا وہ استہزائیہ ہنس دی 'ایک دن کا بخار تھا بس__'۔

دس بجے کے قریب اسے حیات کاردار آتے دکھائی دیے وہ جلدی سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھی، سب ورکرز انھیں وش کر رہے تھے تو وہ بھی ان سے حال احوال دریافت کرنے لگی۔

ابھی وہ ان سے گفتگو میں ہی مصروف تھی تبھی میکائیل کاردار اندر داخل ہوا۔اسے دیکھتے ہی سب ورکرز ادھر اُدھر کھسک گئے جبکہ وہ وہیں کھڑی رہی۔

میکائیل نے ابھی تک اپنے ڈیڈ کو وہیں کھڑے دیکھا تو عنوہ پر ناگوار نظر ڈالتے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

حیات کاردار نے تاسف سے اس کی اکڑ دیکھی۔وہ سب سے خوشدلی سے ملتے چلے گئے۔

عنوہ حیات کاردار کے کاموں میں ہی مصروف رہی، اس نے ایسے شو کیا جیسے اس کے پاس ایک پل کا بھی وقت نہیں ہے ورنہ جاوید صاحب سے کچھ بعید نہ تھا اسے میکائیل کاردار کو بھی مینیج کرنا پڑ جاتا۔

وہ حیات کاردار کے لیے کافی بنانے لگی تو جاوید صاحب کے کہنے پر میکائیل کے لیے بھی بنانی پڑی۔

دونوں کپ اس نے دوسرے ورکر کے ہاتھ بھجوا دیے۔

بارہ بجتے ہی وہ حیات کاردار کے پاس جا پہنچی۔

"ایکسکیوز می سر! مجھے ایک فیور چاہیے تھی آئی ہوپ آپ مائنڈ نہیں کریں گے۔"

اس نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔

عنوہ بیٹے کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟"

"جو بھی کہنا ہو کھل کر کہا کریں۔

انھوں نے اجازت دی۔

"سر دراصل میں نے اپنے بیٹے کا ایڈمیشن کروایا ہے سکول میں۔اس کی چھٹی بارہ بجے ہوتی ہے میں چاہتی ہوں روزانہ اسے خود لے کر آؤں سکول سے۔اگر مجھے روز بارہ بجے بریک مل جاتی تو__میں جلد ہی واپس آ جایا کروں گی۔"

اس نے ایک ہی سانس میں پوری بات کر دی۔

"کول ڈاؤن مس عنوہ! بیٹھ جائیں۔

مجھے تو اب پتا چلا ہے کہ آپ کا بیٹا بھی ہے۔کیا ایج ہے اس کی؟"

حیات کاردار نے دلچسپی سے پوچھا۔

"جی سر! ماشاءاللہ سے تین سال اور ایک ماہ کا ہے۔"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ! آپ نے بہت جلدی نہیں داخل کروا دیا اسے سکول میں؟ آئی مین چار سال کا ہو "
"__جاتا تو

انھوں نے اس کے چہرے پر پھیلے ممتا کے نور کو دیکھ کر کہا۔

"جی سر مگر وہ ماشاءاللہ سے اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار ہے تو اس لیے میں نے سوچا ابھی کروا دوں۔"

وہ شائستگی سے مسکرائی۔

"__ماشاءاللہ دیٹس گریٹ! میں اس سے ملنا چاہوں گا۔مجھے ذہین لوگ ویسے بھی بہت پسند ہیں۔میں"

ان کی بات ادھوری رہ گئی جب میکائیل بے دھڑک اندر داخل ہوا۔

عنوہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

وہ ان کے چہرے پر چھائی ناگواری کو نظر انداز کیے ہٹ دھرمی سے بولا۔

"اوکے مس عنوہ آپ جائیں۔"

حیات کاردار چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائے بولے۔

"_تھینک یو سو مچ سر"

وہ میکائیل کو نظر انداز کرتی اس کے پاس سے گزر گئی مگر وہ آنکھیں چھوٹی کیے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا یہ لڑکی اس کے ڈیڈ سے کس بات کا شکریہ ادا کر گئی ہے؟

"جی برخوردار! اب کونسا نیا کارنامہ سر انجام دیا ہے؟"

حیات کاردار نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ڈائریکٹر بنائیں کمپنی کا۔"

اس کے ضدی انداز پر وہ بھونچکا رہ گئے۔

"ڈائریکٹر اور تم___؟؟؟

ہوش میں تو ہو، ابھی دو دن نہیں ہوئے تمہیں آفس آئے اور تمہیں ڈائریکٹر بنا دوں۔ساری زمہ داری ڈائریکٹر اٹھاتا ہے اور تم میں اتنا پوٹینشل بالکل نہیں ہے۔"

وہ سر جھٹک گئے۔

"باپ اگر سیایاو ہو تو اصولاً بیٹا ہی ڈائریکٹر ہونا چاہیے۔"

وہ بمشکل خود کا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے بولا۔

"واہ جی واہ! اب بڑے اصول یاد آ گئے پہلے تو کبھی یاد نہیں آئے۔"

ان کے طنزیہ انداز پر وہ مڑا۔

"آپ کی ہی ضد مجھے یہاں تک لائی ہے اگر میں مما کی خاطر ساری پرانی باتیں بھولنا چاہتا ہوں تو آپ بھی اپنی بے جا ضد کو ختم کر دیں ورنہ سوائے خسارے کے آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔"

وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا جبکہ حیات کاردار ساکت رہ گئے۔

وہ جیپ کی چابیاں اٹھاتا آفس سے ہی نکل آیا تھا اب اسے کچھ دیر اکیلے رہنا تھا۔

"__کاش! جے کا کوئی اتا پتا ہی معلوم ہوتا"

وہ محض سوچ کر رہ گیا۔

اسے عنوہ ٹیکسی میں بیٹھتی نظر آئی۔

"ان محترمہ کا الگ ہی پروٹوکول ہے، واہ۔"

وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

جے کو سکول سے لے کر وہ گھر آئی تو انا بی کھانا بنا رہیں تھیں۔

"انا آپ رہنے دیتیں میں خود آ کر بنا لیتی۔ آپ آرام کیا کریں۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

ارے میرا بچہ! کچھ نہیں ہوتا ٹھیک ہوں میں۔"

"اے میرا لڈو آ گیا سکول سے۔

وہ عنوہ کو جواب دیتیں جے کی طرف پلٹیں جو منہ پھلائے کھڑا تھا پھر چھوٹا سا بنی والا بیگ لیے کمرے میں چلا گیا۔

انا بی نے اشارے سے وجہ پوچھی، عنوہ کندھے اچکاتے لاعلمی کا اظہار کر گئی۔

وہ اندر آئی تو جے صوفے پر اوندھا پڑا تھا، عنوہ لب دبائے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

وہ جانتی تھی جب دل کرے گا اسے بتانے آ جائے گا کیونکہ اس نے باتیں چھپانا نہیں سیکھا تھا۔

اس نے کن انکھیوں سے دیکھا تو وہ صوفے سے اترتا دکھائی دیا پھر منہ ہی منہ میں بولتا ہوا بیڈ کے پاس آیا اور کافی تگ و دو کے بعد اوپر چڑھتے اس کی گود میں آ بیٹھا۔

"مومی__ دے تکول نئیں دائے دا۔"

اس نے دونوں ننھے منے ہاتھوں سے اس کا چہرہ پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا ہوا ہے میری جان__؟"

عنوہ نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے پوچھا۔

وہ جو مش تیں نا وہ جے کو بال بال پالی کل لہی تیں اور اپنی دود میں لیے رتھا کوئی فلیند بی نئیں بانے "
"دیا۔

وہ جو مس تھیں نا وہ جے کو بار بار پیاری کر رہیں تھیں اور اپنی گود میں لیے رکھا کوئی فرینڈ بھی نہیں)
(بنانے دیا

اس نے منہ بسورا۔

"کیوں؟ مومی بھی تو آپ کو بہت سی پیاریاں کرتی ہیں۔"

عنوہ نے حیرت سے پوچھا۔

"آں پل مومی میلی ایں لیتن وہ میلی نئیں ایں۔جے کو اول کشی کی بی پالی اچی نئیں لدتی۔"

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ گیا۔

"_میری جان"

وہ اسے تھپکنے لگی۔

"اول انھوں نے تہا یہ بےبی بہت کیوٹ اے، میں اش تو اپنے گھل لے داؤں دی۔"

وہ مزید جذباتی ہوا۔

میری جان وہ مذاق کر رہی ہوں گیں۔"

اچھا میری بات غور سے سنو میں کل آپ کے ساتھ جاؤں گی اور بولوں گی میرے بیٹے کو کوئی بھی تنگ نہ کرے۔اسے نہ پیاری کرے نہ ہی اپنی گود میں لے ٹھیک ہے۔"

اس نے جے کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

"نو دے تکول نئیں دائے دا، وہ ایشے ای آلمی مین بن دائے دا۔"

وہ ضدی انداز میں کہتا بیڈ سے نیچے اتر گیا جبکہ عنوہ آنکھیں پھیلائے دیکھتی رہ گئی۔

"آخر کیوں یہ ٹیچرز بچوں کے ساتھ بیلنس نہیں رکھتیں کسی کو بہت مارتی ہیں تو کسی کی جان ہی نہیں چھوڑتیں۔سب چیزیں ایک حد تک ہی اچھی لگتی ہیں۔ہائے! کتنی مشکل سے راضی کیا تھا سکول کے لیے، اب کیا کروں؟"

وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

وہ ابھی اٹھنے ہی لگی تھی تبھی اس کا فون بجنے لگا۔

"زویا کالنگ" دیکھتے ہی وہ اوکے کرتی کان سے لگا گئی۔

"السلام علیکم زویا! کیسی ہو؟"

وہ خوشگوار لہجے میں بولی۔

"___اپیا"

زویا کی سہمی ہوئی آواز پر وہ ٹھٹھک گئی۔

"زوئی کیا ہوا ہے؟ امی اور ابو تو ٹھیک ہیں نا؟؟؟"

اسے تشویش لاحق ہوئی۔

"_اپیا! آج ابو کی خالہ آئیں تھیں وہ ابو اور بھائی کو کافی سنا کر گئیں ہیں آپ"

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"__اوہو ان کی تو عادت ہی ہے اب کیا نیا شوشہ چھوڑ دیا، آگے بولو"

اس نے بے زاری سے پوچھا۔

"انھوں نے ابو کو کہا ہے ویسے وہ بہت دیندار بنتے ہیں مگر اپنی بیوہ بیٹی کو اکیلے اتنی دور چھوڑ رکھا ہے اور بھائی کو بھی بزدل کہا ہے۔"

زویا کی بات پر وہ ساکت رہ گئی۔

"اور بھابھی نے بھی بھائی کے خوب کان بھرے ہیں ان کے کسی رشتے دار نے آپ کو وہاں کہیں پہ جاتے دیکھا ہے تب سے بھائی دھاڑ رہے ہیں جبکہ ابو چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے اپیا۔"

زویا رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم فکر نہیں کرو امی کو بھی کہو پریشان نہ ہوں میں خود ہینڈل کر لوں گی۔اب میں وہ دبو سی عنوہ نہیں رہی جس کو جیسے چاہیں گے سب اپنے اشاروں پر نچائیں گے۔اب وہ سب سے پہلے ایک ماں ہے جو اپنے بیٹے کے لیے کسی بھی حد تک جائے گی۔

اللہ حافظ۔"

فون رکھتے ہی اسے حارث شدت سے یاد آیا تھا۔

ٹھیک کہتے ہیں لوگ ہمارا معاشرہ ایک بیوہ سے جینے کا حق بھی چھین لینا چاہتا ہے۔ اسلامی روایات کو بھول کر اپنے دقیانوسی خیالات کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے اسے اپنے ابو کا خوف نہیں تھا مگر اپنے نام نہاد بھائی سے ہر برائی کی امید تھی۔

جے اندر آیا تو عنوہ پر نظر پڑتے ہی سہم گیا۔

وہ جلدی سے بیڈ پر چڑھا اور اس کی گود میں بیٹھتے آنسو صاف کرنے لگا۔

ام شولی مومی! دے اب ایشے نئیں تلے دا وہ تکول بی دائے دا۔بوت سارا پڑھ تے آلمی تیف بن "دائے دا۔"

وہ عنوہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔اسے لگا شاید مومی اس کی وجہ سے رو رہی ہیں۔

عنوہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔

"مش بی پالی کل لیں بش تھولی شی اول اپنی دود (گود) میں بی با لیں لیتن مدے توئی فلیند بانے دیں بش دے کیلا بور او دائے دا۔"

وہ مومی کے آنسو صاف کرتا ہوا مزید بولا تو عنوہ اسے گلے لگا گئی۔

"اب سے کوئی بھی میری جان کو تنگ نہیں کرے گا مومی سب کو ڈانٹیں گیں۔"

وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا کھائے گا میرا بے بی؟ لنچ کر لیا تھا آپ نے؟"

وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اس کا دھیان بٹانے لگی۔

اک بتی (بچی) مدے بولی یہ میلا بل گل (برگر) لے لو اول مدے اپنے کپ کیکش دے دو۔میں نے "
بولا نو نو نو دے کی مومی نے اش تے لیے بائے(بنائے) ایں تو وہ ای تائے دا۔میلی مومی بل گل نئیں
"کانے دیتی مدے۔

اس کے لمبی چوڑی تمہید باندھنے پر عنوہ ہنس دی۔

"آپ بنا برگر لیے ہی اس کو ایک کپ کیک دے دیتے یو نو 'شیئرنگ از کیئرنگ'۔

جنک فوڈ بچوں کو نہیں کھانا چاہیے اور لنچ میں تو بالکل بھی نہیں کھانا۔"

عنوہ نے اس کے بال سنوارے۔

"اوتے مومی تل دے دوں دا، اب مدے نگٹس با کر دیں مدے تھانا نئیں تھانا۔"

اس کے منہ بسورنے پر عنوہ نے گال چوم لیا۔

"ٹھیک ہے میری جان آؤ ساتھ مل کر بناتے ہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو گئی۔

"تیک(ٹھیک) اے دے مومی تی ہیلپ تلے دا۔"

عنوہ اس کی بات پر مسکرا دی۔

"آج پارک بھی تو جانا ہے۔"

وہ یاد آتے ہی بولی۔

"دی ہاں میں اور انا تلے دائیں دے۔"

وہ فوراً سے طے کر گیا۔

"ہر گز نہیں انا کی طبیعت خراب ہے تو میں آفس سے آ کر آپ کے ساتھ جاؤں گی۔"

عنوہ کی بات پر پھر سے اسے پسینے چھوٹ گئے۔

"مومی ام نئیں داتے پالک اب بوت گلمی اوتی اے۔"

(مومی ہم پارک نہیں جاتے اب بہت گرمی ہوتی ہے)

اچھے بھلے ٹھنڈے موسم کو گرمی کہنے پر عنوہ حیرت سے دیکھنے لگی۔

"ہم آج پانچ بجے لازمی جائیں گے پارک، دیٹس اٹ۔"

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولی تو جے کا منہ لٹک گیا۔

وہ بچہ تھا اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ پر قابو نہیں پا سکتا تھا تبھی عنوہ کھٹکی تھی۔

وہ جاننا چاہتی تھی آخر ایسی کونسی بات تھی جو جے کو پریشان کر دیتی ہے۔

وہ دوست ہی رانگ نمبر ہو گا۔۔۔۔۔

انا بی کو ناشتہ کروا کر دوائیاں دیتی وہ جے کے ساتھ اسکول آ گئی۔

اسے کلاس روم میں چھوڑتی وہ پرنسپل آفس آ گئی، وہاں پہلے سے کچھ ٹیچرز موجود تھیں۔

اس نے اپنا مدعا بتایا تو سب ہنس دیں ان کی نظر میں یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی وہ ٹیچر تو بچوں سے پیار کرتی ہیں۔

"میم! یہ چھوٹی بات نہیں ہے جو بچہ دوسروں سے گھلنا ملنا پسند نہیں کرتا اس کو زبردستی سب میں شامل کرنا اس بچے کی ذہنی نشوونما پر اثر ڈالتا ہے۔میرا بیٹا بہت موڈی ہے کبھی کسی کے ساتھ خود ہی بہت اٹیچ ہو جاتا ہے اور کسی کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔میں نے اس اسکول کا بہت نام سنا تھا اسی لیے میں یہاں لائی تھی اسے۔"

وہ ایک ہی سانس میں بات پوری کر گئی۔

مس عنوہ! آپ پریشان نہ ہوں میں بات کروں گی ان سے، آپ کو دوبارہ شکایت کا موقع نہیں ملے "گا۔"

پرنسپل سنجیدگی سے بولیں۔

"میم! میں بہت سے محاذوں پر تنہا لڑتے ہوئے اسے یہاں تک لائی ہوں۔آپ اچھی طرح جانتی ہیں ہمارے معاشرے میں اکیلی عورت کا ثابت قدم رہنا کتنا مشکل ہے۔میرا خواب تھا اسے یہاں پڑھانا، مجھے اپنے بیٹے کو اس قوم کا سپاہی بنانا ہے براہِ مہربانی اسے تعلیم سے متنفر نہ کریں۔"

اس کا مضبوط لہجہ انھیں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبو گیا تھا۔

میں آپ کی بات سے بہت متاثر ہوئی ہوں مس عنوہ واقعی میں ہر بچے کی فطرت الگ ہوتی ہے جیسے " مغرب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے ویسے ہمیں بھی رکھنا چاہیے تبھی ہمارے بچے پڑھائی سے نہیں بھاگیں گے۔

"آپ اطمینان رکھیں اب آپ کو آیندہ ہماری طرف سے پریشانی نہیں ہو گی۔

ایک سینئر ٹیچر بولیں۔

"بہت شکریہ آپ کا۔"

وہ مسکراتی ہوئی ان سے مل کر اسکول سے باہر نکل آئی۔

آفس آتے ہی حیات کاردار نے اسے ایک فائل میکائیل کو دینے کا کہا تو وہ ناچار قدم اس کے روم کی جانب بڑھا گئی۔

وہ کچھ فائلز اٹھا کر ادھر اُدھر پٹخ رہا تھا۔

اسے کام کی سمجھ بھی مشکل سے آتی تھی کیونکہ کسی چیز میں دماغ لگانے کی اسے بالکل بھی عادت نہیں تھی۔

وہ ملازم سے کافی منگوا کر پینے لگا۔

"اونہوں___ یہ کیسی بدمزہ کافی بناتے ہو تم میرے لیے؟ سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔"

میکائیل نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہی منہ کے زاویے بگاڑے۔

"سوری سر جی میں ں ں آپ کو چائے بنا دیتا ہوں۔"

ملازم ہکلایا۔

"رہنے دو بہت مہربانی تمہاری، ویسے یہ بتاؤ ڈیڈ کو کیسے اتنے مزے کی کافی بنا دیتے ہو جو میرے لیے تمہیں موت پڑ جاتی ہے؟"

اس کے تیکھے لہجے پر بیچارے ملازم نے اپنا خشک پڑتا گلا تر کیا۔

"___سر جی وہ میں نہیں بناتا، ان کو تو عنوہ میڈم بنا کر دیتی ہیں۔میں کوشش کرتا ہو"

ملازم نہ جانے کیا کیا صفائیاں پیش کر رہا تھا مگر میکائیل تو عنوہ کے نام پر ہی چونک گیا۔

"تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے اور محترمہ مجھ سے ایسے بھاگتی ہیں جیسے مجھے کانٹے لگے ہوں۔"

وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔

اس نے ہر معاملے میں خود کو ہمیشہ حق بجانب سمجھا تھا تبھی اس کو ہر شخص برا لگتا تھا۔

ابھی وہ ملازم سے کچھ کہتا تبھی دروازہ ناک ہوا، اجازت ملتے ہی عنوہ اندر آئی۔

میکائیل کے اشارے پر ملازم عنوہ کو دعائیں دیتا ہوا باہر چلا گیا جس کی وجہ سے اس کی جان خلاصی ہوئی تھی۔

"سر! یہ فائل حیات صاحب نے دی ہے وہ چاہتے ہیں آپ اس کو سٹڈی کریں کچھ ایڈ کرنا چاہیں تو کر دیجیے گا۔"

وہ رٹو طوطے کی طرح سب بولتی ہوئی جانے کے لیے پر تولنے لگی۔

میکائیل اس کی حرکات و سکنات کا بخوبی جائزہ لے رہا تھا۔

"سنو! مجھے کافی بنا کر دو۔"

وہ ریوالونگ چیئر کو گھماتے ہوئے بولا۔

"سوری__ آپ نے مجھ سے کہا؟"

عنوہ جاتے جاتے پلٹ کر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"جی بالکل محترمہ__ غالباً آپ کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے؟"

اس نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"میں یہاں کافی بنانے کی جاب نہیں کرتی۔"

عنوہ بمشکل اپنے غصے پر قابو پاتے متوازن لہجے میں بولی۔

"بابا کو بھی تو دیتی ہو تو کیا ان کی چاپلوسی کرتی ہو؟"

میکائیل نے کہنیاں ٹیبل پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے استہزائیہ انداز میں کہہ کر اسے زچ کرنا چاہا اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

دیکھیں اب آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔آپ مجھے مجبور نہ کریں میں سر کو آپ کی شکایت کر دوں " "گی۔

اس کے وارننگ دیتے لہجے پر میکائیل کاردار کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"سیریسلی تمھیں لگتا ہے میں اپنے باپ سے ڈر جاؤں گا، شٹل کاک کہیں کی ہونہہ۔"

ہنستے ہنستے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

عنوہ نے لب بھینچے اس کی ہنسی دیکھی جب سے یہ بندہ آفس آنے لگا تھا تب سے اس کا سکون برباد ہو کر رہ گیا تھا جانے کس بات کا بدلہ لے رہا تھا؟

"میں فضول باتوں پر بحث نہیں کرتی۔"

وہ پھر سے جانے کے لیے مڑی مگر اگلی بات نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا۔

ہاں بھئی ہم سے کیا فائدہ ہو گا تمہیں جب ہیڈ کوارٹر کو ہی اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے، شارپ مائنڈ " "ہممم۔۔۔۔

اس کے جلے کٹے انداز پر وہ آنکھیں میچ کر بمشکل اپنا اشتعال دباتے پلٹی تھی۔

آپ جو مرضی کہیں آئی ڈونٹ کیئر، میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ ایک انسان کے "
"منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اس کی گھٹیا سوچ کی عکاسی کرتے ہیں تو میں کیوں اپنا دامن گندا کروں؟

وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتی ہوئی میکائیل کاردار کو جلا کر خاکستر کر گئی تھی۔

اپنی بات کہہ کر رکی وہ نہیں تھی کیونکہ اسے شدید گولا باری کا خدشہ تھا۔

"یو___ سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو؟"

میکائیل نے ٹیبل پر زور دار مکا رسید کیا تھا جس سے سب کچھ ہل کر رہ گیا۔

آج میکائیل کاردار کی وجہ سے اس کا موڈ سخت خراب رہا تھا۔یہ شکر تھا دوبارہ اس سے سامنا نہیں ہوا ورنہ جنگ عظیم ہونی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ابو کو اچانک اپنے گھر میں موجود دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

جہانگیر ان کی گود میں بیٹھا ان کی داڑھی سے کھیل رہا تھا اور وہ مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"___ابو"

اس کی نم آواز پر حاجی ثناء اللہ نے سر اٹھایا۔

وہ بھاگ کر روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔انھوں نے اس کے سر پر بوسہ لیا اور چپ کروانے لگے۔

"مومی! ابو دے تے لیے بوت شالی(ساری) چیجیں(چیزیں) لائے ایں۔"

جے کی چہکتی ہوئی آواز پر وہ مسکرا دی۔

"بیٹے تم بیٹھ کر باتیں کرو میں آتی ہوں۔"

انا بی کھانے کی تیاری کے لیے اٹھیں۔

"نہیں انا آپ آرام کریں میں کر لوں گی۔"

اس نے انھیں بٹھانا چاہا۔

"تم مطمئن رہو میں بالکل ٹھیک ہوں میرے جہانگیر نے میری مالش کی تھی۔"

انا بی کے بتانے پر جے نے گردن اکڑا کر داد طلب نظروں سے عنوہ کو دیکھا۔

"شاباش میرے شیر!"

اس نے جھک کر جے کا سر چوما۔

حاجی ثناء اللہ کی پر سوچ نگاہیں ان دونوں پر ہی ٹکی تھیں۔

انا بی کے جاتے ہی حاجی ثناء اللہ اس کے پاس آ بیٹھے وہ ان کی سنجیدگی پر وہ چونکی۔

"جے آپ کچن میں انا بی کی ہیلپ کرو میں آتی ہوں کچھ دیر میں۔"

اس نے جے کو بہلا کر باہر بھیج دیا۔

"عنوہ بیٹے! میں__میں چاہتا ہوں تم اب گھر چلو۔"

انھوں نے محتاط انداز میں بات شروع کی۔

"ابو! یہ میرا ہی گھر ہے میں کہیں اور کیوں جاؤں گی؟"

اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"یہ تمہارا گھر حارث کے دم سے تھا اب نہیں ہے۔تمہارا گھر وہ ہے جہاں تم پیدا ہوئیں تھیں۔"

ان کی وضاحت پر وہ نم آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"ابو! جب میں رخصت ہونے لگی تھی تب آپ نے ہی کہا تھا کہ تم اپنے گھر جا رہی ہو اسے جنت بنا دینا اور اب آپ ہی کہہ رہے ہیں یہ میرا گھر نہیں۔"

اس کی لرزتی آواز پر وہ لب بھینچ گئے۔

"بیٹے حارث کے ہوتے بات اور تھی مگر اب بات اور ہے۔میں چاہتا ہوں میری زندگی میں ہی تمہارا گھر بس جائے۔ایک رشتہ بھی ہے۔۔۔۔۔"

انھوں نے پھر کوشش کی۔

"دو بیٹے ہیں اس کے اور بیوی وفات پا چکی ہے۔وہ جے کو رکھنے کے لیے راضی ہے۔"

وہ اس سے نگاہیں چرا گئے۔

"ابو! میرا گھر بسا ہوا ہی ہے میں اپنے بچے کے ساتھ خوش ہوں مجھے اور کوئی نہیں چاہیے۔میری زندگی میں حارث کے بعد کسی کی گنجائش نہیں ہے اور کیا آپ کو لگتا ہے کوئی خود کی اولاد سے بڑھ کر میرے جے کا خیال رکھے گا؟ میں اسے ایک مضبوط انسان بنانا چاہتی ہوں اور ایسا تبھی ممکن ہے جب وہ اپنے گھر میں ہو۔اسے کبھی کوئی بھی شخص طعنہ نہ دے سکے۔"

عنوہ کی بات پر انھوں نے سرد آہ بھری۔

"چلو پھر تم وہاں تو چلو تمہاری امی اور بہنیں یاد کرتی ہیں تم دونوں ماں بیٹے کو۔"

وہ مسکرا کر بولے۔

"ابھی نہیں ابو میری نوکری کا حرج ہو گا اور دوسری بات میں بھابھی کے ساتھ مزید منہ ماری نہیں کر سکتی۔آپ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ دو تین بار ہی میرے گھر جانے پر وہ واویلا مچاتی تھیں اب تو میرا جے سمجھدار ہو رہا ہے وہ ہر بات کو محسوس کرتا ہے میں نہیں چاہتی وہ احساس کمتری کا شکار ہو۔میری بہنیں بھی تو گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہی ہیں وہاں اور میں جانتے بوجھتے اپنے بیٹے کی شخصیت مسخ کر دوں؟"

اس کی بات پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئے۔

"ابو! میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں ہے مگر دین کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بھی ہمارے لیے ہی بنایا ہے۔آپ چاہے جتنے مصروف سہی مگر تھوڑا سا وقت نکال کر اپنی بیٹیوں کی بھی سنا کریں۔ بیٹیاں اپنے والد سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہیں۔آپ جانتے ہیں آپ نے کبھی ہمارے لیے سٹینڈ نہیں لیا اور وہ بھائی جو اپنی بیوی کے لیے مہربان شوہر ہے ہمیں اپنا دشمن سمجھتا ہے وہ ہماری زندگیوں کو کٹھ پتلی کی طرح نچا رہا ہے۔ہم تو اس کے لیے بھی لمبی عمر اور صحت کی دعا کرتے ہیں ابو تو آپ پر تو ہماری جان بھی قربان ہے۔کیا میں نہیں جانتی بھائی اپنے آوارہ دوست سے زویا کی شادی کرنا چاہ رہے ہیں؟ خدارا ابو اپنی بیٹیوں کی ڈھال بنیں تا کہ انھیں تحفظ کا احساس ہو۔"

وہ روتی ہوئی ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی اور حاجی ثناء اللہ بہتی آنکھوں سے اپنی سب سے خاموش بیٹی کو بولتے سن رہے تھے۔وہ واقعی ایک فوجی کی بیوی لگ رہی تھی پر عزم اور نڈر۔

وہ اسے سینے سے لگائے سر تھپکنے لگے اور یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔

"مومی! آ دائیں ابو تو بی با(بلا) لیں ام تھانا تھائیں دے۔"

جے نے دروازہ سے چہرہ نکال کر کہا پھر یک دم انھیں گلے لگے دیکھ کر بھاگا آیا۔

"مدے(مجھے) بی ہگ کلنا(کرنا) اے۔"

وہ جلدی سے ابو کی گود میں چڑھ گیا تو وہ تینوں مسکراتے ہوئے گلے لگ گئے۔

حاجی ثناء اللہ کھانا کھا کر کچھ دیر ٹھہرے تھے پھر واپسی کے لیے نکل گئے عنوہ کے پر زور اصرار پر بھی وہ نہ رکے۔

ان کی آنکھیں تو ابھی کھلیں تھیں وہ اپنی بیٹیوں کو ہر طرح کی سہولیات دیتے تھے مگر انھیں جو اصل چیز چاہیے تھی وہ کبھی نہ دی۔

ان کی بیٹیوں نے کبھی شکوہ ہی نہیں کیا تھا تو وہ کیسے جان پاتے کہ وہ غیر محفوظ ہیں؟

ہر بات کا زبان سے اظہار کرنا ضروری ہوتا ہے کچھ باتیں کہے بغیر دوسروں تک نہیں پہنچ پاتیں۔

ابو کے جانے کے بعد وہ پر سکون ہو چکی تھی وہ بس وقت سے پہلے انھیں ان کی کوتاہیوں کا احساس دلانا چاہتی تھی۔بعض اوقات والدین بھی غلط ہو سکتے ہیں بس انھیں پیار سے اس بات کا احساس کروانا چاہیے۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی اللہ تعالیٰ سے گفتگو میں مصروف تھی اسے نہیں معلوم تھا اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔

اندر داخل ہوتے جے کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی تو بھاگا آیا۔

"مومی لوئیں مت، دے بدا او تل شب تے شات فائت تلے دا۔وہ چم جیشی بودی با لے دا۔وہ ڈشو ڈشو تل تے شب تو مالے دا۔"

(مومی! روئیں مت، جے بڑا ہو کر سب کے ساتھ فائٹ کرے گا۔وہ چم جیسی باڈی بنا لے گا۔وہ ڈشو ڈشو کر کے سب کو مارے گا)

جے نے اس کے آنسو پونچھ کر گلے لگایا تو وہ جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر اور زور سے رونے لگی۔

"___مومی"

جے کی بس ہوئی تھی وہ بھی گلا پھاڑ کر رونے لگا تو عنوہ گھبرا گئی۔

"کچھ نہیں ہوا میری جان! یہ بتاؤ آپ کے دوست نے اتنی چھوٹی ایج میں باڈی بنا لی؟"

اس کی مشکوک نگاہوں پر جے جو بمشکل چپ ہوا تھا پھر سے رونے لگا۔

وہ اپنی ماں کا دھیان بٹانا اچھی طرح جانتا تھا۔

"چپ چپ کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔"

عنوہ اسے خود سے لگائے تھپکنے لگی۔

پانچ بجنے والے تھے عنوہ اسے پارک لے جانے کے لیے تیار تھی اس کے حیلے بہانوں پر کان دھرے بنا وہ چل پڑی جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ان کے پاس سے گزرتا فون پر مصروف میکائیل کاردار باہر نکل آیا۔

وہ آج بھی مایوس لوٹ رہا تھا کیونکہ چار بجے سے انتظار کرتے کرتے اب اس کی بس ہو گئی تھی کچھ آفس کی تھکن بھی تھی۔

آج بھی ان کا آپس میں ملنا طے نہیں تھا یا پھر جے کی دعاؤں میں بہت اثر تھا۔

"بس کر دے یار___کیا مجنوں بنا پھر رہا ہے؟

ایک بچہ ہی تو تھا۔"

حسن کے بے زاری سے کہنے پر وہ اسے گھورنے لگا۔

"ارے! مجھ معصوم کو آنکھوں سے ہی نگلنے کا ارادہ ہے کیا؟ تم تو ایسے دیکھ رہے ہو مجھے جیسے میں نے ہی اسے اغواء کیا ہو۔"

حسن نے مصنوعی خوف زدہ ہو کر کہا۔

تم تو چپ کرو، میکائیل یار تم یہ بتاؤ کبھی کوئی ذکر بھی نہیں کیا اس بچے نے اپنے گھر کا یا پھر کسی "
"پاس کی جگہ کا؟

ولید نے حسن کو ٹوکتے ہوئے براہِ راست میکائیل سے پوچھا۔

وہ ریلیکس انداز میں حسن کے بیڈ پر لیٹے تھے جبکہ وہ صوفے پر بے چارگی سے بیٹھا میکائیل کاردار کا شاہانہ پن ملاحظہ کر رہا تھا جس نے سارے کشن ارد گرد بکھیر رکھے تھے۔

"نہیں یار مجھے کچھ یاد نہیں کہ ایسا کچھ کہا ہو اس نے لیکن مجھے لگتا ہے اس کا گھر پارک کے آس پاس ہی ہے تبھی وہ اپنی دادی کے ساتھ آتا تھا۔"

میکائیل نے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"__اچھا پھر"

ابھی ولید مزید بولتا تبھی دروازہ ناک ہوا تھا۔حسن اٹھ کر دروازے تک گیا اور چائے کے ساتھ دیگر لوازمات لینے لگا۔

ولید فوراً سے الرٹ ہو بیٹھا جس پر میکائیل نے اس کے کندھے پر مکا جڑا۔

"بے فکر رہ وہ اندر نہیں آنے والی خوامخواہ میں محنت نہ کر۔"

اس کی بات پر ولید جھینپ گیا۔

"__نہیں یار میں تو بس ایسے ہی"

وہ کان کھجاتا ہوا بولا۔

"میکائیل کاردار سب جانتا ہے بیٹا جی۔"

اس کے کالر اکڑا کر کہنے پر ولید نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"یہ لے میرے باپ ہاتھ جڑے ہیں میرے معاف کر دے، بچپن کی منگیتر ہے میری کوئی غیر نہیں اور کزن بھی تو ہے۔"

ولید جھنجھلایا۔

"__جو بھی ہو بیٹا پر ابھی بیوی نہیں بنی سو آنکھیں کنٹرول میں رکھ ورنہ حسن"

اس نے وارننگ دیتے لہجے میں کہا تو حسن سر پیٹ کر رہ گیا۔

یہ بندہ کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

"__کس آفت سے پالا پڑ گیا، توبہ آستین کا سانپ نہیں بلکہ کوبرا ہے یہ"

ولید نے منہ ہی منہ میں اس کی شان میں قصیدے پڑھے۔

"__کچھ کہا تم نے"

میکائیل نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ارے میں کہہ رہا تھا کتنی گرمی ہے نا آج۔۔۔۔"

ولید نے گڑبڑا کر بات بدلی۔

"ہمممم بہت تبھی تو سرد ہوائیں چل رہی ہیں۔"

اس کے طنز پر ولید نے دانت نکالے۔

اسی دوران حسن نے سب کچھ میز پر سجا دیا پھر ان لوگوں کو کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

"ماشاءاللہ سے میرا بیٹا اچھے سے آفس میں سیٹ ہو رہا ہے۔"

شرمین الماری میں کپڑے ترتیب سے رکھتے ہوئے خوشی سے پر لہجے میں بولیں۔

"جی بالکل! خود کو سیٹ اور دوسروں کو اپ سیٹ کر رہا ہے۔"

میگزین کی ورک گردانی میں مصروف حیات کاردار بڑبڑائے۔

"میں نے تو بہت دعائیں کیں ہیں اپنے بیٹے کی کامیابی کی اتنے سے دنوں میں اس نے سب سنبھال لیا ہے پھر تو جلد ہی وہ بہت بڑا بزنس ٹائیکون بن جائے گا۔پوری دنیا میں اس کی تصویریں اور انٹرویوز چھپا کریں گے۔"

ان کے اتنے لمبے چوڑے پلانز پر حیات کاردار کو زبردست کھانسی اٹھی تھی۔

"اوہ کیا ہوا آپ کو؟ لیں پانی پئیں۔"

وہ جلدی سے پانی کا گلاس بھرتے انھیں پکڑا گئیں۔

"بیگم! جا کر ڈنر لگوائیں یا باتوں سے ہی میرا پیٹ بھرنا ہے؟"

پانی کے چند گھونٹ بھرتے ہی حیات کاردار نے کہا۔

"اوہ میں تو بھول ہی گئی میکائیل بھی آنے والا ہو گا۔"

شرمین جلدی سے اٹھیں۔

"لو جی اب شوہر کی کوئی قدر نہیں رہی اور وہ نکھٹو جیسے ڈی سی او لگ گیا ہو شہر کا۔"

حیات کاردار ان کو عجلت میں باہر جاتے دیکھ کر بڑبڑائے۔

وہ شرمین کی خوشی کو ماند نہیں پڑنے دینا چاہتے تھے تبھی سب کچھ چھپا گئے۔ان کا کیا قصور تھا جو وہ ان باپ بیٹے کے درمیان پس رہی تھیں؟

آج آفس میں معمول سے زیادہ بھگ دڑ مچی تھی کیونکہ حیات کاردار نے سب ورکرز کے ساتھ نو بجے میٹنگ رکھی تھی۔سیکرٹری ہونے کی وجہ سے اس پر کام کا پریشر زیادہ تھا۔

انا بی کی طبیعت بھی خراب تھی پریشانی میں وہ جے کو سکول چھوڑتی آفس آئی تھی اس کا ارادہ تھا کہ وہ کام ختم کر کے اجازت لیتی جلدی گھر چلی جائے گی۔

میٹنگ کے دوران حیات کاردار سب سے گفتگو کر رہے تھے اور نئے تجاویز پر بھی غور فرما رہے تھے۔

میکائیل ان کے ساتھ والی کرسی پر بے زار بیٹھا تھا وہ گاہے بگاہے اس پر بھی ناگوار نظر ڈال رہے تھے۔

عنوہ کی باری آئی وہ جیسے ہی بولنے لگی تو میکائیل نے درمیان میں ٹانگ اڑا لی۔

"__ڈیڈ"

"___سر"

وہ فوراً اسے ٹوک گئے۔

"سوری__سر میں کہہ رہا تھا کہ بلیک کلر کی ٹیکسی بھی شامل کرنی چاہئیں ہمیں اپنے بزنس میں۔"

وہ خود پر قابو پاتے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"ہمممم___عنوہ آپ کو کیا کہنا ہے؟"

انھوں نے خاموشی سے خود کو تکتی عنوہ سے مخاطب ہوئے۔

"سر__مجھے لگتا ہے ہمیں ایمبولینس سروس شروع کرنی چاہیے۔

وہ جھجھکتے ہوئے بولی۔

"اوہ زبردست آئیڈیا_ہے نا جاوید صاحب؟"

وہ پرجوش لہجے میں پوچھنے لگے۔

"__جی سر بہترین"

جاوید صاحب نے توصیفی انداز میں عنوہ کو دیکھا۔

عنوہ کی ساری پریشانی اس ایک تعریف پر کہیں پیچھے چلی گئی تھی۔

"تھینک یو سر__ تھینک یو سو مچ"

عنوہ کے پر مسرت لہجے پر میکائیل کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"__ ایکسکیوز می"

وہ اٹھ کر باہر نکل گیا پیچھے سے اسے تالیوں کی گونج صاف سنائی دی تھی۔اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

اپنے باپ سے اس کا شکوہ اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔

عنوہ حیات کاردار سے اجازت لیتی جے کے سکول آ گئی تھی جانے کیوں اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا؟

جے کا ہاتھ پکڑے وہ گھر کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔جے کی باتیں نان اسٹاپ جاری تھیں مگر اس نے دھیان نہ دیا۔

انا بی آج اسے کچن میں نظر نہ آئیں تو وہ بھاگ کر ان کے کمرے میں پہنچی وہ بے سدھ پڑیں تھیں۔

اسے کچھ بہت قیمتی کھو جانے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

اس نے انا بی کا چہرہ پکڑا تو وہ ایک جانب ڈھلک گیا۔وہ زور زور سے چیختی انھیں پکارنے لگی مگر کوئی جواب نہ ملا۔اس کی آہ و بکا سن کر سب ہمسائے بھاگے آئے۔ڈاکٹر کے چیک کرنے پر پتہ چلا وہ تو کافی دیر سے وفات پا چکی ہیں۔

جے ایک طرف دروازے سے چپک کر سہما ہوا سا سب کو دیکھ رہا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ کیا ہو رہا ہے؟

عنوہ کے گھر والوں کو اطلاع کر دی گئی تھی وہ سب یہاں موجود تھے۔کچھ خواتین کی اس کے کردار کو لے کر چہ مگوئیاں بھی جاری تھیں، کوئی تعریف کر رہا تھا اس کی تو کوئی برائی۔

لوگ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے نہ کسی کی خوشی کی پرواہ کرتے ہیں نہ غم کی۔لوگوں کو یہ شکایت تھی کہ وہ انا بی کو گھر اکیلے چھوڑ کر چلی جاتی تھی لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟

جے کو عنایہ سنبھال رہی تھی اس نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا وہ عنوہ کے پاس جانا چاہتا تھا مگر عنوہ کی طبیعت خراب تھی۔

حیات کاردار بھی آفس کے لوگوں کے ساتھ جنازے میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

اس کے بھائی(عباد) اور بھابھی تو اگلے دن ہی چلے گئے تھے مگر باقی سب اس کے ساتھ رکے تھے۔

وہ دو ہفتوں سے آفس بھی نہیں جا رہی تھی اس کے امی ابو نے بہت زور لگایا کہ وہ ان کے ساتھ چلے لیکن وہ نہیں مانی

آخر تنگ آ کر ابو نے اس کی امی اور تینوں بہنوں کو بھیج دیا اور خود وہیں رہ گئے۔

عنوہ سونے کے لیے آ کر لیٹی تو جے کو گم سم پایا۔

"جے! مومی کی جان کیا ہوا ہے؟"

اس نے جے کے بال بکھیرے۔

"انا تاں ایں مدے بوت یاد آ لئی ایں۔"

اس نے منہ بسورا۔

"وہ آپ کے بابا کے پاس چلی گئیں ہیں وہ انھیں مس کر رہیں تھیں۔"

اس نے جے کو پچکارا۔

"مومی مدے بی ان تے پاش دانا اے۔"

اس کی بات پر عنوہ نے دہل کر دیکھا۔

"نہیں میری جان پھر مومی اکیلی کیسے رہیں گیں؟"

اس کی نم آواز پر جے نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے گال پر رکھ لیا۔

"سولی (سوری) مومی! جے آپ تے شات لہے دا، ڈونٹ وری۔"

اس کے دلاسے پر عنوہ نے اسے گلے لگا لیا۔

اگلی صبح عنوہ نے ابو اور جے کو ناشتہ کروایا۔

ابو کسی کام سے باہر گئے تھے جب عباد تن فن کرتا آن پہنچا۔

یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے؟ جب کہا ہے واپس چلو تو کیوں نہیں جاتی؟ ایسا کونسا خزانہ دبا رکھا ہے "یہاں؟"

وہ آتے ہی پھٹ پڑا۔

"میری مرضی جو بھی کروں آپ کو اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔کوئی کنواری نو عمر دوشیزہ نہیں ہوں جو دوسروں کے حکم پر چلوں۔ویسے بھی الحمدللہ میرے والدین حیات ہیں تو براہِ مہربانی آپ اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ دیں۔"

وہ بھی بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑی۔

جے اپنے کھلونے چھوڑ کر بھاگا آیا تھا۔

"__تم"

عباد نے دانت پیسے اس نے پہلی بار اپنی کسی بہن کی آنکھوں میں بغاوت دیکھی تھی وہ تو ان پر اپنے فیصلے تھوپنے کا عادی تھا تبھی رہا نہ گیا۔

"چلو میرے ساتھ، دیکھتا ہوں کیسے رہتی ہو یہاں اب تم؟"

عباد اس کو بازو سے دبوچ کر کھینچتا ہوا دروازے تک لایا اور کنڈی کھولنے لگا۔

"_مومی"

جے سہم کر روتا ہوا اسے پکارنے لگا۔

وہ مسلسل اپنا بازو چھڑوانے کی جدوجہد کر رہی تھی مگر ایک توانا مرد کے سامنے اس کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

دروازہ کھلتے ہی دبا دبا سا غصے بھرا لہجہ انھیں چونکا گیا۔

عنوہ دنگ نظروں سے سامنے دیکھنے لگی۔

"کون ہو بھئی جو ایسے گھسے چلے آ رہے ہو پیچھے ہٹو؟"

وہ بدتمیزی سے غرایا جس پر عنوہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں برخوردار تم اپنی حد میں رہو تو بہتر ہو گا۔یہ کیا طریقہ ہے؟"

انھوں نے اس کے بازو دبوچنے کی طرف اشارہ کیا۔

"بات سنیں میری آپ پرائے پھڈے میں گھسنے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھیں۔اپنی دولت اور عمارت کا رعب کسی اور پر جھاڑیے گا۔بہن ہے یہ میری تو جیسے مرضی لے کر جاؤں اس کو۔"

عباد بدلحاظی سے بولا۔

"بھائی ہو تو بھائیوں کی طرح ہی ڈیل کرو یہ کیا جنگلی پن دکھا رہے ہو؟"

انھوں نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں پیچھے کھڑے جاوید صاحب بھی پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔

"سوری سر__ آپ ان کے منہ مت لگیں پلیز ان کی طرف سے میں آپ سے معذرت کرتی ہوں۔"

عنوہ شرمندگی سے بولی۔

اوہ تو باس ہے تمہارا شاباش بھئی__ میں بھی دیکھتا ہوں کون روکتا ہے مجھے؟ کسی کے باپ میں بھی "ہمت نہیں ہے۔

عباد استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"اپنے باپ کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟"

حاجی ثناء اللہ کی آواز پر وہ سب مڑے تھے جو ہاتھ میں خوبانی اور اخروٹ کے شاپر لیے کھڑے تھے۔

"ابو میں لینے آیا ہوں اس کو۔آپ بھی اس کی باتوں میں آ کر یہیں کے ہو کر رہ گئے ہیں لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔آپ چلیں ہم نے جو رشتہ دیکھا ہے وہاں اس کی شادی کر دیتے ہیں"

وہ اپنے والد کو دیکھتے ہی مطلب کی بات پر آیا۔

"تمھیں اور لوگوں کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ابھی اس کا باپ زندہ ہے تم جیسے آئے ہو ویسے ہی واپس لوٹ جاؤ۔"

وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولے۔

"__لیکن ابو"

وہ بے یقینی سے انھیں دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا دفع ہو جاؤ۔۔۔۔"

وہ غرائے۔

عباد پہلی بار سب کے سامنے ان سے اس عزت افزائی پر زرد رنگت لیے وہاں سے نکل گیا۔

"__ابو دان"

جے بھاگ کر روتے ہوئے ان کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

بس میرے بچے کچھ نہیں ہوا، عنوہ بیٹے یہ لے کر اندر جاؤ اور کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔ آئیں " آپ لوگ"_

وہ بیک وقت سب کو مخاطب کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔

"میں معذرت چاہتا ہوں آپ سے میرے بیٹے کے رویے کی دراصل یہ سب میری ڈھیل کا نتیجہ ہے میں دین کے کاموں میں لگا رہا اور اپنی دنیا سے لاتعلقی برتی میری لاپرواہی نے اسے گھر کا سربراہ بنا دیا۔وہ میری بیٹیوں کے ساتھ کیا کرتا ہے مجھے کچھ علم نہ ہو سکا یا جب علم ہوا بھی تو میں نے اگنور کر دیا۔"

وہ سر جھکا کر پشیمانی سے بولے، حیات کاردار کو ان میں اپنا آپ نظر آ رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں حاجی صاحب میں نے برا نہیں منایا۔آپ فکرمند نہ ہوں ٹھیک ہو جائے گا، سب والدین اپنی اولاد کے لیے اچھا ہی سوچتے ہیں آگے ان کی قسمت۔۔"

حیات کاردار سرد آہ بھرتے انھیں دلاسا دے گئے۔

ابھی ان کی بات چیت جاری تھی کہ جے نے دروازے سے اندر جھانکا۔

"ابو میں آ داؤں؟"

اس کی آواز پر سب دروازے کی طرف مڑے۔

"آؤ آؤ میرے بچے، جلدی سے آ کر مہمانوں سے ملو۔"

انھوں نے اسے بلایا تو وہ بلا جھجھک بھاگا آیا۔

"اسام لیکم (السلام علیکم)!

مائی نیم اد دانگیر دید (جہانگیر زید)

اول شب مدے دے تہتے ایں۔

(اور سب مجھے جے کہتے ہیں)

اس کے تعارف پر سب مسکرا دیے۔

"__اوہ سو کیوٹ! بیٹا ادھر آئیں میرے پاس"

حیات کاردار نے میٹھے لہجے میں اسے پکارا تو وہ ابو کی طرف دیکھنے لگا ان کے اشارہ پر جلدی سے ان کی گود میں جا بیٹھا۔

"میں نے سنا ہے آپ اسکول جانے لگے ہو اور کافی انٹیلیجنٹ بھی ہو؟"

حیات کاردار نے اس کا سر چوما۔

جانے کیوں انھیں اس بچے سے اپنائیت کا احساس ہو رہا تھا؟

دی میں فائیو کلاس میں او داؤں دا اب اور میں تھری ایئرز کا بی اوں پھر میں آلمی تیف بن داؤں "

"دا۔

اس نے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ ملا کر اپنی پوری زندگی کا نچوڑ تین جملوں میں ان کے سامنے پیش کر دیا تھا جس پر وہ مسکراہٹ دبا گئے۔

"ہمم زبردست__ آپ تو واقعی شارپ مائنڈڈ ہو۔"

انھوں نے توصیفی انداز میں کہا۔

"دی میں بوت سٹرانگ بی اوں جب گلی میں ڈوگی آ دائے تو اس تو بھگا دیتا اوں۔میں جب بڑا او داؤں دا اس چھت دتنا تو چم جیسی باڈی با لوں دا اور۔۔"

اس کی رام کہانیاں شروع ہو گئیں تھیں جبکہ اس کی باتیں دلچسپی سے سنتے حیات کاردار نہیں جانتے تھے کہ یہاں اتنے زور و شور سے ان کے نکھٹو بیٹے کا ہی ذکر ہو رہا تھا۔

عنوہ نے لنچ کا انتظام کر لیا تھا اور انھیں کھائے بنا نہیں آنے دیا تھا۔

میکائیل آفس میں بیٹھا بور ہو رہا تھا جب ولید اور حسن اندر داخل ہوئے۔

"ارے واہ! ہمارا شہزادہ تو باس بن گیا ہے۔"

حسن چہکتا ہوا کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"__ہاں بنا ڈگری کا باس"

ولید نے اسے چھیڑتے لب دانتوں میں دبا لیا۔

"ڈگری تو مل ہی جائے گی نہ بھی ملی تو جعلی بنوا لوں گا۔اگر ہمارے سیاستدان جعلی ڈگریوں کے ساتھ اسمبلی میں بیٹھ سکتے ہیں تو کیا میں اپنے باپ کا کاروبار نہیں چلا سکتا؟ بس تم لوگ اپنی خیر مناؤ جب اعلیٰ

اکیڈمک ریکارڈ کے ساتھ بھی نوکری نہ ملے تو میرے پاس آنا اپنے پیارے دوستوں کو پی اے تو رکھ ہی لوں گا۔"

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے انھیں جلا گیا۔

"__کمینے انسان پھر بھی پی اے ہی رکھے گا"

حسن نے دانت پیسے۔

"تو کیا اپنے باپ کی جگہ سی ای او بنا دوں، انھوں نے ابھی تک مجھے تو ڈائریکٹر بنایا نہیں۔"

میکائیل نے منہ بنایا۔

"یار بد دعا تو نہ دے ان شاءاللہ بابا کا خواب پورا کروں گا اور اے سی بنوں گا۔"

ولید کا تو دل ہی دہل گیا تھا۔

"آمین ثم آمین، میری دعا ہے یار تیری محنت رنگ لائے۔"

میکائیل نے صدق دل سے اسے دعا دی۔

"___اور میری"

حسن چیخا۔

"__تو نے بھی اگر کی ہے تو"

اس نے آنکھیں گھمائیں۔

تجھے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا ذلیل انسان__خود تو پڑھنا نہیں اور دوسروں کی محنت پر پانی پھیر "
"دیتا ہے۔

حسن نے اسے مارنے کے لیے پیپر ویٹ اٹھایا۔

شرافت سے رکھ اسے یہ تیری خالہ جی کا گھر نہیں ہے میرے باپ کا آفس ہے وہ تم لوگوں کو تو کچھ "
"نہیں کہیں گے مگر مجھے الٹا لٹکا دیں گے۔

اس نے حسن کو گھورا۔

"اچھا ہے نا تو بھی صرف ان کے ہی قابو آتا ہے۔"

حسن سر جھٹک کر کرسی پر بیٹھا۔

"بس کر دو یار ہر وقت جانوروں کی طرح لڑتے رہتے ہو کبھی تو انسانوں والا رویہ اپنا لیا کرو۔"

ولید جھنجھلایا۔

"ہاں تم ہو نہ "دی گریٹ ہیومن بینگ" ہم جانور ہی بھلے ہیں۔"

وہ اور حسن ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دیے۔

ولید نے انھیں زبردست گھوری سے نوازا کیونکہ وہ دونوں اس کی کھنچائی کے لیے ہمیشہ ساتھ مل جاتے تھے۔

واپسی پر حیات کاردار چپ چپ سے تھے یہ جاوید صاحب نے بھی نوٹ کیا تھا مگر اس وقت انھوں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

حاجی ثناء اللہ نے انھیں عنوہ کے لیے یہیں کوئی اچھا رشتہ دیکھنے کا کہا تھا کوئی ایسا شخص جو ان کے نواسے کو بھی محبت دے۔

"میں اور حاجی صاحب ایک ہی جگہ کھڑے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو بے جا آزادی دی اور میں نے بے تحاشا پابندیاں عائد کیں اور ہم دونوں نے ہی اپنے بیٹوں کو کھو دیا۔"

لامحدود سوچیں ان کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔

"والدین کو نہ صرف اولاد کے لیے خوراک، رہائش اور اچھی تعلیم فراہم کرنی چاہیے بلکہ یہ وہی ہیں جو انھیں اچھے یا برے انسان بناتے ہیں۔"

ان کے دماغ میں بے ساختہ کہیں پڑھا ہوا جملہ گونجا تو وہ تھک کر اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئے۔

گھر آتے ہی وہ فریش ہو کر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے۔وہ جو فیصلہ کرنے والے تھے اس کے لیے سوچ بچار ضروری تھی۔

شام کو انھوں نے دونوں ماں بیٹے کو اپنے بیڈروم میں بلا لیا۔

تم آفس بھی جانے لگے ہو اور پڑھائی بھی ختم ہونے والی ہے تو اب میں تمہاری شادی کرنا چاہتا " ہوں۔"

انھوں نے ہنکارا بھرتے ہوئے جو بات کی وہ ان دونوں کو شاکڈ کر گئی۔

"شادی__یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے اچانک کہاں سے خیال آ گیا اس کی شادی کا؟"

شرمین حیرت سے بولیں۔

"اچانک نہیں بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے میں نے، شادی کرنی ہی ہے اس کی تو ابھی کیوں نہیں؟"

انھوں نے سخت لہجہ اپنایا۔

"شادی میری ہے تو اس کا فیصلہ بھی میرا ہی ہو گا آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔میں آپ کی پہلی نوازش ہی نہیں بھولا تو مجھے مزید اپنے آپ سے بدگمان نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔میرا ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔"

وہ مٹھیاں بھینچے بمشکل متوازن لہجے میں بولتا پاؤں پٹخ کر پیدل ہی باہر سڑک پر نکل گیا۔

حیات کاردار پیچھے دیکھتے رہ گئے۔

"آپ اس پر دباؤ مت ڈالیے گا پلیززز، پہلے ہی میں بہت مشکل سے اس کا دل آپ کے لیے صاف کر پائی ہوں مزید خلش مت پیدا کریں۔"

شرمین کے نم لہجے پر وہ لب بھینچ گئے۔

اب وہ دوبارہ اسے مزید کچھ بھی کہنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔انھوں نے تو سوچا تھا عنوہ کو وہ اپنے گھر کی بہو بنا لیں گے۔ایسی بہادر بچی اور اس کا یتیم بیٹا جو مشکلات جھیل رہے تھے وہ ختم ہو جائیں گیں۔

__مگر

آج وہ جے کے ساتھ حارث زید کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے آئی تھی۔جے کو اس کے بابا سے ملواتی وہ واپسی کے لیے مڑی۔

وہ جہانگیر کا ہاتھ پکڑے تیز تیز آگے بڑھ رہی تھی۔اسے موسم کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے تبھی ہوا کے دوش سے اڑتے دوپٹے کو ایک ہاتھ سے سر پر جمانے کی کوشش کرتی وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

"مومی! یاں سے تلیں میں دمپ تلوں دا۔"

(ممی! یہاں سے چلیں میں جمپ کروں گا)

جہانگیر نے تھوڑی اونچی ڈھلوان دیکھتے وہاں اشارہ کیا۔

"جے__جلدی سے چلو بارش ہو جائے گی۔"

وہ خفگی سے بولی۔

"مومی__! پلیج تلیں نا جشٹ ون منت۔"

(پلیز چلیں نا صرف ایک منٹ)

اس کے کیوٹ سا منہ بنا کر التجا کرنے پر عنوہ ہنس دی۔

"اوکے بابا__! جلدی سے آؤ۔"

اس نے جہانگیر کو اس ڈھلوان پر کھڑا کر دیا اور سہارے کے لیے ہاتھ پکڑے رکھا۔

جہانگیر نے چھلانگ لگائی اور کھکھلا اٹھا اس کی خوشی دیکھتی وہ بھی تالیاں بجانے لگی تبھی تیز ہوا کے جھونکے سے اس کے چہرے پر دوپٹا آ گیا۔اس سے پہلے کہ وہ دوپٹے کا پلو ہٹاتی مانوس سی آواز پر ٹھٹھک گئی۔

"جے__! واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔آپ یہاں کیا رہے ہو؟"

وہ پرجوشی سے بولتا اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

"چم (دوست) دے اپنی مومی کے تات اے۔"

(دوست! جے اپنی ممی کے ساتھ ہے)

جہانگیر نے کھکھلاتے ہوئے اپنی چھوٹی سی انگلی سے اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا جس پر وہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوا جو اپنے چہرے سے دوپٹا ہٹائے بے یقین سی تھی۔

"__تم"

وہ دونوں ہی غصے سے لال بھبھوکا چہرہ لیے چیخ پڑے۔

"یہ تمہارا بیٹا ہے؟"

میکائیل نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تو آپ کو کیا لگتا ہے یہ مذاق سے مومی کہہ رہا ہے مجھے۔"

عنوہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"چم! دے نے آپ تو بوت مس تیا۔"

جے کی آواز پر وہ اس کی جانب مڑا۔

"اوو مائی کیوٹو میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا روزانہ پارک میں تمھیں ڈھونڈنے جاتا تھا۔"

وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا۔

"__اوہ تو وہ دوست آپ جناب ہیں۔مجھے لگا کوئی بچہ ہو گا لیکن"

وہ بے یقینی کی کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔

"مومی_یہ کیل کار ایں۔"

جے کو لگا شاید وہ بھول گئیں ہیں۔

"اچھے بھلے میکائیل کاردار کو 'کیل کار' بنا دیا ہے۔"

وہ اپنے نام کی بے حرمتی پر ہنس دیا۔

"خیر جو بھی تھا لیکن اب آپ میرے بیٹے سے دور رہیں تو بہتر ہو گا۔"

وہ جے کو پیچھے کرتے ہوئے اسے وارن کر گئی۔

"_مومی"

جے منمنایا۔

"___نووووو جے"

اس نے ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔

"__اوتے شولی"

(_اوکے سوری)

جے نے منہ بسورا۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں محترمہ میں باس ہوں آپ کا۔"

میکائیل نے اسے ڈرانا چاہا۔

"جی بالکل وہ بھی صرف آفس میں اس کے باہر ہمارا باس اور ورکر کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور ہم اجنبی بن جاتے ہیں ایک دوسرے کے لیے۔"

وہ استہزائیہ مسکراتی ہوئی جے کی انگلی پکڑے مڑی۔

جے نے جاتے جاتے منہ بنا کر اسے پلٹ کر دیکھا تو وہ وہیں کھڑا کھڑا اس کی طرف آنکھ دبا گیا۔

جے نا سمجھی سے اسے دیکھتا کھکھلایا۔

"__اونہوں"

عنوہ کے ٹوکنے پر جے شریف بنتا سیدھا چل پڑا۔

میکائیل کاردار ہنستا ہوا پلٹ گیا۔

اب اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا؟

-

وہ گھر آیا تو شرمین ٹیبل پر کھانا لگوا رہی تھیں۔

وہ انھیں دیکھتا وہیں چلا گیا۔

"مما! ڈیڈ کو کہیں میں شادی کے لیے تیار ہوں۔"

اس نے ان کے سر پر دھماکہ کیا۔

"ہائیں___یہ اچانک سے، کہیں دماغ پر اثر تو نہیں ہو گیا؟"

وہ اچھنبے سے بولیں۔

نہیں مما وہ ٹھیک کہہ رہے تھے شادی کبھی نہ کبھی تو کرنی ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟"

"لیکن آپ ان کو بتا دیں لڑکی میری پسند کی ہو گی۔

وہ سیٹی بجاتا ہوا پلٹ گیا جبکہ شرمین ساکت کھڑی رہ گئیں۔

وہ جلدی سے حیات کاردار کے پاس گئیں اور انھیں ساری بات کہہ سنائی۔

وہ حیران رہ گئے انھیں ڈر تھا کہیں ان کی ضد میں وہ کسی غلط لڑکی کا انتخاب نہ کر لے تبھی انھوں نے اسے طلب کر لیا۔

وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اس وقت عجلت میں حیات کاردار اس کی یہ بدتمیزی بھی نظر انداز کر گئے۔

"کون ہے وہ لڑکی؟؟؟؟؟؟؟"

وہ دل و جان سے اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"امم__آپ اچھی طرح جانتے ہیں اسے انفیکٹ آپ کی تو فیورٹ ہے وہ۔"

اس نے مسکراہٹ دبائے ان کے تجسس میں اضافہ کیا۔

"میری فیورٹ__رئیلی؟"

وہ مشکوک ہوئے کیونکہ انھیں اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں تھی۔

شرمین خاموش تماشائی بنی کھڑیں تھیں۔

"___وہ"

اس نے رک کر دونوں کو دیکھا۔

"اب بک بھی دو۔"

حیات کاردار زیادہ دیر اس کے نخرے برداشت نہیں کر پائے تھے تبھی غرائے۔

"وہ عنوہ ثناء اللہ ہیں آپ کی سیکرٹری۔"

اس نے دونوں کو شاکڈ کر دیا۔

شرمین تو ہوش میں آتے ہی اس سے بازپرس کرنے لگیں تھیں جبکہ حیات کاردار ساکت بیٹھے تھے ان کے من میں تو خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے۔

دلی مرادیں اس طرح بھی پوری ہو سکتیں ہیں بنا کچھ کہے اور اشارہ دیے۔

"تم پسند کرتے ہو اسے؟"

انھوں نے خود کے تاثرات پر قابو پاتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کسے؟"

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ہائیں ارے بھئی میں عنوہ کی بات کر رہا ہوں۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولے۔

"اوہ اچھا__پتا نہیں۔"

اس نے سر کھجایا۔

"تو پھر شادی کیوں کرنی ہے اس سے؟"

وہ حیرانی سے پوچھنے لگے۔

"اس کے بیٹے کے لیے__بڑی اکڑ رہی تھی ہاتھ بھی لگایا تو دیکھنا، ہونہہ۔"

وہ بڑبڑایا۔

"کیا منہ ہی منہ میں بول رہے کھل کر کہو۔"

وہ گرجے۔

آں میں کہہ رہا تھا شادی کسی نہ کسی سے تو کرنی ہی ہے تو کیوں نہ آپ کی فیورٹ لڑکی سے ہی کر لی "جائے۔"

اس نے بتیسی دکھائی۔

حیات کاردار تو آج اس کے تیور دیکھ کر ہی حیران ہو رہے تھے کہاں ان کی ایک نہ سننے والا اور اب ان کے آگے بچھا بچھا جا رہا تھا۔

ہو نہ ہو کچھ گڑبڑ ضرور تھی۔

شرمین بھی ہکا بکا کھڑیں تھیں۔

"بیٹے! جانتے بھی ہو وہ بیوہ ہے اور اس کا ایک بیٹا ہے؟"

شرمین نے اسے حقیقت سے روشناس کروانا چاہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں مما اگر وہ بیوہ ہے اور ایک بیٹے کی ماں ہے تو اس کا کیا مطلب ہوا؟

کیا اسے زندگی جینے کا حق نہیں ہے یا اس سب وہ قصوروار ہے؟ پلیز مما ان دقیانوسی خیالات سے باہر نکل آئیں اور اسلام کے مطابق سوچیں۔

مجھے سمجھ نہیں آتی ہم ہر چیز میں مذہب کو لے آتے ہیں تو یہاں ہم کیوں مذہب کے مطابق نہیں سوچتے؟ میرا فیصلہ اٹل ہے شادی کروں گا تو صرف اسی سے ورنہ نہیں۔۔"

وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتا وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ ان دونوں پر سوچوں کے نئے در وا کر گیا۔وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا لاپرواہ سا بیٹا اتنا گہرا ہو گا۔

وہ کچن میں حق دق کھڑی تھی۔اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا ایسے اچانک سے حیات کاردار کا اپنی بیوی کے ساتھ آنا اور ان کی بیوی کا اس کے صدقے واری جانا۔اگر انا بی کے افسوس کے لیے آتیں تو وہ اس کو یوں خود سے لپٹا کر پیار نہ کرتی رہتیں۔

ابھی دو دن پہلے ہی تو حیات کاردار ہو کر گئے تھے ان کے گھر سے اس دن جو کچھ ہوا اس وجہ سے وہ شرمندہ بھی تھی ان سے۔

اب اسے ساری صورتحال مشکوک لگ رہی تھی اور ان کے جاتے ہی اس کے تمام خدشات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔

حاجی ثناء اللہ نے جب اسے میکائیل کاردار کے رشتے کے بارے میں بتایا تو کافی دیر تک تو وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔

لیکن ابو وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ آپ___ آپ نے اسی وقت انھیں منع کیوں نہیں کر دیا "تھا؟"

بمشکل ضبط کے اس کی آواز اونچی ہو گئی۔

بیٹے_ میں کیوں منع کرتا؟؟؟"

اتنا اچھا رشتہ خود چل کر ہمارے گھر آیا ہے تو میں کفرانِ نعمت کیوں کروں اور وہ جہانگیر کو بھی بیٹا بنانے کے لیے تیار ہیں۔"

انھوں نے شائستگی سے جواب دیا۔

"یہی تو ابو__ وہ ایسے کیوں کریں گے بلکہ کوئی بھی ایسا کیوں کرے گا آج کے دور میں کوئی غریب اپنے بیٹے کے لیے کسی بیوہ کو نہیں بیاہتا مگر یہ تو امیر کبیر لوگ ہیں جو اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے میرا رشتہ لائیں ہیں، کیا ابو آپ بھی بہت بھولے ہیں وہ ضرور آپ سے مذاق کر گئے ہیں؟"

وہ استہزائیہ ہنس دی جس پر حاجی صاحب نے تاسف سے سر جھٹکا۔

بیٹا لوگ بدلے ہیں، معاشرہ بدلا ہے مگر اللہ تعالیٰ تو وہی ہے نا__؟"

وہ جس کے دل میں چاہے اچھائی ڈال دے اس کے 'کن' کہنے کی دیر ہے سب کچھ پل میں سنبھل جاتا ہے۔"

ان کے دھیمے لہجے پر وہ لاجواب ہو کر رہ گئی۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے وہ، اللہ تو وہی ہے۔۔۔!

اس کو ساکت دیکھ کر وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے اٹھ گئے۔وہ اب اس کی امی اور بہنوں کو بلانا چاہتے تھے جتنے اچھے طریقے سے وہ اسے قائل کر سکتیں تھیں ویسے وہ کھل کر اس سے بات نہیں کر سکتے تھے۔

"ابو آپ لوگ کیوں نہیں سمجھتے میں_حارث کی جگہ کیسے کسی اور کو دے سکتی ہوں؟"

اس کی نم آواز پر وہ جاتے جاتے رکے۔

"میں جانتا ہوں میری بچی یہ آسان نہیں ہے لیکن جانے والوں کے ساتھ زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔تم ایک شہید کی بیوہ ہو یہ اعزاز کم نہیں ہے تمہارے لیے مگر میں مجبور ہوں اگر عباد نامی تلوار نہ لٹک رہی ہوتی تمہارے سر پر تو بخدا میں کبھی بھی تمہیں دوسری شادی کا نہ کہتا۔آج کے دور میں اکیلی عورت کو دنیا سکون سے جینے نہیں دیتی اس لیے میں نہیں چاہتا میرے بعد تمہیں یہ دنیا ٹھوکروں میں لے۔"

وہ بمشکل اپنی بات مکمل کرتے نکل گئے۔

پیچھے وہ انھیں دیکھتی رہ گئی۔

"یار تو بڑی کوئی توپ چیز ہے اس بچے کے لیے شادی کر رہا ہے تا کہ اپنا رعب جما سکے۔اف__ایسے گھٹیا پلانز تیرے زرخیز دماغ میں ہی سما سکتے ہیں۔"

حسن کے کھلے عام اظہار کرنے پر وہ محض گھور کر رہ گیا کیونکہ وہ لوگ اس وقت یونیورسٹی میں سیمینار اٹینڈ کر رہے تھے۔

"ویسے یہ بہت غلط بات ہے وہ ایک بیوہ ہے کیا کچھ نہیں سہا ہو گا اس نے؟ اگر تو نیکی کا کام کر ہی رہا ہے تو دل سے کر تا کہ ثواب بھی ملے۔مجھے تجھ سے یہ توقع نہیں تھی۔"

حساس دل ولید فوراً سے پیشتر اعتراض اٹھا گیا۔

"توبہ توبہ، تم لوگوں کو میں آدم خور نظر آتا ہوں یا پھر کوئی حیوان جو اس کی زندگی حرام کر دے گا۔ مجھے تو لگتا ہے تم لوگ نائٹ میئرز بھی میرے ہی دیکھتے ہو گے بلکہ تمہارے بچے ہوتے تو تم انھیں سلانے کے لیے بھی میرا ہی نام لے کر ڈراتے۔"

وہ تو گویا پھٹ پڑا تھا اور اس کی آواز قدرے اونچی ہو گئی تھی تبھی پاس سے گزرتے سر وجاہت بھی وہیں آ گئے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟؟"

ان کی سخت آواز پر وہ تینوں لب بھینچے ان کی طرف مڑے۔

"ارے واہ! دیکھیے جناب سب لوگ ان کے رخ روشن کا دیدار کر لیں، آخر ہمیں یہ موقع بھی کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔بڑے باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں ہم جیسے غریبوں کو کہاں منہ لگاتی ہیں۔"

وہ اس کی شکل کو دیکھتے ہی نان اسٹاپ شروع ہو گئے جس پر وہ بیزاری سے جمائیاں لیتا رہا جیسے ان کی بات میں ذرا برابر دلچسپی نہ ہو۔

وہ اسے بکتے جھکتے چلے گئے جس کو اس کا باپ نہ سدھار سکا وہ کیا کر سکتے تھے؟

"یار اس پروفیسر کو بار بار اپنے آپ کو غریب کہنے سے کیا مل جاتا ہے؟ اچھی خاصی موٹی رقم ہر ماہ تنخواہ میں ملتی ہے اس کو پھر بھی لے دے کر میرے باپ کے ٹرانسپورٹ کے بزنس پر اس کی نگاہیں آ ٹھہرتی ہیں۔"

وہ ان کے جانے کے بعد جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگا جس پر ساری کلاس ہنس دی۔

یار تم بھی تو آج سیمینار والے دن شکل دکھا رہے ہو جب ریگولر کلاسز ہوں تب تو آتے نہیں یہی چیز " "تو انھیں طیش دلا گئی۔

اس کے کلاس فیلو احمد نے کہا۔

ہاں پہلے تو جیسے پھول جھڑتے ہیں نا ان کے منہ سے میرے لیے، ہونہہ۔"

"ویسے بھی میں تو پوری ایمانداری سے کلاس لینے آیا تھا مجھے کیا پتا تھا آج سیمینار ہے؟

اس کی معصومیت پر ولید نے زیر لب استغفار پڑھا کیونکہ کل رات ہی تو اس نے میکائیل کو بتایا تھا کہ آج اکنامک کوریڈور کے بارے میں سیمینار ہے۔

وہ ولید کے دیکھنے پر ایک آنکھ دبا گیا اور ولید کے سرخ پڑتے ہی قہقہ لگا اٹھا۔

ولید اسے زیر لب کوس کر رہ گیا۔

"اپیا! ابو ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اکیلی جے کے ساتھ کب تک رہیں گیں؟ بھائی نے گھر میں اودھم مچا رکھا ہے جیسے ہی موقع ملا وہ آپ کو لے جائیں گے اور پھر زبردستی شادی بھی کروا دیں گے۔"

زویا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"جے کو بھی بابا کی ضرورت ہے اپیا وہ ابھی سے محسوس کرتا ہے جب بڑا ہو گا تو لوگ اسے اور زیادہ احساس دلانے لگیں گے۔اس کے معصوم ذہن کا ہی سوچ لیں۔اب تو وہ اسکول جانے لگا ہے وہاں بچوں کو اپنے بابا کے ساتھ دیکھے گا تو اس کے اندر احساس محرومی جنم لے گا۔"

اس بار مایا بولی تھی۔

وہ دونوں آتے ہی اسے سمجھانے میں لگیں تھیں جبکہ عنایہ جے کو لے کر جھولے پر بیٹھی تھی۔

"اپیا میں جانتی ہوں آپ کے لیے آسان نہیں ہے حارث بھائی کی جگہ کسی اور کو دینا مگر وہ بھی ایسا ہر گز نہیں چاہیں گے کہ آپ یوں اپنی زندگی ضائع کریں۔آپ کو ایک اچھے ہمسفر کی ضرورت ہے اور دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو نواز رہا ہے۔آپ خود ہی تو کہتی ہیں آپ کے باس بہت اچھے ہیں تو ان کا بیٹا بھی ویسا ہی ہو گا۔"

زویا کی بات پر اس نے مٹھیاں بھینچ لیں وہ کتنا اچھا تھا یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا؟

دیکھیں اپیا کیسے خوش لگ رہا ہے ہمارا پرنس،"

اسے رشتوں کی ضرورت ہے اپیا وہ اکیلا ویسے گرو نہیں کرے گا جیسے محبت کرنے والے رشتوں میں "اسے تحفظ اور اپنے پن کا احساس ہو گا۔

مایا نے اس کی توجہ جھولے میں بیٹھے جے کی طرف دلائی جو بات بے بات چہک رہا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر سچی خوشی کے رنگ دیکھ سکتی تھی۔

وہ کرسی پر ساکت بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔اس کا دماغ مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا تبھی اپنی گود میں وزن محسوس کرتے وہ چونکی جیسے ہی نظر پڑی تو ہنس دی۔اس کی ساری کثافت دھل گئی تھی۔

جہانگیر سارے کھلونے اس کی گود میں رکھ رہا تھا اتنا ڈھیر لگ گیا تھا کہ ایک چیز رکھنے پر دوسری گر جاتی دوسری رکھتا تو تیسری گر جاتی۔

"مومی! کھالہ(خالہ) کو بولیں مدے سپائیڈر مین بائیں پھر میں اڑ کر شام کو کک مالوں دا۔"

جے کے جمپ کر کے بتانے پر وہ حیران رہ گئی۔

"میری جان! احتشام تو آپ کا دوست ہے نا__دوست کو ایسے نہیں مارتے۔"

اس نے پیار سے پچکارا۔

نو__اب میں نے اش تو فلینڈ نئیں بانا وہ بید بوائے اے۔"

(نہیں_اب میں نے اسے دوست نہیں بنانا وہ برا لڑکا ہے)

وہ دانت پیستے ہوئے بولا جیسے احتشام کو کچا چبا جائے گا۔

"لیکن ہوا کیا ہے اتنے غصے کی وجہ؟"

عنوہ کے پوچھنے پر وہ اس کی گود سے کھلونے نیچے پھینک کر خود چڑھ کر بیٹھ گیا۔اسے اپنی بات سنانے کے لیے پوری توجہ چاہیے ہوتی تھی تبھی اپنا ایک ننھا سا ہاتھ اس کے گال پر رکھا۔

"مومی_دیکیں دے کے پاش بوت شارے ٹوائز ایں دے کی مومی نے لے تر دیے ایں پر شام تہتا اے مومی نئیں بابا لے تر دیتے ایں ٹوائز۔

وہ اپنے بابا تے شات داتا اے لیتن وہ تہتا اے دے تے پاش تو بابا ای نئیں ایں۔۔"

اپنی بات کرتے کرتے جیسے ہی اس کی نظر عنوہ کی نم آنکھوں پر پڑی تو وہ سہم گیا۔

"مومی__لوئیں مت شولی،"

"دے کی مومی بوت اچی ایں۔

وہ اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولا۔

"جے میری جان دوسروں کی باتیں مت سنا کرو، اچھے بچوں کو دوست بنایا کرو جو آپ کی ہیلپ کریں، اوکے۔"

اس نے جے کے گال چوم کر کہا۔

"اوتے__اش لیے میں نے شام توکک تر دیا۔"

وہ پرجوشی سے بولتا عنوہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"چلو بہت رات ہو گئی ہے اب سوتے ہیں ہم۔"

عنوہ اسے گود میں لیے بیڈ پر لٹا کر خود اس کے لیے دودھ لینے چلی گئی جب وہ واپس آئی تو وہ بیڈ کی طرف رخ کیے خود سے ہی باتوں میں مصروف تھا۔

"میں بی بابا تے پاش تلا داتا لیتن میں مومی تو بی نی شوڑ ستا وہ لوئیں دی پھر۔۔۔۔"

اس کی بڑبڑاہٹ سنتی عنوہ کا دل دہل گیا۔۔

زویا ٹھیک کہہ رہی تھی وہ کتنی بھی کوششیں کر لے مگر لوگ اس کے اندر احساس محرومی لازمی پیدا کر دیں گے اس کا اثر اس کے بچے کی شخصیت پر پڑنا تھا اور وہ یہ سب ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

میکائیل رات کے دوسرے پہر جم میں موجود اضطرابی کیفیت میں بال بار بار اچھال رہا تھا۔

اس نے ہر کسی کی باتوں کو مذاق میں اڑا دیا تھا مگر اب وہ سنجیدگی سے ہر بات پر غور کر رہا تھا۔

"کیا وہ محض بچے کے لیے شادی کرے گا؟"

اس کے خود کے پاس بھی اس بات کا جواب نہیں تھا۔

اس کے ذہن میں عنوہ کا سراپا لہرایا دبلی پتلی شفاف رنگت والی وہ لڑکی کافی حد تک پرکشش شخصیت رکھتی تھی ہر وقت سلیقے سے دوپٹہ لپیٹے رکھنا اسے مزید باوقار بناتا تھا۔

ویسے بھی وہ خوش تھا کہ ڈیڈی کے سوچے ہوئے رشتے سے ہٹ کر ہی لڑکی پسند کی تھی اس نے، ڈیڈ نے ضرور کسی بزنس پارٹنر کی بیٹی ہی منتخب کر رکھی ہو گی۔

وہ ابھی مزید غور فرماتا تبھی اس کی مما اندر داخل ہوئیں۔

"میکائیل بیٹا! آپ ابھی تک جاگ رہے ہو؟"

انھوں نے خفگی سے پوچھا۔

"جی_ آپ بھی تو جاگ رہی ہیں؟"

اس نے ان کے پریشان چہرے کو دیکھا جو اسے ڈنر کے وقت سے ہی بجھا بجھا لگ رہا تھا۔

"ہاں بس ایسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔"

وہ بوکھلا گئیں۔

اب مجھ سے بھی چھپائیں گی؟"

"کیا ڈیڈ نے کچھ کہا ہے؟

اس کے جبڑے بھنچے۔

"ارے نہیں نہیں__وہ تمہاری خالہ کا فون آیا تھا آج۔۔۔۔۔"

انھوں نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"___تو"

اس نے حیرت سے پوچھا کیونکہ نرمین خالہ کا فون تو روز ہی آتا تھا۔

"وہ۔۔۔۔وہ تمہارے رشتے پر غصہ تھی وہ چاہتی ہے تمہاری اور سنبل کی شادی۔۔۔۔۔"

ان کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"پلیز مما فار گاڈ سیک_آپ کو لگتا ہے میں اس پاپا کی پری سے شادی کروں گا جس کی زبان پر ہر وقت برینڈز کے نام رہتے ہیں جسے بس ہر وقت گھومنے پھرنے کا شوق ہے۔وہ یہاں ایک دن کے لیے آ جائے تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے اور آپ چاہتی ہیں شادی_نو نیور۔"

وہ تو گویا پھٹ ہی پڑا تھا۔

"کول ڈاؤن بیٹا میں اسے خود دیکھ لوں گی تم پریشان نہ ہو اور جا کر سو جاؤ۔"

وہ اسے رام کرتیں پلٹ گئیں۔

وہ پھر سے اپنے مشغلے میں گم ہو گیا سونا تو اسے اپنی مرضی سے ہی تھا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو گھر میں بھونچال آیا ہوا تھا وہ جلدی سے جے کے اوپر کمفرٹر درست کرتی چپکے سے باہر نکل آئی۔

سامنے کا منظر اسے بوکھلانے کے لیے کافی تھا جہاں عباد اور ابو آمنے سامنے کھڑے تھے جبکہ امی اور اس کی بہنیں رونے میں مصروف تھیں۔

وہ عجلت میں آگے بڑھی تو عباد کی اس پر نظر پڑ گئی۔

"لیں آ گئی آپ کی شہزادی جو ہمارے گلے کا عذاب بنی ہوئی ہے۔"

وہ استہزائیہ انداز میں بولا تو عنوہ لب بھینچ گئی۔

"_خبردار جو بکواس کی تو میرے سامنے"

حاجی ثناء اللہ دھاڑے تھے۔

لوگ پاگل ہوتے ہیں جو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگتے ہیں میرا تو ایک ہی وبال "جان بنا ہوا ہے۔

وہ مزید بولے تھے۔

"آپ اس کی وجہ سے ایسا بول رہے ہیں یہی ہے فساد کی جڑ، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔سب لوگ ہم پر تھو تھو کر رہے ہیں اور یہ آرام سے کھڑی ہے یہاں۔"

وہ جیسے ہی طیش میں آگے بڑھنے لگا ابو نے اسے روک لیا وہیں اس کی ماں بہنیں بھی آگے آئیں۔

عنوہ کو پہلے پہل تو کچھ سمجھ نہ آیا کیا کرے کیونکہ وہ کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا پھر جلدی سے کچن کی طرف بھاگی اور چاقو اٹھا لائی۔

"خبردار اگر آگے آئے تو میرے گھر میں کھڑے ہو کر مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہیں یعنی ایک شہید فوجی جوان کی بیوہ کو، جانتے ہیں یہاں کے لوگ میری کتنی عزت کرتے ہیں؟ میرے ایک اشارے پر آپ کو مسل کر رکھ دیں گے۔میں صرف ابو کا لحاظ کر رہی ہوں ورنہ آپ جیسا بھائی کسی دشمن کو بھی نہ دے اللہ تعالیٰ جسے اپنی بیوہ بہن کا ہی خیال نہیں، ہونہہ۔"

اس کی پھنکار پر عباد تو عباد باقی سب بھی بھونچکا رہ گئے یہ ان کی دبو سی عنوہ تو نہیں تھی وہ صنف نازک کی بجائے صنف آہن لگ رہی تھی۔

"_مومی"

جے کی سہمی ہوئی آواز پر وہ پیچھے مڑی تھی اس نے جلدی سے چاقو چھپایا۔

"جے_مومی کی جان جلدی سے میرا فون اٹھا کر لاؤ۔"

اس نے خود کے تاثرات پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"مومی آپ لوئیں تو نئیں۔۔۔"

جے کے کہنے پر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو پتا چلا اس کے آنسو زاروقطار بہہ رہے تھے۔

میں نہیں رو رہی میری جان، آپ جاؤ اور جا کر میرا فون لاؤ ہم برگیڈیئر انکل سے بات کریں گے۔"

اس نے حارث کے دوست ذیشان کا نام لیا جو آرمی میں برگیڈیئر تھا اور وقتاً فوقتاً ان کی خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔

جے اندر گیا تو وہ دوبارہ ان کی طرف پلٹی۔

"اگر اپنی عزت نفس پیاری ہے تو شرافت سے یہاں سے چلے جائیں ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ آپ میرے کچھ لگتے بھی ہیں۔"

اس کے دو ٹوک لہجے پر وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"میری بھی سنتے جاؤ، میں جب واپس لوٹوں تو تم مجھے گھر میں نظر نہ آؤ۔تمہارا جتنا بھی زمینوں میں حصہ بنتا ہے میں خود تمہیں کاغذات بھجوا دوں گا۔میری بیٹیاں میری زمہ داری ہیں میں خود کر لوں گا جو ان کے حق میں بہتر ہو گا۔"

حاجی ثناء اللہ کی بات پر وہ بے یقینی سے امی کی طرف مڑا جو نم شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔

وہ لب بھینچے باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی عنوہ چاقو پھینکتے ہوئے ابو کی طرف بڑھی تھی جو لڑکھڑائے تھے۔

"ابو__ کیا ہوا ہے آپ کو؟"

اس نے جلدی سے انھیں تھاما۔

"میں ٹھیک ہوں میری بچی بلکہ خوش ہوں میری بچی خود کی حفاظت اچھی طرح کر سکتی ہے۔"

انھوں نے سرد آہ بھرتے ہوئے اس کا سر تھپکا۔

"__ابو"

وہ رونے لگی تھی آج وہ حقیقتاً خوف زدہ ہو گئی تھی۔اس کا بھائی اتنی گر سکتا تھا تو باقی دنیا کونسا اس کی سگی تھی؟

"ان کو بھی سکھاؤ گی یہ بہادری کے اسباق؟"

ان کے مسکرا کر اپنی تینوں چھوٹی بیٹیوں کی طرف اشارہ کرنے پر وہ نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلاتی سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"_دی_میں تو تیک اوں بش مومی لوئی ایں وہ بید انتل آ داتے ایں پھر وہ"

جے فون پر گفتگو کرتا باہر آیا تھا جس پر سب حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔

عنوہ نے تو محض ڈرانے کے لیے کہا تھا مگر اسے کیا معلوم تھا اس کا بیٹا سچ میں نمبر ملانا جانتا ہے؟

اس نے بہت مشکل سے بریگیڈیئر ذیشان کا دھیان بٹایا ورنہ اسے کچھ کھٹک رہا تھا۔

اگلے دن دروازہ بجا تو حاجی ثناء اللہ نے کھولا سامنے ہی بلیک جینز اور گرے ٹی شرٹ پہنے ایک خوبرو سا نوجوان کھڑا تھا۔

"السلام علیکم انکل! یقیناً آپ نے مجھے نہیں پہچانا ہو گا؟"

اس کی مسکراہٹ پر انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہم پہلے بار ہی مل رہے ہیں تو میں اپنا تعارف کروا دیتا ہوں مجھے 'میکائیل کاردار' کہتے ہیں۔"

وہ عاجزانہ جھک کر سلام کرنے لگا۔

"اوہ بیٹے آپ ہو میکائیل! ماشاءاللہ ماشاءاللہ آؤ آؤ اندر تشریف لاؤ۔"

حاجی ثناء اللہ اس سے پرجوش لہجے میں دعوت دے گئے اور یہی تو وہ چاہتا تھا تبھی بے دھڑک اندر داخل ہوا۔

آج عنوہ آفس گئی تھی وہاں اس کی موجودگی کا یقین کرتے وہ اس کے والدین کو متاثر کرنے آن پہنچا مگر سامنے کمرے سے نکلتے جے پر نظر پڑتے ہی اسے زبردست سرپرائز ملا یعنی وہ بھی اسکول نہیں گیا تھا۔

"چم__ آپ آ دئے۔"

جے کھکھلا کر بھاگتا ہوا آیا تو اس نے جھک کر بانہیں وا کرتے اسے خود میں سمو لیا۔

"ارے__ جانتا ہے یہ آپ کو؟"

حاجی ثناء اللہ نے حیرت سے پوچھا۔

"جی انکل! ہم پارک میں ملتے رہے ہیں اور بہت اچھے دوست بھی ہیں، کیوں کیوٹو؟"

اس کے پوچھنے پر جے نے فوراً تائید کی۔

"دی ابو! یہ چم ایں میلے، ان تا نام 'کیل کار' اے۔"

اس کے تعارف پر میکائیل کے ساتھ ساتھ حاجی ثناء اللہ بھی ہنس دیے۔

"اچھا بھئی یہ بات ہے تو چلو پھر ہم انھیں اندر بٹھاتے ہیں اور میں آپ کو بعد میں نائی کے پاس بال کٹوانے لے جاؤں گا ورنہ آپ کی امی ناراض ہوں گیں۔"

انھوں نے اسے وارن کرتے ہوئے کہا جس پر جے نے منہ پھلایا۔

"اوہ! اس کے بال ٹھیک تو ہیں اتنے بڑے نہیں لگ رہے۔"

وہ جے کے ہلکے گھنگریالے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے بولا۔

"تیک تو ایں لیتن مومی تو میلی مش نے بولا اے دے کہ بال بدے ایں۔دے کے بال تو اپنے بابا جیشے ایں اور وہ بوت پاور فل بی اے اپنے بابا جیشا پھر دے آلمی تیف بن دائے دا اول۔۔"

اس کی تان ہمیشہ اپنی پاور اور آرمی چیف بننے پر آ کر ٹوٹتی تھی اب بھی یہی ہوا۔

میکائیل مسکراہٹ دبائے بغور اس کی باتیں سن رہا تھا جبکہ حاجی ثناء اللہ کی پر سوچ نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔انھیں اس کی آنکھوں میں جے کے لیے محبت اور شفقت نظر آ رہی تھی جو کسی اپنے عزیز از جان کے لیے ہوتی ہے۔

"انکل میں اچھی سی ہیئر کٹنگ کروا لاتا ہوں جے کی۔"

اس نے اپنی خدمات پیش کرنی چاہیں۔

"نہیں بیٹا رہنے دو، آپ اندر چلو۔"

انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں انکل۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ارے بیٹا! ایسی بات نہیں ہے مجھے آپ پر بھروسہ ہے میں تو بس آپ کو زحمت سے بچا رہا تھا۔یہیں گلی کی نکڑ پر تو نائی کی دکان ہے یوں چٹکیوں میں کام ہوتا ہے۔"

وہ بوکھلا گئے تھے۔

"زحمت کی کوئی بات نہیں انکل، یہ میرا دوست ہے اور اس کے کام تو میں بخوشی کروں گا۔"

وہ ہلکی سی بشاشت بھرے لہجے میں بولا۔

"دی ابو دان! میں چم تے شات داؤں دا۔میں اب شوٹا(چھوٹا) نئیں لہا اب میں بدا اوں۔"

جے نے بھی اس کی تائید کی۔

ٹھیک ہے بیٹا میں آپ کے لیے کچھ ہلکا پھلکا کھانے کا انتظام کرواتا ہوں آپ اس کے بال کٹوا کر لے آؤ۔"

انھوں نے اجازت دی تو وہ دونوں باہر نکلے۔

حاجی ثناء اللہ کچھ دیر سوچنے کے بعد فون پر کوئی نمبر ڈائل کرتے کان سے لگا گئے۔

میکائیل کا موڈ تو اپنے والے باربر سے ہی کٹنگ کروانے کا تھا مگر پہلی بار ہی وہ زیادہ فری نہیں ہو سکتا تھا تبھی شرافت سے گلی والے نائی کے پاس ہی چل پڑا۔

جے اس کی انگلی پکڑے اکڑ کر چل رہا تھا اور ساتھ ہی گلی میں ملتے سب لوگوں کے بارے میں اسے بتا رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کے انداز ملاحظہ کر رہا تھا جو بلا کا پر اعتماد تھا یقیناً یہ سب اس کی ماں کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

وہ دکان پر پہنچ کر رکے۔

جے کی تقلید میں اس نے بھی عمر رسیدہ شخص کو سلام کیا جو شاید وہاں نائی تھا۔

"وعلیکم السلام! جہانگیر بیٹا یہ کون ہے پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا؟"

وہ شخص میکائیل کاردار کا ایکسرے کرتے ہوئے بولا جس سے اسے شدید کوفت ہوئی ابھی وہ کچھ بولتا تبھی جی کی فخریہ آواز گونجی۔

یہ چم ایں میلے، ان تا نام 'کیل کار' اے۔"

"__اوہ آپ تو سمجھ نئیں آئی، یہ میلے دوشت ایں

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولا تو جلدی سے وہ شخص کام کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ اسے

'crew haircut'

دے دیں۔"

میکائیل کی بات پر وہ شخص منہ پھاڑے دیکھنے لگا۔

"جی صاااب مجھے سمجھ نہیں آئی آپ اردو میں بتائیں۔"

وہ شخص اپنے پشتو لہجے میں اردو بولتا اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

"تم چھوڑو مجھے دکھاؤ سارا سامان۔"

میکائیل سارا سامان اس کے ہاتھوں سے لے کر جے کی طرف لپکا جو کرسی پر بیٹھا ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔

"چم_ آپ تو آتی اے کتنگ کلنا؟"

جے نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

ام__ کبھی کی تو نہیں ہے مگر آپ کے لیے کوشش کر سکتا ہوں ویسے بھی یہ کوئی مشکل کام نہیں "ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"__واؤ"

اس کے سر میں پانی سپرے کرنے پر جے زور سے کھکھلایا۔

"مزا آ رہا ہے؟؟؟"

اس نے مسکراہٹ دبائے مزید سپرے کی تو جے کی کھکھلاہٹیں گونجنے لگیں۔

نائی بیچارا خاموش تماشائی بنا اپنی دکان میں ان کی اجارہ داری ملاحظہ کر رہا تھا۔

وہ جیسے تیسے جے کی کٹنگ کرتا اسے گھر لے آیا تھا وہاں وہ عنوہ کی امی سے بھی ملا جو اس سے کافی متاثر نظر آ رہی تھیں۔

وہ ان کے ساتھ ایک خوشگوار دن گزار کر لوٹ آیا تھا۔

عنوہ کام میں بری طرح غرق تھی جب اس کا فون بجا۔اس نے دیکھا تو زویا کی کال تھی وہ فوراً سے پیشتر اٹینڈ کر گئی۔

"السلام علیکم اپیا! مصروف تھیں کیا آپ؟"

زویا نے محتاط انداز اپنایا۔

"مصروف تھی بھی تو اب تم ڈسٹرب کر چکی ہو سو اب وہ بات کرو جس کے لیے فون کیا ہے۔"

اس کے طنز پر زویا نے ہنسی روکنے کے لیے لب دبایا۔

"وہ میں نے آپ کو بتانا تھا میکائیل بھائی میرا مطلب میکائیل کاردار آئے تھے۔"

زویا نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"واااٹ__وہ کیوں آیا تھا؟"

عنوہ چونکی۔

"ویسے ہی جے سے ملنے، آپ کو پتا ہے وہ جے کے بہت اچھے دوست ہیں اور امی ابو تو ان کے گرویدہ ہو گئے۔سچی اپیا__امی تو بس ان کے ہی گن گائے جا رہی ہیں۔ہم تینوں نے بھی چپکے سے ان کو دیکھا ہے کمرے میں جھانک کر ہی از سو ہینڈسم اپیا بالکل ہالی ووڈ کے ہیرو جیسے مجھے تو وہ۔۔۔"

زویا تو نان اسٹاپ اس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھنے لگی تھی جس سے وہ کوفت کا شکار ہوتی فون بند کر گئی۔کچھ سوچتے وہ جلدی سے اٹھ کر حیات کاردار کے آفس میں اجازت لے کر داخل ہوئی۔

"سر! میں گھر جانا چاہ رہی تھی۔"

رشتہ آنے کے بعد سے وہ تھوڑا ہچکچانے لگی تھی ان سے تبھی دھیمے لہجے میں بولی۔

"اوکے بیٹا لیکن پہلے بیٹھ کر میری بات سنو۔"

وہ حیرت سے ان کی سنجیدگی دیکھتے بیٹھ گئی۔

وہ کوئی ضروری کال سننے لگے تو عنوہ نے ان کو بغور دیکھا بے ساختہ اسے زویا کی باتیں یاد آئیں۔میکائیل بالکل اپنے ڈیڈ جیسا تھا، اب عمر کے اس حصے میں ان کے بھورے بالوں میں کہیں کہیں سفید رنگ چھلکنے لگا تھا مگر ان کی پرسنلٹی دبنگ تھی وہ خود کو فٹ رکھتے تھے۔

"ہو گیا بیٹا تو بات شروع کریں__؟"

ان کے مسکراتے لہجے میں کھنکارنے پر وہ حال کی طرف لوٹی تو خفت سے سرخ پڑتی چہرہ جھکا گئی۔

"اٹس اوکے بیٹا! ریلیکس ہو جائیں آپ۔"

وہ پھر سے سنجیدہ ہوئے تو عنوہ بھی سیدھی ہو بیٹھی۔

"بیٹا! میں جانتا ہوں آپ میرے اور میکائیل کے درمیان سرد مہری محسوس کرتی ہیں تبھی اس رشتے کو لے کر تذبذب کا شکار ہیں مگر میں آپ کو یہ بات واضح کرنا چاہتا تھا وہ وجہ سنگین نوعیت کی نہیں ہے آپ کو شادی کے بعد پتا چل جائے گی۔میں اصول پسند انسان ہوں اگر میرے بیٹے میں کوئی برائی ہوتی تو میں کبھی بھی آپ کے لیے رشتہ نہ لاتا، میں مانتا ہوں وہ تلخ ہے اور اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں میں بھی قصوروار ہوں تو آپ بے فکر ہو جائیں آپ کے بیٹے کی کبھی بھی حق تلفی نہیں ہو گی۔"

ان کے اطمینان دلانے پر عنوہ ساکت رہ گئی۔

"اور ہاں میں چاہتا ہوں آپ شادی تک آفس نہ آئیں اس کے بعد اگر آپ کی خواہش ہوئی تو میں نہیں روکوں گا یہاں کام کرنے سے۔"

وہ مزید بولے تو عنوہ گم سم سی سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شادی" طے بھی ہو گئی اور اسے پتا بھی نہیں۔

وہ غائب دماغی سے گھر پہنچی تھی جہاں سب کے خوشی سے تمتماتے چہرے اسے مزید کھٹکے تھے۔

"ابو یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر 'ہاں' کر دی۔"

اس کی لرزتی ہوئی آواز پر وہ نگاہیں چراتے اس کے پاس آئے۔

انھوں نے اسے چپکے سے سینے سے لگا لیا تو وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

"میرا بچہ! جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ پا رہی۔جب اولاد صحیح فیصلہ نہ کر پا رہی ہو تو والدین کو آگے بڑھ کر ان کی رہنمائی کرنی چاہیے۔میں اتنا اچھا لڑکا نہیں گنوا سکتا اور اب تو وہ جے کا دوست بھی نکل آیا ہے اور اس کی موجودگی میں ہم نے جے کے چہرے پر سچی خوشی کے رنگ دیکھے ہیں۔مجھ پر بھروسہ رکھو بیٹے۔"

وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے بولے۔

وہ خاموشی سے سنتی سسکتی رہی تبھی جے اندر سے بھاگا آیا اس کے پیچھے ہی عنایہ تھی۔

"مومی__چم نے میلا گھر دیک لیا اے وہ آئے تے یاں اور دیکیں کیشے میلے بال کات دیے۔دیکیں اب میں پیالا لد لا اوں آپ تو؟"

جے نے ماڈل کی طرح ایکشن مار کر دکھائے تو سب کے مسکرانے پر وہ بھی آنسو صاف کرتی مڑی۔

"بہت پیارے لگ رہے ہو۔"

عنوہ نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"سچی مچی_بابا جیشا__؟"

اس نے یقین دہانی کروانا چاہی۔

"ہمم_بالکل بابا جیسے۔"

وہ آنسو ضبط کرتی اندر بھاگی تو پیچھے سب آنسو صاف کرتے سرد آہ بھر گئے۔

"__مومی"

جے بھی اس کے پیچھے ہی بھاگا۔

وہ حارث کی یونیفارم اور ٹوپی نکالے کھڑی اس پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"اوووو مومی! میں آپ کو اتنا پیالا لگ لہا اوں کہ آپ مدے یہ کیپ دیں دی لیتن یہ میں بدے او تر ای لے ستوں دا ابی مدے پوری نئیں آئے دی۔"

جے پر جوش انداز میں بولا۔

اسے لگ رہا تھا وہ اپنی ماں کو کافی متاثر کر چکا ہے۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا حارث، میں سب کا مقابلہ نہیں کر پا رہی وہ میرا بھلا ہی چاہتے ہیں مگر میں کیسے کر پاؤں گی نئی شروعات؟"

وہ 'حارث زید' کے نام پر ہاتھ پھیرتی دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

جے اپنی ہی مستیوں میں گم تھا وہ ابھی تک عنوہ کا جائزہ نہیں لے پایا تھا ورنہ اس سے سب چھپانا مشکل ہو جاتا۔

"یاررررر! تھوڑا سا تو پڑھ لیا کر سیریس ہو جا ذرا سا ورنہ ہماری یونیورسٹی میں پہلا سٹوڈنٹ ہو گا تو جو لاسٹ سیمسٹر میں ڈراپ آؤٹ ہو گا۔"

حسن کی بات پر اس نے لیٹے لیٹے ہی اس کو کشن دے مارا تھا۔

تیرے منہ میں خاک، مچھر، کیڑے مکوڑے، چھپکلیاں سب کچھ_بندے کی شکل بھی اچھی نہیں ہے "
"اور بات بھی سڑی ہوئی ہی کرتا ہے۔

اس نے ولید کو اشارہ کیا۔

"پھر بھی بتا نا کب آئے گا یونیورسٹی سٹڈی کرنے؟"

ولید نے ہنستے ہوئے 'سٹڈی' پر زور دیا۔

"ابھی تو تم لوگ ڈھول اور شہنائیاں بجانے کی تیاری کرو اپنے بھائی کی شادی کے لیے۔"

اس نے کالر اکڑا کر کہا جیسے کوئی معرکہ سر انجام دیا ہو۔

"یاررررر! آر یو سیریس؟؟؟؟"

وہ دونوں بھونچکا رہ گئے۔

"__یس آئی ایم"

اس کے تفاخر سے کہنے پر دونوں اس سے لپٹ گئے۔

یعنی اب ایسا ہو گا کہ میکائیل کاردار صاحب اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ ڈگری لینے یونیورسٹی جائیں "
"گے۔

حسن کی زبان پر دوبارہ سے کھجلی ہوئی تھی اور پھر اسے مکے پڑا تھا۔

میں نے تو سوچا تھا ہم لوگوں میں سب سے آخر میں تمہاری شادی ہو گی مگر یہاں تو حالات ہی سمجھ "
"سے باہر ہیں۔

حسن نے سرد آہ بھری۔

"تجھے لڑکی دے گا کون؟ ہونہہ۔"

میکائیل نے سر جھٹکا۔

جب تجھ جیسے اڑیل گھوڑے کو لوگ اپنی باوقار سی بیٹی دے رہے ہیں تو میں تو پھر بھی ایک شریف "
"بچہ ہوں۔

حسن نے حساب برابر کیا جس پر وہ لاپرواہی سے اسے چڑاتا رہا۔

"آج اتنا چہک رہا ہے ملاقات ہوئی ہے کیا؟"

ولید نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"ہمممم__سب سیٹ کرنے گیا تھا۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"کس سے بچے سے یا بچے کی ماں سے؟"

حسن نے پوچھا۔

میری کہانی الگ ہے، یہاں میرا محبوب ایک بچہ ہے اور میں اس کے دیدار کے لیے گھنٹوں انتظار کرتا "ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی تینوں کا زبردست قہقہہ گونجا تھا۔

"تو ہے ہی الٹی کھوپڑی کا الگ پیس۔"

ولید نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"ہم تو اپنی ہونے والی بھابھی کے لیے بس دعا ہی کر سکتے ہیں۔"

حسن نے بھی اس کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

شادی کی تیاریوں کے لیے 'کاردار ولا' میں رونق لگی تھی تبھی نرمین بھی سنبل کے ساتھ آ گئیں تھیں۔ جب سے وہ آئیں تھیں تب سے وہ شرمین کو پکڑے بیٹھیں تھیں آخر کیسے وہ بیوہ اور ایک بیٹے کی ماں کے ساتھ اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کروا سکتی تھیں؟

"تمہیں پتا بھی ہے جب یہ مہمان تمہاری بہو کی گود میں ایک عدد بچہ دیکھیں گے تو کیا رد عمل ہو گا؟"

انھوں نے شرمین کو ڈرانا چاہا یہ جملہ اندر داخل ہوتے میکائیل کے کانوں سے محفوظ نہیں رہ پایا تھا۔

"کیوں خالہ! لوگوں نے پالنا ہے کیا اسے یا وہ ہمارے گھر میں راشن بھجواتے ہیں؟"

اس کی آواز سنتے ہی نرمین سیدھی ہوئیں۔

ان کا یہ بھانجا انتہا کا خود پسند تھا تبھی وہ اس سے بہت محتاط ہو کر بات چیت کرتی تھیں۔

سنبل بھی اسے دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آخر ایسی کیا چیز ہے وہ لڑکی جسے ایک بچے کی ماں ہوتے ہوئے بھی شرم نہ آئی جو ایک امیر کبیر "لڑکے کو پھانس لیا؟"

سنبل کی کڑوی کسیلی بات پر جہاں شرمین لرزیں تھیں وہیں میکائیل مٹھیاں بھینچے اس کی طرف پلٹا تھا۔

"خوش نصیب ہو تم جو مہمان موجود ہیں یہاں ورنہ ابھی دھکے دے کر نکال دیتا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا جس پر نرمین بوکھلاتے ہوئے آگے بڑھیں۔

بیٹا__اس کا مطلب تھا کہ آخر تمہیں کیا پڑی تھی ایسے شادی کرنے کی تم پیسوں سے بھی مدد کر "سکتے تھے ان کی؟"

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولیں۔

"مما اگر ساری کارروائیاں مکمل ہو گئیں ہوں تو آ کر میرے کپڑے نکال دیں۔"

وہ ان کو اگنور کرتا بیچارگی سے خود کو تکتی ماں سے مخاطب ہوا۔

:چلتے چلتے وہ رکا اور پھر پلٹا

"مجھ سے نہ ہو سکے گی زمانے کی بندگی

مکار بھی نہیں ہوں، اداکار بھی نہیں ہوں"

ان پر طنز کرتا ہوا وہ سیٹی بجاتا وہاں سے نکل گیا۔

نرمین اور سنبل اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں جبکہ شرمین ان پر افسوس ہی کر سکتیں تھیں۔

جے کو جب سے پتا چلا تھا کہ وہ چم کے گھر چلے جائیں گے اور ان کے پاس ہی رہیں گے تب سے چہکتا پھر رہا تھا۔

زویا، مایا اور عنایہ نے اس کی خوب برین واشنگ کی تھی تبھی وہ جلدی سے تیار ہوتا اپنی مومی کے پاس آیا تھا جہاں مہمان بھرے ہوئے تھے۔

وہ سب کو نظر انداز کرتا کافی تگ و دو کے بعد صوفے پر بیٹھی عنوہ کی گود میں چڑھ گیا۔

عنوہ نے شرط رکھی تھی کہ نکاح سادگی سے ہو تبھی اسے سفید فراک پہنایا گیا تھا اور ہلکا سا سرخ دوپٹا اور گولڈ کی ہی تھوڑی سی جیولری پہنی ہوئی تھی۔وہ اس سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

اس کے گھر والے چاہ کر بھی بالکل خشک ماحول نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ میکائیل کاردار اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور انھیں سب کچھ بتا بھی لگ سکتا تھا۔

"مومی! کتنی پالی لگ لئ ایں بالکل ڈول جیشی۔"

جے دلہن بنی ہوئی عنوہ کی گود میں بیٹھا اس کی بندیا ٹھیک کرتا ہوا بولا۔

وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں ملبوس اپنی ماں کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا سب کی آنکھوں میں نمی لے آیا۔

"یہ جے کی مومی ایں یہ جو کیوٹ دلہن ایں، جی آں یہ میلی ایں۔"

اس نے ایک بچے کو اشتیاق سے عنوہ کی طرف دیکھتا پا کر کہا اور ساتھ ہی مزید پھیل کر لیٹ گیا تا کہ اس بچے کو یقین دلا سکے۔

عنوہ جو اتنی دیر سے خود پر قابو پائے بیٹھی تھی۔اس کی بات پر زور زور سے سسکیاں لینے لگی۔

اسے اپنی پہلی شادی کا دن یاد آیا جب وہ جھینپی جھینپی سی دل لگا کر تیار ہوئی تھی۔

اس نے سرخ لہنگا پہنا تھا اور ہاتھوں پر بھر بھر کر مہندی لگوائی تھی مگر اب اس کے دل میں خوشی کی ہلکی سی بھی رمق نہیں تھی۔

"_مومی_شولی لوئیں مت"

وہ ایک دم سہم کر اٹھ گیا باقی سب بھی بوکھلا گئے۔

"اپیا پلیز__میکائیل بھائی کے گھر والے آ گئے ہیں آپ خود پر قابو رکھیں۔"

زویا نے التجا کی۔

"جے آپ میرے ساتھ چلو۔"

زویا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا۔

"نو نو نو جے مومی کے شات ای لہے دا۔"

وہ عنوہ کے ساتھ لپٹ گیا۔

"__جے آپ"

زویا کی بات عنوہ نے کاٹی۔

"یہ میرے پاس ہی رہے گا زویا۔۔۔"

اس نے جے کے گرد حصار باندھا۔

"__اپیا آپ کے سسرال"

اس نے سمجھانا چاہا۔

"سو واااٹ زویا؟؟؟

تم لوگوں کو یا انھیں لگتا ہے کہ میں سب کی باتوں پر یقین کر کے اپنے بیٹے کی زمہ داریاں دوسروں کو دے دوں گی تو یہ تم سب کی بہت بڑی بھول ہے، میں نے بھی بہت سے قصے سنے ہیں جہاں پہلے وعدہ کیا جاتا ہے ایک عورت کے بچے کو رکھنے کا پھر اسی عورت کو کمزور سمجھ کر اس کے بچے کو کہیں گھر کے کسی کونے میں پھینک دیا جاتا ہے۔میں ان کمزور عورتوں میں سے نہیں ہوں زویا جو دو چار آنسو بہا کر اپنی زندگی گزار دیتی ہیں میرے لیے ہمیشہ میری پہلی ترجیح میرا جے رہے گا، گوٹ اٹ۔"

وہ مضبوط لہجے میں کہتی سب کی بولتی بند کروا گئی تھی۔

اس نے درپردہ اپنے ماں کو بھی واضح کیا تھا جو چاہتیں تھیں کہ شادی کے کچھ دن وہ جے کو ان کے پاس ہی چھوڑ جائے۔

دروازے میں کھڑی شرمین کو نرمین نے ٹھوکا دیا تھا لیکن وہ تو ایک مضبوط ماں کو دیکھ رہیں تھیں۔

"کاش! میں نے بھی اپنے بیٹے کے لیے فیصلہ لیا ہوتا تو شاید آج اس کی شخصیت میں خلا نہ ہوتا۔"

انھوں نے افسردگی سے سوچا۔

افففففف مومی__ آپ نے پھر شے یہ کھلاب(خراب) تل دی ابی تو میں نے تیک کی تی۔اب اش کو "ایشے ای لہنے دیجیے گا۔"

اس نے سر پر ہاتھ مارتے دوبارہ سے عنوہ کی بندیا سیٹ کی۔

شرمین آگے آکر عنوہ کا سر چوم گئیں جس پر وہ چونکی۔انھوں نے محبت سے جے کو گود میں لے لیا۔

"اوہ مومی__ یہ تو چم تی مما ایں۔

اسام لیکم(السلام علیکم)! آپ تے شات نئیں آئے آپ تے بےبی، تاں اے وہ؟"

وہ خوشی سے چہکتا ہوا بولا۔

اس کے میکائیل کاردار کو بےبی کہنے پر سب ہنس دیے۔

"بالکل میرے بےبی بھی آئے ہیں وہ باہر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔"

شرمین اس کے بال ٹھیک کرتی ہوئیں بولیں جبکہ سنبل اور نرمین نے نخوت سے ان کے یہ لاڈ دیکھے۔

اوووو واؤ میں ان شے مل تر آتا اوں، آپ یاں مومی تے پاش بیٹھیں۔دیکتی لہیں یہ لوئیں تو مدے بلا "لینا اے۔"

وہ ان کی گود سے اتر کر نصیحتیں کرتا باہر بھاگا۔

سب اس کی فکر پر نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

ماشاءاللہ بیٹا! بہت پیاری لگ رہی ہو آپ، ان سے ملو یہ میکائیل کی خالہ ہیں نرمین اور یہ ان کی بیٹی " ہیں سنبل۔"

ان کے ملوانے پر وہ نرم مسکراہٹ سے دونوں کو سلام کر گئی جس پر انھوں نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

میکائیل اپنی گاڑی میں اپنے دوستوں اور یونیورسٹی فیلوز کے ساتھ تھا جبکہ حیات کاردار فیملی کے ساتھ پچھلی گاڑی میں تھے۔

آج تو حیات کاردار بھی خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔میکائیل نے نوٹ کیا تھا جب سے اس نے شادی کی بات کی تھی تب سے وہ اس کی کم ہی کھنچائی کرتے تھے۔

عنوہ کے گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا وہ چاہتی تھی اسکی رخصتی حارث کے گھر سے ہی ہو۔

ان کا والہانہ استقبال کیا تھا محلے والوں نے، جو بات میکائیل کو کھٹکی تھی وہ فوجی وردی میں ملبوس نوجوان تھے جو وہاں کام کرتے پھر رہے تھے۔

"انکل! یہ کون لوگ ہیں آپ کے رشتہ دار ہیں کوئی؟"

اس نے ایک بزرگ سے دریافت کیا۔

"بیٹا یہ حارث کے دوست ہیں یہیں قریب ہی کسی کام سے آئے تھے پھر جے سے ملنے چلے آئے انھیں یہاں آ کر شادی کا پتا چلا تو کام میں ہاتھ بٹانے لگے۔"

انھوں نے خوشگوار لہجے میں بتایا۔

"حارث ککککون__؟"

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ارے بیٹا! کیپٹن حارث زید عنوہ بیٹی کا شوہر تھا نا وہ سوات آپریشن میں شہید ہو گیا تھا۔۔۔بہت ہی کوئی نیک بچہ تھا ہمارے علاقے کا نام روشن کر گیا۔ایک دلیر اور بہادر سپاہی۔۔"

وہ جانے کیا کچھ بتاتے رہے مگر اس کے ذہن میں تو ایک ہی بات اٹک گئی تھی 'کیپٹن اور شہید'۔

اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا اس بات پر کہ کیوں جے بہادری کے قصے سناتا تھا اپنے بابا کے؟ کیوں وہ ان جیسا بننا چاہتا تھا؟ وہ ہر وقت آرمی میں جانے کی باتیں کیوں کرتا تھا؟

اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا، اس کا سکتہ جے کی آواز سے ٹوٹا تھا۔

"اووو واؤ! آپ آ دئے، دیکیں میلا گھر کتنا پالا لد لہا اے فلاورز بی ایں اور کولڈ ڈرنکس بی ایں حلوہ بی بایا اے اور بوت کچھ اے۔"

وہ بھاگ کر میکائیل کی گود میں چڑھ گیا۔

"یہ ہے تمہارا دوست؟"

"ماشاءاللہ بہت کیوٹ بچہ ہے۔

ولید نے اس کا گال کھینچا تو وہ منہ بنا گیا۔

"یہ تون(کون) ایں؟"

اس نے میکائیل سے پوچھا۔

"ہم دوست ہیں میکائیل کاردار کے بچپن سے ہی۔"

حسن نے کالر اکڑا کر کہتے اسے چڑایا۔

"نو نو نو کیل کار کا دوشت صرف میں اوں وہ بی جب شے یہ بےبی تھے تب شے۔۔۔"

اس نے غصے سے دانت پیسے۔

ہائیں یہ کونسی کار کی کیل کی بات کر رہا ہے بھئی؟ یہ ہے تیری انگلی جتنا اور تو جب سے بےبی تھا تب "
"سے یہ تیرا دوست ہے، واہ واہ۔

حسن نے اسے آنکھ ماری جس پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"ہونہہ اتاریں مدے ابی، مدے اور مومی کو آپ کے شات نئیں دانا۔"

وہ منہ بسور کر ہاتھ پاؤں مارتا میکائیل کو بوکھلا گیا۔

"ارے یہ مذاق کر رہے ہیں میں صرف اور صرف آپ کا چم ہوں یہ دونوں تو ہمارے ڈرائیور ہیں۔
آپ بے شک جاتے ہوئے دیکھ لینا جب یہ گاڑی چلائیں گے۔"

اس نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے جے کو پچکارا جس پر وہ اسے دل ہی دل میں گالیوں سے نوازنے
لگے۔

میکائیل کو تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے اس کے دوستوں کے کمینے پن کی وجہ سے وہ آج کنوارا رہ جاتا۔ حسن اور ولید اس کی حالت سے حظ اٹھا رہے تھے کیونکہ پہلی بار تو وہ ہاتھ آیا تھا۔

"تیک اے لیتن بش ام دونوں ای دوشت ایں پکے والے دیکیں ام نے ایک جیشے شوٹ پہنے ایں۔"

وہ بلآخر موڈ ٹھیک کر گیا تھا۔

"ارے ہاں! ہم دونوں نے ہی سفید رنگ کے شلوار قمیض پہنے ہوئے ہیں اور سب سے اچھے بھی ہم ہی لگ رہے ہیں۔"

اس نے جے کا گال چومتے ہوئے حسن اور ولید کی طرف آنکھ دبائی وہ بیچارے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے کیونکہ ان دونوں نے بھی سفید رنگ کی ہی شلوار قمیض پہن رکھی تھیں۔

سب لوگ محبت بھری نگاہوں سے میکائیل کاردار کو دیکھ رہے تھے جس نے ایک یتیم بچے کو اتنی محبت سے اٹھایا ہوا تھا اور اب اس کا باپ بننے جا رہا تھا۔بریگیڈیئر ذیشان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے جب جہانگیر کی ان پر نظر پڑی۔

"اووو واؤ! شان انتل بی آئیں ایں۔"

جے نے زور سے پکارا تو وہ اسی طرف آ گئے۔

"اور بھئی ہیرو کیسے ہو؟"

بریگیڈیئر ذیشان اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولے۔

"میں تیک اوں، آپ ایشے بالکل آلمی تیف لگ لے او۔"

اس کی عجب انداز میں تعریف کرنے پر وہ زور سے قہقہہ لگا گئے۔

"دھیرے بولو ہیرو، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

ان کے رازداری سے کہنے پر جے ان کی طرف جھکا۔

"آپ یاں تب(کب) آئے؟ کیا آپ بی ہمارے شات چم تے پاش لہیں دے؟"

جواباً وہ بھی رازداری سے پوچھنے لگا۔

"ہمممم ویری شارپ مائنڈڈ کڈو۔"

وہ توصیفی انداز میں بولے۔

میکائیل کافی دیر سے ان کے درمیان خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔

"ادھر آؤ ہیرو اور جا کر بچوں کے ساتھ کھیلو تب تک میں آپ کے چم سے کچھ باتیں کر لوں۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نیچے اتار گئے تو وہ اندر بھاگ گیا۔

"کچھ دیر بات کر سکتا ہوں؟"

ان کے سوالیہ انداز پر حسن اور ولید وہاں سے کھسک گئے۔وہ میکائیل کو لیے ایک خالی ٹیبل پر آ بیٹھے۔

"میں حارث زید کا دوست ہوں، تم سوچ رہے ہو گے میرے باپ کی عمر کا آدمی حارث کا دوست کیسے ہو سکتا ہے؟

تھا تو اس سے سینئر مگر اس کے اچھے اخلاق اور ملنسار طبیعت نے سب کو اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔وہ انتہائی نڈر اور بہادر تھا تبھی پورے رجمنٹ میں اس کے چرچے ہونے لگے۔دوستی تو اس کی کافی لوگوں سے تھی مگر مجھ سے اس کا یارانہ تھا ہر بات بتاتا تھا وہ مجھے اور میں اسے۔ان دنوں ہمارے پوسٹنگ پنجاب میں تھی وہ مجھ سے ملنے آیا تھا وہیں اپنے والد کے دوست کے گھر رکا تو اس نے ایک جھلک دیکھی ان کی بیٹی کی جو اسے ایک بار ہی دکھی تھی وہ شاید کم گو اور کام سے کام رکھنے والی لڑکی تھی تبھی حارث زید جیسے سنجیدہ مزاج بندے کے بھی دل کے تار ہلا گئی۔وہ گھر لوٹتے ہی انکل کے سر ہو گیا اور شادی کروا کر ہی سانس لیا۔وہ بہت خوش تھا اپنی زندگی سے ہر وقت مسکراہٹ اس کے چہرے سے چپکی رہتی تھی اللہ تعالیٰ اسے اولاد سے بھی نوازنے والا تھا لیکن اس کا بلاوہ آ گیا ملک کی طرف سے، میں نے اسے کہا کہ وہ چھٹی لے کر گھر چلا جائے مگر وہ نہ مانا ہم نے بہت سے جوان کھوئے تھے اس جنگ میں اپنی قوم کی حفاظت کے لیے اور ان میں وہ بھی شامل تھا۔وہ شاید واحد نوجوان تھا جس کی شہادت پر میری آنکھ سے آنسو گرا تھا مجھے بھی بازو میں گولی لگی تھی۔میں نے اسے ٹیم کے ساتھ ہی رہنے کا کہا تھا مگر وہ اتنا جوشیلا تھا کہ اندھا دھند آگے بڑھتا گیا اس نے بہت سے دہشت گرد جہنم واصل کیے تھے ساتھ اپنی جان کی بھی بازی لگا دی۔

اسے اپنی بیوی سے جتنی بھی محبت سہی مگر مٹی کا قرض سب سے پہلے تھا۔۔۔"

وہ کچھ دیر کے لیے رکے تھے جبکہ وہ دم سادھے انھیں دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتا تھا وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے میں اکثر چکر لگایا کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹے سے نوازا تھا میں تب بھی دیکھنے آیا تھا پھر سال بعد اس کے والد بھی وفات پا گئے۔میں چاہ کر بھی کوئی مدد نہیں

کر سکتا تھا کیونکہ اس کی بیوی بہت خوددار تھی وہ سارے گھر کو اکیلی سنبھال رہی تھی۔اب انا بی کی وفات کا تو مجھے نہایت رنج پہنچا تھا مگر ضروری آپریشن کی وجہ سے میں آنے سے قاصر رہا۔اب بھی میں کسی کام سے آیا تھا تو یہاں آ کر خوشخبری ملی۔میں اس نیک انسان سے ملنا چاہتا تھا جو ایک بیوہ کو اس کے بچے سمیت اپنا رہا ہے جو خود پہلے سے کنوارا ہے۔ہمارے معاشرے میں ایسی انہونیاں نہیں ہوتیں حالانکہ یہ سب ہمارا مذہب سکھاتا ہے۔"

وہ پھر رکے تھے جبکہ میکائیل اپنے لیے "نیک" سن کر زلزلوں کی زد میں تھا وہ تو ایک بے ضرر لڑکی کو اپنی خود غرضی کی بھینٹ چڑھانے کا سوچ رہا تھا جو ہمیشہ سے سب تنہا برداشت کرتی آ رہی تھی اور اپنے بیٹے کی اتنی اچھی پرورش کر رہی تھی۔اس نے خود پر لعنت بھیجی۔

"میں امید کرتا ہوں تم ان دونوں کو خود سے بڑھ کر عزیز رکھو گے اور اپنی آخری سانس تک یہ زمہ داری نبھاؤ گے۔ میں عجلت میں آیا تھا ورنہ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی لے کر آتا۔"

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے خوشگوار لہجے میں بولے۔

"بچے آ جاؤ آپ دونوں نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔"

حاجی ثناء اللہ کی آواز پر بریگیڈیئر ذیشان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سنیں جب اگلی بار آنا ہو تو اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ آیئے گا اور ہمارے ساتھ ڈنر کیجیے گا۔"

میکائیل کاردار کے نرم لہجے پر وہ حیرت سے پلٹے تھے پھر دونوں گلے لگ گئے۔

نکاح کے بعد کھانا کھایا گیا تھا پھر رخصتی کا شور اٹھا۔عنوہ کی سسکاریاں سب کی آنکھیں نم کر گئیں تھیں اس کی حالت کا سب کو اندازہ تھا۔

"اووو واؤ! یہ آپ تا ہوم شویٹ ہوم اے؟"

وہ فرنٹ سیٹ پر میکائیل کی گود میں چڑھ کر بیٹھا تھا سارے راستے باتیں کرتا آیا تھا جس پر ڈرائیونگ کرتے ولید اور میکائیل محظوظ ہوتے رہے اب ان کی گاڑی 'کاردار ولا' میں داخل ہوئی تھی تبھی وہ ارد گرد دیکھتا حیرت کا اظہار کر گیا۔

"جی ہاں اب یہ ہمارا ہوم سویٹ ہوم ہے اور ہم مل کر اس میں رہیں گے۔""

میکائیل نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"مومی__سنا آپ نے ام اب یاں لہیں دے، کل ام ابو، امی اور کھالہ(خالہ) تو بی لے آئیں دے۔"

وہ پیچھے کی طرف جھکتے عنوہ سے بولا جس کے آنسو ابھی بھی جاری تھے۔

"دارالامان ہی سمجھ لیا ہے ان لوگوں نے تو پہلے ماں بیٹا خود آئے ہیں پھر سارے خاندان کو لے آنا۔"

نرمین جو عنوہ کی دوسری طرف بیٹھیں تھیں اپنی زبان کے نشتر چلانے سے باز نہیں آئیں تھیں۔

ان کا یہ جملہ صرف عنوہ کی سماعتوں تک پہنچا تھا باقی سب تو جے کے باتوں میں الجھے تھے۔

عنوہ نے بمشکل مٹھیاں بھینچ کر اپنا اشتعال دبایا تھا ورنہ اس کا جی چاہا تھا اپنا ایک دن کی دلہن ہونے کا لحاظ کیے بغیر یہیں کھری کھری سنا دے۔

وہ مجبور و لاچار لڑکی ہر گز نہیں تھی جو کسی کی بھی سن لیتی اس نے یہ شادی بھی اپنے شوق سے نہیں کی تھی۔اپنی پہلے شادی کے وقت اس کی ماں نے جو نصیحتیں کیں تھیں وہ اس نے چپ چاپ مانیں تھیں لیکن ان سب کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی حارث زید کے والدین بہت اچھے ساس سسر ثابت ہوئے تھے۔

سب گاڑی سے اتر گئے تھے، شرمین بھی اسے تھامے اندر لے آئیں تھیں۔ اس پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں گئیں تھیں پھر اسے خشک میوہ جات والا دودھ پلایا گیا تھا تا کہ سردی کا احساس کم ہو جائے۔شرمین اس کی تھکن کا احساس کرتے ایک شاندار سے کمرے میں چھوڑ گئیں تھیں۔ان کے جانے کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا جہاں میکائیل کاردار کی چھوٹی بڑی بہت سی تصاویر لگیں تھیں۔

وہ بہت تھک گئی تھی تبھی اپنے کپڑوں والے بیگ سے ایک سوٹ نکال کر فریش ہونے چلی گئی۔اپنے گھر سے وہ ایک یہ بیگ ہی لائی تھی کیونکہ حیات کاردار نے جہیز لینے سے سختی سے انکار کر دیا تھا تبھی وہ چند جوڑے ہی لا سکی اور ابو نے کافی رقم اس کے بینک اکاؤنٹ میں ڈلوا دی تھی۔

وہ باہر نکل کر اپنے بال سلجھانے لگی، اب اسے جے کی یاد ستا رہی تھی جانے کہاں تھا وہ اور کیا کر رہا تھا؟ وہ اسی فکر میں بیڈ کی ایک طرف لیٹ گئی سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کے پاس ہی جے سویا ہوا تھا۔اس نے خوشی سے اسے اپنا حصار میں لینا چاہا مگر ہاتھ رکھتے ہی اسے دوسری جانب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تبھی اس نے جھٹکے سے ہاتھ واپس

کھینچ لیا۔کچھ دیر دھک دھک کرتے دل کو کنٹرول کر کے وہ تھوڑا سا اوپر ہوئی تو نگاہیں دو براؤن آنکھوں سے ٹکرائیں وہ سرعت سے نیچے ہوتی کروٹ بدل گئی۔

دوسری جانب موجود میکائیل کاردار مسکراہٹ دبائے ہوئے آنکھیں موند گیا پھر کچھ یاد آنے پر بولا:

"میں جانتا ہوں یہ سب تمہارے لیے آسان نہیں ہے مگر تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو میں کسی بھی معاملے میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔تم مجھے زندگی کے ہر قدم پر اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔

یہ بات یاد رکھنا میکائیل کاردار اپنی زبان سے نکلی بات پوری کرنے کے لیے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہے۔"

اس کی باتیں سنتی عنوہ حیرت سے گنگ ہو گئی تھی اسے اس حد تک نرمی کی امید نہیں تھی میکائیل کاردار سے جبکہ حیران تو وہ خود بھی تھا جو خود کو پل میں بدل گیا تھا۔

وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے بارے میں سوچتے ہوئے نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔

میکائیل کے دوست کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اس کی گود میں موجود جے اپنی ماں کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتا آخر اونگھنے لگا تھا تبھی سب کو اس پر ترس آیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

میکائیل جے کو لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب شرمین نے روکا ان کے ساتھ نرمین بھی تھیں۔میکائیل نے مشکوک نگاہوں سے اپنی خالہ کو دیکھا یقیناً اب نئ پٹیاں پڑھا لائی ہوں گیں اس کی ماں کو۔

"جے بیٹا! آ جاؤ آپ میرے ساتھ سویا کرو۔"

انھوں نے جے کی نیند سے بھری آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

"لیتن دے مومی تے شات ای شوتا اے اس تو اچا نئیں لگتا اے ان تے بنا۔"

جے نے منہ بسورے رونے کی تیاری پکڑی۔

ماں کے بنا اسے لگا وہ اکیلا رہ گیا ہے تبھی اجنبی نگاہوں سے میکائیل کو دیکھنے لگا اور یہیں میکائیل کی بس ہوئی تھی۔

"پلیززز فار گاڈ سیک مما کیوں آپ چھوٹے سے بچے سے سیاست کرنے کھڑی ہو گئیں ہیں؟ میں نے آپ کو ہزار بار سمجھایا ہے دوسروں کے اشاروں پر مت چلا کریں جن کی خود کی کشتی ڈوب رہی ہو وہ لوگوں کے پاس فلسفی بن کر چلے آتے ہیں۔"

اس کے طنز پر جہاں شرمین شرمندہ ہوئیں تھیں وہیں نرمین بلبلا کر رہ گئیں، وہ اچھی طرح جانتی تھیں اس کا اشارہ ان کی بگڑی ہوئی اولاد کی طرف تھا۔

"__میری بات تو"

شرمین کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"گڈ نائٹ مما، میں بہت تھک گیا ہوں۔"

وہ شرمین کی پیشانی چومتا کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر گیا تھا۔

"اوووو واؤ! مومی یاں سو ری ایں۔"

اپنی ماں کو دیکھتے ہی جے کی چہکار واپس لوٹ آئی تھی۔اس کی بات پر مسکراتے میکائیل کی توجہ بھی بیڈ کی طرف گئی تھی جہاں عنوہ بے خبر سو رہی تھی اس کی سیاہ لمبی زلفیں اطراف میں بکھریں تھیں۔ میکائیل نے پہلی بار اس کے بال دیکھے تھے ورنہ وہ ہر وقت دوپٹہ لپیٹے رکھتی تھی تبھی وہ مبہوت رہ گیا تھا۔جے کی آواز پر اس کا سکتہ ٹوٹا۔

"شششش مومی کو شونے دیں ام یاں ان کے پاش شو دائیں گے۔"

وہ رازداری سے اس کے کان میں بولا۔

"ہاں__ ٹھیک ہے چلو یہاں لیٹو۔"

وہ سر کھجاتا ہوا اس کی طرف متوجہ ہوا، بیڈ کی دوسری طرف آ کر اس نے جے کو اتارا جو عنوہ کے بال دھیرے دھیرے سے سمیٹتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"بوت اچا لد را اے نا؟"

اس کے لیٹتے ہی جے کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی۔

"ہمم بہت انفیکٹ مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔۔۔"

اس کی بات جے کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھی تبھی وہ اسے دیکھنے لگا۔

"__سو جاؤ کیوٹو"

اس نے کہتے ہی جے کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔

جے کے سوتے ہی اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں مگر تبھی اسے اپنے ہاتھ پر نرم سا لمس محسوس ہوا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور تبھی چپکے سے اپنی طرف دیکھتی عنوہ سے اس کی نگاہیں ٹکرائیں۔ وہ ہڑبڑا کر نیچے ہوتی اس کے چہرے پر مسکان لے آئی تھی۔

عنوہ اس وقت ٹی پنک لہنگے میں ملبوس سٹیج پر بیٹھی تھی۔اس کے گھر والے آئے ہوئے تھے سب اس کو مطمئن دیکھتے خود بھی پرسکون ہو گئے تھے۔

سب مہمانوں کی نگاہیں ایک جیسے نیوی بلیو ٹو پیس میں ملبوس میکائیل کاردار اور جہانگیر زید پر ٹکی تھیں۔

وہ دونوں ہی خوب چہک رہے تھے تبھی شرمین نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری تھی۔

فوٹو گرافر نے کپل فوٹو کا کہا تو وہ جے کو بھی ساتھ اٹھا لایا۔

اس کی یہ حرکت سب کو ورطہ حیرت میں ڈال گئی تھی جبکہ عنوہ نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔

میکائیل نے ایک طرف گود میں جے کو لے لیا اور دوسرا بازو عنوہ کے گرد پھیلا لیا۔

عنوہ تو یک دم اس کی بے تکلفی پر سٹپٹا گئی۔

اسے جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے۔

"میم تھوڑی سمائل دیں پلیززز۔"

فوٹو گرافر کی درخواست پر اس نے بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"___پرفیکٹ"

فوٹو گرافر کافی تصویریں لے کر مطمئن ہوتا وہاں سے چلا گیا تو میکائیل نے بھی اپنا بازو ہٹا لیا۔

"اووو واؤ! چم دیکیں مومی آج بوت پیالی لد ری ایں۔"

جے نے میکائیل کی توجہ اپنی ماں کی طرف دلائی تو وہ بھی مڑ کر دیکھنے لگا۔

اس کی گہری نگاہیں خود پر محسوس کرتی عنوہ اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی، سب ان کی طرف ہی متوجہ تھے۔

ہمممم اتنا میک اپ کر کے تو پہنچانی ہی نہیں جا رہیں، یہ سیلون والے بھی نا انسان کو کیا سے کیا بنا "دیتے ہیں۔"

اس کی جلی کٹی بات سن کر عنوہ دانت پیستی ہوئی دوبارہ صوفے پر جا بیٹھی۔

میکائیل کاردار کی مسکراتی ہوئی آنکھیں اسی پر ٹکیں تھیں تبھی جے کی زور دار پکار پر وہ چونکا۔

"___ڈرائیور، ڈرائیور"

حسن اور ولید جو دبے پاؤں جے سے چھپتے چھپاتے آگے بڑھ رہے تھے یک دم خجالت سے رکے۔

یہ بچہ واقعی میں کافی شاطر ثابت ہوا تھا تبھی تو میکائیل کاردار جیسے کھڑ دماغ کو بھا گیا تھا۔نکاح والے دن بھی اس نے دونوں کو ڈرائیور کہہ کر مخاطب کیا تھا اور اب بھی سب کے سامنے مشکوک کر دیا تھا۔

"ہائے ایوری ون! بچہ ہے نا مذاق کر رہا ہے۔"

حسن نے زرد چہرہ لیے سر کھجایا کیونکہ عنوہ سے ملتی جلتی شکل کی ایک لڑکی اسے دیکھ کر زور سے قہقہہ لگا گئی تھی۔وہ سمجھ گیا تھا یہ ان کی بھابھی کی بہن ہو گی۔

عنوہ کے والدین کے لیے ولیمے کی مکس گیدرنگ ناگواری کا باعث تھی تبھی انھوں نے اپنی بیٹیوں کو ایک ہی ٹیبل پر جما دیا تھا۔اس کی تینوں بہنیں اپنے بھتیجے کے کارنامے پر اب ہنس رہیں تھیں کیونکہ وہ ڈرائیور بالکل صاف بول گیا تھا تبھی تو سب کو اس کی بات سمجھ آئی تھی۔

"میری جان! ایسے نہیں بولتے بڑے ہیں وہ آپ سے۔"

عنوہ نے فوراً سے اس کی سرزنش کی۔

"مومی__چم نے تہا(کہا) تھا یہ ڈرائیور ایں۔"

جے نے فوراً سے میکائیل کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔

"بری بات ہے بیٹے، آپ کے لیے بہتر ہو گا کہ اس کو اچھی اچھی باتیں سکھایا کریں اپنے جیسا ب_بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ جے کو کہتی اس کی طرف مڑی، اسے بدتمیز کہتے کہتے وہ بمشکل رک گئی ورنہ اس کو سخت تپ چڑھی تھی۔

"وہ گاڑی چلا رہے تھے محترمہ تو گاڑی چلانے والے کو ڈرائیور ہی کہتے ہیں، موچی تو کہنے سے رہے اور سب سے اہم بات ڈرائیور بھی انسان ہوتا ہے وہ کوئی حقیر مخلوق نہیں ہے۔"

وہ بھی فوراً سے پیشتر حساب برابر کر گیا۔

"میں نے کب کہا ڈرائیور حقیر ہوتا ہے؟ وہ اپنی محنت سے کماتا ہے لیکن میں صرف یہ کہہ رہی ہوں جس شخص کا جو مقام ہے اسے وہی کہا جائے۔"

وہ میکائیل پر طنز کرتی سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آہ_اچھا بھئی سیز فائر کرتے ہیں اور جے مائی سن اب سے آپ ان دونوں کو 'چاچو' کہو گے۔"

اس نے ہار مانتے ہوئے جے کو کہا۔

"_تاتو"

جے نے فوراً سے پکارا۔

چاچو کس خوشی میں؟"

"اس کے کہاں سے چاچو لگتے ہیں وہ دونوں؟

عنوہ بدکی۔

"مجھ سے شادی کی خوشی میں، تمہاری مجھ سے شادی ہوئی تو جے میرا بیٹا بنا پھر میرے دوست میرے بیٹے کے چاچو بن گئے۔۔"

وہ شاہانہ انداز میں گردن اکڑا کر بولا۔

"آپ تا بےبی بن دیا اوں میں، یاہووو۔"

جے چہکا۔

"__ ہمم میرے بےبی بن گئے ہو اب"

اس نے جے کا گال چومتے ہوئے عنوہ کی طرف دیکھا جو پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھ رہی تھی۔

"جے یار تمہاری مومی ہمیں 'شوق' سے دیکھ رہیں ہیں یا

'shock'

سے۔"

اس نے جے کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھا۔

"ہائیں! چھوق سے چھوق سے، یہ تیا بات اوئی؟"

جے نے نا سمجھی سے ناک چڑھائی۔

سب لوگوں کی نگاہیں ان تینوں پر ہی ٹکیں تھیں جو آپس میں ہی مصروف تھے اور پرفیکٹ فیملی لگ رہے تھے۔ابھی وہ مزید باتیں کرتے تبھی شرمین اور حیات کاردار کو فوٹو گرافر لے آیا تھا تا کہ فیملی فوٹو لے سکے۔

ولیمے کے بعد وہ امی ابو کے ساتھ ہی آ گئی تھی، کل صبح وہ لوگ واپس جا رہے تھے تبھی اس نے آج ان کے ساتھ رکنا تھا۔

"اپیا_مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا کہ میکائیل بھائی اتنے اچھے ہوں گے۔"

عنایہ چہکی تھی۔

بالکل اپیا! کاش__ہمارے معاشرے میں سارے مرد ایسے ہو جائیں تو کوئی بیوہ یا طلاق یافتہ عورتیں " "اور ان کے بچے زندہ در گور نہ ہوں۔

مایا نے حسرت سے کہا۔

یہاں کریڈٹ حیات انکل اور ان کی وائف کو بھی دینا چاہیے، آج کل کے امیر لوگ کہاں سوچتے ہیں " "__ایسا

زویا نے بھی ان کی تائید کی۔

اس کی بہنیں زور و شور سے بحث کر رہیں تھیں جبکہ وہ سوچوں میں گم تھی۔اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے تمام خدشات پہلے دو دن میں ہی رد ہو جائیں گے، سب اس حد تک پیار و محبت جتائیں گے۔

عنوہ بیٹی__مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔دیکھو میری بچی! مجھے میکائیل بیٹے کی خالہ اور اس " کی بیٹی ذرا تیز مزاج کی لگی ہیں تم ان کی باتیں درگزر کر دینا ویسے بھی وہ مہمان ہیں تو کچھ دن تک "لاہور واپس چلی جائیں گیں۔

اس کی ماں کی نصیحتیں شروع ہو گئیں تھیں جس پر وہ محض سر ہلا سکی۔

"امی! ابو کہاں ہیں؟"

عنوہ نے ماں سے پوچھا۔

"وہ باہر جے کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔"

انھوں نے صحن کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔"

وہ جلدی سے اٹھی۔

"__ابو"

اس نے انھیں پکارا جو جے کو جہاز چلانا سکھا رہے تھے۔

"_آؤ بیٹے"

وہ اسے دیکھتے مسکرائے۔

ان کے دل کا بوجھ اتر گیا تھا اپنی بیٹی کو اتنے اچھے خاندان میں بیاہ کر۔

ابو__ پلیززززز گھر جاتے ہی بھائی کو واپس بلا لیجیے گا میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے وہ یوں امی سے "
"دور رہیں۔

اس نے ان کا ہاتھ تھاما۔

"وہ نا ہنجار اتنا ہی ماں کا لاڈلا ہوتا تو ایسی حرکتیں کرتا ہی کیوں؟"

انھوں نے غصے سے کہا۔

"ابو پلیززز! میں نے دیکھا ہے اس دن سے امی چھپ چھپ کر روتی ہیں۔وہ ان کا پہلا اور اکلوتا بیٹا ہے وہ جو مرضی کرتا ہو مگر آپ خود اس بات کے گواہ ہیں وہ امی سے ہمیشہ محبت جتاتا ہے۔ابو ایک ماں کو اس کے بیٹے سے دور نہ کریں۔"

اس کی التجا پر وہ ہار مان گئے۔

"ٹھیک ہے بلا لوں گا، تم فکر نہ کرو۔"

انھوں نے چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائی۔

بس ابو آپ رشتوں میں توازن رکھیے گا کسی دوسرے کو اپنی بیٹیوں پر حاکم نہیں بننے دیجیے گا لیکن "
"اگر وہ محافظ بننا چاہے تو منع مت کیجیے گا۔

اس نے نم آنکھوں سے کہا جس پر وہ اسے سینے سے لگا گئے۔

"ہمیشہ خوش رہو میری جان۔۔۔۔"

وہ نم لہجے میں بولے۔

ان کی بیٹی واقعی بے مثال تھی۔

اگلے دن صبح ہی صبح میکائیل بھی آ گیا تھا، وہ سب جاتے جاتے انھیں اپنے پاس آنے کی دعوت دے گئے تھے۔

میکائیل انھیں گھر لایا تو حیات کاردار اور شرمین ناشتہ کر رہے تھے۔وہ انھیں بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دے گئے۔

خالہ اور ان کی بیٹی شاید واپس چلی گئیں تھیں۔

جے میکائیل کی گود سے اتر کر بے زاری سے کرسی پر بیٹھا ان گنت لوازمات دیکھنے لگا مگر ان میں اسے اپنے پسند کی چیز نظر نہ آئی تبھی اس نے عنوہ کے کان میں کھسر پھسر کی جس پر وہ زرد پڑ گئی۔

میکائیل کاردار تو انھیں اندر چھوڑتا ہی باہر سیر سپاٹے پر نکل گیا تھا۔

"بیٹے! کیا ہوا آپ لوگ ناشتہ کیوں نہیں کر رہے؟"

حیات کاردار نے دونوں کو دیکھا۔

"__کچھ نہیں انکل وہ"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"انتل میں نے چوری تھانی اے، مدے صبح وہی اچی لگتی اے یہ شب ام نئیں تھا سکتے ایں۔مومی کو بی صبح ایگ اور گھی والی روٹی تھانی اوتی اے۔"

اس نے ساری صورتحال ان کے گوش گزار کر دی، عنوہ نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی۔اس کا بیٹا جب تک اپنی بات مکمل نہ کر لے چین سے نہیں بیٹھتا تھا۔اب وہ شرمندگی سے دیکھ رہی تھی۔

اوہ بیٹا یہ بات تھی تو بتانا تھا نا، عنوہ بیٹے یہ اب آپ کا اور جے کا بھی گھر ہے آپ جو چاہے کہہ سکتی ہو۔"

شرمین کے کہنے پر حیات کاردار نے بھی اسے سمجھایا تھا۔

"آنٹی میں تو کچھ بھی لے لیتی ہوں ناشتے میں مگر یہ تھوڑا موڈی ہے۔"

اس نے خفت سے سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

"نصیر جاں__ چھوٹے شہزادے کے لیے دیسی گھی میں چوری بنا کر لاؤ مذیدار سی۔"

انھوں نے باورچی کو پکارتے ہوئے حکم دیا۔

"جی صاااب جی_ ابھی لایا۔"

وہ مسکراتا ہوا پلٹ گیا۔

"اور بیٹا آپ بھی ہم دونوں کو میکائیل کی طرح مما اور ڈیڈ کہا کرو، ہمیں اچھا لگے گا۔"

حیات کاردار نے عنوہ کو مسکراتے ہوئے کہا۔

"اووو واؤ! میں بی مما اور دید بولوں دا۔"

جے کی چہکتی ہوئی آواز پر وہ اس کی طرف مڑے۔

"بالکل جناب__ آپ جو چاہیں بولیں آپ کو بھلا کون روک سکتا ہے؟"

حیات کاردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تیک اے میں دیک کر آتا اوں وہ تیک بنا لے ایں یا نئیں۔"

وہ جلدی سے اتر کر کچن میں بھاگا۔

عنوہ خوامخواہ شرمندہ ہو رہی تھی۔

"عنوہ بیٹے! یہ جے کا اپنا گھر ہے وہ جیسے چاہے رہے آپ اس کو نہیں ٹوکیں گیں۔"

انھوں نے عنوہ کو واضح کیا۔

"جی سر_ ڈیڈ۔"

وہ ان کے دو ٹوک لہجے پر بوکھلا گئی، وہ شاید جان گئے تھے کہ بعد میں وہ اس کی کھنچائی کرنے والی تھی۔

حیات کاردار آفس چلے گئے تھے اور عنوہ شرمین کے ساتھ باتوں میں لگی رہی۔جے لان کا جائزہ لے رہا تھا۔

شرمین اسے آرام کرنے کا کہہ کر اندر گئیں تو وہ بھی جے کو اٹھا کر کمرے میں داخل ہوئی۔

وہ وارڈ رعب سیٹ کرتی رہی تبھی زویا کی کال آ گئی۔

جے کافی دیر سے بور ہو رہا تھا، عنوہ فون پر لگی ہوئی تھی اور اس کا کھلونوں سے کھیلنے کا موڈ نہیں تھا تبھی وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

اس نے ادھر اُدھر جھانکا اتنے بڑے گھر میں سمجھ نہ آئی کہاں جائے تبھی اسے حیات کاردار کمرے سے نکلتے نظر آئے وہ شاید گھر واپس آ گئے تھے تجسس میں وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی چلنے لگا۔

وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو جے بھی ان کے پیچھے ہی داخل ہو گیا۔

"__اووو واؤ! اتنی شاری بکش(بکس)"

اس نے گھوم کر چاروں اطراف میں دیکھا۔

"جہانگیر بیٹے! آ جاؤ۔

حیات کاردار اس کی حیران کن آواز پر مڑتے ہوئے مسکرا دیے۔

"یہ شاری بکش آپ تی ایں؟"

اس نے آنکھیں پھاڑے دیکھا۔

"جی ہاں__یہ ساری میری ہی ہیں۔"

انھوں نے محبت سے اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دیا۔

"میرے پاش بی بہت شاری تھری بکش ایں۔"

اس نے پاؤں ہلاتے ہوئے انھیں متاثر کرنا چاہا۔

"اوہ اچھا، پھر آپ تو دل لگا کر پڑھتے ہو گے۔آپ کی مومی نے بتایا تھا آپ بہت شارپ مائنڈڈ ہو۔"

انھوں نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ہمم وہ تو میں اوں لیتن مدے بکش پڑھنا اچا نئیں لگتا، میں بور او داتا اوں۔کیا یہ شاری بکش جو کیل "کار ایں وہ جو آپ تے بےبی ایں انھوں نے بی پڑھیں ایں؟"

اس نے منہ بنایا جس پر حیات کاردار نے مسکراہٹ دبائے اس کی بے فکری ملاحظہ کی مطلب یہ ان کے بیٹے سے بھی اوپر کی چیز تھا۔

"نہیں بھئی! وہ نکھٹو کہاں پڑھتا ہے کتابیں؟"

ان کی بات جے کو پوری تو نہیں سمجھ آئی تھی مگر اپنی مطلب کی بات 'نہیں' ضرور سمجھ آ گئی تھی تبھی وہ آرام سے ٹیک لگا گیا۔جب چم نہیں پڑھتا تھا تو اسے کیا ضرورت تھی دماغ کھپانے کی۔

"میں نے تو سنا ہے آپ آرمی چیف بننا چاہتے ہو لیکن ایسے کیسے بنو گے بنا پڑھے؟"

انھوں نے اس کی طرف سوالیہ بھنویں اچکائیں۔

"اش کے لیے بوت پڑھنا پڑتا ہے؟ بابا نے بی بکش پڑھیں تھیں؟"

اس نے الٹا ان سے سوال داغا۔

"بالکل جو بھی بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اسے بہت سارا پڑھنا ہوتا ہے۔"

انھوں نے اپنی بات زور دیا۔

"ہمم تیک اے پڑھ لیا تروں دا۔"

وہ بے زاری سے نیچے اترا اور باہر چل پڑا۔

اسے لگا تھا اب بوریت محسوس نہیں ہو گی مگر یہاں تو ساری بے معنی باتیں ہونے لگیں تھیں۔اس لیے اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔

اس کے نکلتے ہی حیات کاردار کا زبردست قہقہہ گونجا تھا۔

میکائیل شام کو گھر آیا تھا پھر وہ سب لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ کرتے رہے اور ڈنر کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئے۔

میکائیل اور جے بیڈ پر لیٹے باتیں کر رہے تھے جبکہ عنوہ کمرے کی حالت درست کرنے میں لگی تھی۔ میکائیل اس پر بھی نظر ڈال رہا تھا جو اس کے پھیلائے گئے کپڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی۔اسے عجیب سا خوشگوار احساس ہو رہا تھا جسے وہ کوئی نام نہ دے پایا۔

"مومی__آپ بی آ دائیں۔"

جے نے یک دم اسے پکارا تھا جس پر وہ ناچار اس کی دوسری طرف آ لیٹی۔

میکائیل کا ہاتھ جے کے اوپر رکھا تھا جے نے عنوہ کا بھی ایک ہاتھ پکڑ کر میکائیل کے ہاتھ پر رکھ دیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ان پر رکھ کر کھکھلایا۔

وہ دونوں اس کے عمل پر ساکت رہ گئے۔

اووو واؤ! شب کتنا اچا لد را اے۔"

"چم تا ہاتھ تو بڑا اے میری مومی کا تو شوٹا اے۔مومی تو ہیں بی اتنی کیوٹ شی، ہے نا چم؟

وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔

"اب دیکھ کر بتاتا ہوں پہلے تو تمہاری مومی نے میک اپ کر رکھا تھا۔"

وہ لب دبائے مسکراہٹ روک کر کہنی کے بل اونچا ہوتے عنوہ کو دیکھنے لگا جو پتی ہوئی اسے ہی گھور رہی تھی۔

"اوہ لگتا ہے فائر برگیڈ کو بلوانا پڑے گا، مجھے حالات سازگار نہیں لگ رہے خطرہ ہی خطرہ ہے۔"

وہ اب بھی اسے چڑانے سے باز نہ آیا۔

"سب سے بڑا خطرہ تو آپ ہیں، اپنے لیے بلانا ہے کیا انھیں؟"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو میکائیل کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

وہ جب سے آیا تھا تب سے گونگی بنی ہوئی تھی، اب وہ غرائی تو میکائیل سکون سے لیٹ گیا۔

"مومی از شو فنی۔۔۔۔"

اس کے ہنسنے پر جے کو لگا اس کی ماں نے کوئی مزاحیہ بات کی ہے تبھی وہ بھی ہنس دیا۔

"__یس بیٹے یور مومی از ویری فنی"

وہ عنوہ کے غصے سے لال چہرے کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جے سو جاؤ آپ، کل سکول بھی جانا ہے۔"

عنوہ نے جے کو سیدھا کیا۔

"اوہ نو مومی! پھر سے بورنگ لائف تکول تکول تکول۔"

وہ بے زاری سے بولا۔

"واہ میرے شیر! اپنے خیالات تو بہت ملتے ہیں۔"

میکائیل نے جے کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"جی نہیں میرا بیٹا آپ جیسا نہیں ہے۔"

عنوہ جے کے بالوں کو ٹھیک کرنے لگی۔

"نو مومی ام دونوں سیم ایں، دید نے بتایا یہ بی بکش نئیں پڑھتے اور مدے بی اچی نئیں لگتی۔"

جے نے فوراً اس کی تردید کی۔

یہ سن کر میکائیل کا منہ کھل گیا یعنی اس کا باپ اب اس کے بیٹے کے سامنے بھی اسے زیرو بنا کر چھوڑے گا۔

عنوہ اس کے تاثرات دیکھتی ہنس دی، میکائیل ہنسی کی جھنکار پر چونکا۔وہ ہنستی ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی اسے لگا ایسا دلکش منظر اس نے پہلی بار دیکھا ہے تبھی وہ مبہوت رہ گیا۔

عنوہ اس کی نگاہیں محسوس کرتی گڑبڑا کر کروٹ بدل گئی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا میکائیل جلدی جلدی بالوں میں برش کر رہا تھا۔وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔اس کو امید نہیں تھی کہ وہ اتنی صبح جاگ سکتا ہے۔

"بس بس بس__اب کیا مجھے نظر لگاؤ گی تم؟"

آئینے میں اس کا عکس دیکھتا میکائیل اسے کڑے تیوروں سے گھورنے لگا۔

"__میں وہ"

وہ یک دم سٹپٹا گئی۔

"میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟"

وہ جلدی سے بیڈ سے اتری، اسے لگا شاید وہ آفس جا رہا ہے۔

"جی جی__چلو یونیورسٹی میں بھی ایک ریسیپشن رکھ لیتے ہیں اور میرے امتحانات منسوخ کروا دیں گے۔ مزا آئے گا، ہے نا؟"

وہ استہزائیہ ہنسا۔

"جی_مجھے لگا آپ آفس جا رہے ہیں۔"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ اپنے زرخیز دماغ کے گھوڑے نہ ہی دوڑائیں تو اچھا ہے۔میں آفس نہیں یونیورسٹی جا رہا ہوں میرے فائنلز کی ڈیٹ شیٹ آ گئی ہے اور سب سے اہم بات اب تم آفس نہیں جاؤ گی۔"

وہ ہیئر برش رکھتے اس کی پلٹا۔

لیکن کیوں؟؟؟"

"ڈیڈ نے کہا کہ میری مرضی ہے میں جانا چاہوں تو جا سکتی ہوں۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"اس لیے کہ اب تمہارے ڈیڈ کی نہیں بلکہ سرتاج کی مرضی چلے گی۔"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹتے ہوئے بولا۔

کہاں تو اسے جانے کی جلدی تھی اور اب وہ فرصت سے اسے تک رہا تھا۔

"مگر میں گھر میں کیا کروں گی؟ جے بھی سکول چلا جائے گا۔"

وہ بےزاری سے اسے دیکھنے لگی۔

"جو مما کرتی ہیں وہی کرنا، میرے اور جے کے سارے کام کرنا اور پھر___ہم دونوں کا انتظار کرنا۔"

وہ اس کا شیڈول طے کرتے ہوئے بولا۔

"جے کو اسکول سے جلدی لے آتی ہوں میں قریباً بارہ بجے تک۔۔۔۔"

اس کے بتانے پر میکائیل ہنسنے لگا۔

"میں سب پہلے سے جانتا ہوں اور بارہ بجے اسے گھر چھوڑ جاؤں گا۔"

اس نے پھر سے اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

ابھی وہ مزید بحث کرتے تبھی جے کی آواز گونجی۔وہ کافی دیر سے آنکھیں میچے ہوئے ان کی بحث سن رہا تھا۔

"مومی__ ہو سکتا اے آج شنڈے او۔"

اس کی بات دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔

"نو میری جان__ آج منڈے ہے آپ کو پورا ہفتہ سکول جانا ہے۔"

عنوہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بال سنوارنے لگی۔

"اف__ اتے دن تک شنڈے کا ویت کلنا او گا۔"

وہ منہ بسورتے اٹھ بیٹھا۔

"اللہ اللہ! میں نے سوچا بھی نہیں تھا میرا جے ایسا کام چور ہو گا۔"

عنوہ نے مصنوعی افسردگی سے کہا۔

"اچا شید مت اوں تلا داتا اوں۔"

(اچھا سیڈ مت ہوں چلا جاتا ہوں)

وہ عنوہ کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولا جس پر وہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چوم گئی۔

میکائیل کاردار نے بغور اس کے چہرے پر پھیلی ممتا بھری مسکراہٹ دیکھی۔ان کے لاڈ بھرے انداز اس کا دل گدگدا رہے تھے۔اسے ایسی محبتیں محسوس کیے سالوں گزر گئے تھے۔

"آہم آہم__کچھ نظر کرم ادھر بھی کیجیے، ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔"

اس کے گلا کھنکارنے پر وہ دونوں چونکے۔

"چم__آپ بی جاگ لہے ایں۔

اووو واؤ! آپ کو بی مومی تکول بھیجیں گیں۔"

اس نے میکائیل کی تیاری دیکھ کر کہا۔

"ہاہ__بالکل یار یہ ظلم مجھ پر بھی ہو رہا ہے۔"

اس نے بیچارگی سے شکل بنائی۔

عنوہ اس کی اوور ایکٹنگ پر نگاہیں گھماتی ہوئی اٹھ کر جے کی وارڈ روب سے یونیفارم نکالنے لگی۔

تمھیں کھینچے گا کئی بہانوں سے۔۔۔۔"

"اک جادو جو میری ذات میں ہے۔۔۔۔

اس نے شاہ رخ خان کے انداز میں بانہیں پھیلائے شعر پڑھا تو جے زور زور سے ہنسنے لگا۔

"اووو واؤ چم___آپ کتنے فنی لد رے او۔"

جے کی بات پر اس کا رنگ اڑ گیا۔

وہ ہیرو بن رہا تھا اور جے نے جوکر بنا دیا تھا۔

عنوہ اس کی روہانسی شکل پر بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتی جے کو اٹھا کر تیار کرنے لے گئی۔

میکائیل خفت سے سر کھجاتا صوفے پر جا بیٹھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہوتے باہر آئے تھے۔

ناشتے کی ٹیبل پر حیات کاردار اور شرمین کے ساتھ سنبل اور نرمین کو دیکھتے عنوہ رکی تھی۔

وہ تو سمجھی تھی دونوں چلی گئیں ہیں۔

"آؤ آؤ ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے ہو تینوں۔"

شرمین نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری۔

"ارے واہ! لٹل بوائے آج سکول جا رہا ہے۔"

حیات کاردار نے اسے اٹھا کر اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا دیا۔

عنوہ اس کا چھوٹا سا سپائیڈر مین والا بیگ کرسی پر لٹکا کر خود بھی ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو گئی۔

ارے مجھے تو لگا تھا آپ دونوں اپنے گھر واپس جا چکی ہیں مگر یہاں تو جانے کے آثار نہیں لگ "رہے۔"

میکائیل نصیر جاں سے چیز پراٹھا لیتا اپنی پلیٹ میں رکھ گیا۔

وہ دونوں ماں بیٹی تپ کر اٹھیں۔

"__بی ہیو یور سیلف میکائیل"

حیات کاردار نے اسے گھورا۔

"یہ لوگ کل اپنے کسی جاننے والے کے پاس چلی گئیں تھیں ان سے ملنے پھر جب تم لوگ سونے چلے گئے تھے تب واپس آئیں تھیں۔"

شرمین نے صورتحال بگڑتے دیکھ کر بات سنبھالی اور منت سماجت کرتے دوبارہ بٹھایا۔

"چل کریں ڈیڈ میں صرف پوچھ رہا تھا۔"

اس نے لاپروائی سے کہتے ہوئے جے اور عنوہ کو دیکھا جو ان سب سے بے خبر ناشتے میں مصروف تھے۔عنوہ اس کے منہ میں چوری ڈال رہی تھی جو وہ مزے سے کھا رہا تھا۔

"کاش! میں بھی اتنا خوش اور مطمئن ہو جاؤں۔لگتا ہے ان دونوں کی سنگت میں ایسا ہو ہی جائے گا۔کچھ کچھ پوزیٹو وائبز تو ابھی سے آنے لگی ہیں مجھے۔"

وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔

نرمین اور سنبل اس کی نگاہیں ان دونوں پر محسوس کرتیں کڑھ کر رہ گئیں۔

"چلو میرے ہیرو! چلتے ہیں اب ہم دونوں۔"

وہ ناشتہ ختم کرتے جے کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوتے! اللہ حافظ مما، دید اور آپ تو بی۔"

وہ سب کو دیکھ کر بولا جس پر حیات کاردار اور شرمین نے بھی اسے خدا حافظ کہا۔

"میں باہر تک چھوڑ آتی ہوں۔"

وہ جھجھکتے ہوئے اٹھی۔

نرمین اور سنبل مزید اپنی بے عزتی نہیں کروانا چاہتی تھیں تبھی شرمین کے لاکھ روکنے پر بھی نہ رکیں اور گھر واپس چلیں گئیں۔

وہ سب ڈنر کے بعد کافی پیتے گپ شپ بھی کر رہے تھے۔وہاں گفتگو میں زیادہ تر عمل دخل جے کا تھا جو جانے حیات کاردار کے ساتھ کونسے راز و نیاز میں مصروف تھا؟

"عنوہ بیٹے! کل سے کیا آپ آفس چلیں گیں؟"

یک دم یاد آنے پر حیات کاردار عنوہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"__ڈیڈ وہ"

وہ کچھ ہچکچاتے ہوئے میکائیل کو دیکھنے لگی۔

"__میں نے منع کیا ہے جانے سے"

میکائیل نے براہِ راست ان کو دیکھ کر کہا۔

"کیوں_؟؟؟"

انھوں نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"اس لیے کہ یہ میری بیوی ہے تو جو میں کہوں گا وہ ماننا اس کا فرض ہے۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

تمہارا کیا فرض ہے؟"

"اپنے فرائض پر دھیان دیا کبھی تم نے؟

حیات کاردار غرائے۔

جے نے ان کے ہاتھ پر اپنا ننھا منا سا ہاتھ رکھا تو وہ کچھ ڈھیلے پڑے۔

"اوہ آپ فرائض کی بات نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا، ہونہہ"

وہ سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں کوئی انویٹیشن کارڈ بھیجنا پڑے گا اٹھنے کے لیے۔"

میکائیل اپنے پیچھے عنوہ کی غیر موجودگی محسوس کرتے پلٹا تھا مگر وہ تو آرام سے صوفے پر براجمان تھی۔ اس کی طنزیہ آواز پر جلدی سے اٹھی۔

"جی__میں بس آ ہی رہی تھی۔"

وہ شرمندگی سے بولی۔

حیات کاردار اس کی بدتمیزی پر محض اسے گھور کر رہ گئے۔

"جناب آپ بھی تشریف لے آئیں۔"

اب وہ سنجیدگی سے جے کی طرف مڑا تھا جو آرام سے پاؤں ہلاتا شرمین اور حیات کاردار کے درمیان صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"میں ابی نئیں آؤں دا، مدے دید(ڈیڈ) سے شتوری(سٹوری) سنی اے۔"

وہ لاپروائی سے بولتا میکائیل کے چھکے چھڑا گیا، شرمین نے سختی سے بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

عنوہ مسکراہٹ دبائے کمرے میں چلی گئی، میکائیل بھی مٹھیاں بھینچے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ان کے جانے کے بعد جے کی حیات کاردار پر نظر پڑی جو منہ کھولے حیرت سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔وہ ان کے دیکھنے پر دائیں آنکھ دبا گیا، حیات کاردار گڑبڑا کر رہ گئے۔

وہ بچہ واقعی میں توپ چیز تھا، انھوں نے زیر لب استغفار پڑھی۔

میکائیل کمرے میں آ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا جے ایسے اسے رد کرے گا۔

وہ جلتے کڑھتے سونے کے لیے لیٹ گیا۔عنوہ کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہی تھی اب بغور اس کی پشت دیکھنے لگی۔

"کیا سچ میں وہ اس کے بیٹے سے لازوال محبت کرتا ہے؟"

وہ پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی جب وہ یک دم پلٹا۔

"جی مادام! آپ کو بھی کچھ کہنا ہے؟ کوئی طنز کوئی طعنہ__؟"

اس کے شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھنے پر عنوہ بھونچکا رہ گئی۔

وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

یہ اس کے لیے شاک سے کم نہیں تھا، دوسروں کو زچ کرنے والا خود کمزور پڑ رہا تھا صرف اس کے بیٹے کے لیے۔

میکائیل اسے ساکت دیکھتا دوبارہ کروٹ بدل گیا۔

وہ کمزور نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تبھی جے اندر داخل ہوا۔

"مومی_چم__میں آ دیا۔"

وہ چہکتا ہوا بیڈ پر چڑھا۔

عنوہ نے اس کو جلدی سے نائٹ سوٹ پہنایا مگر میکائیل ہنوز ویسے ہی لیٹا تھا۔

جے بیڈ پر لیٹ کر میکائیل کی پشت دیکھنے لگا وہ سمجھ گیا تھا شاید اس کا چم ناراض ہو گیا ہے۔

عنوہ نے اس کو اشارہ کیا جس کو سمجھتے ہی وہ میکائیل کے اوپر چڑھ گیا۔

"شولی چم_ آپ ناراض او دئے ایں لیتن دید اچی شتوری سناتے ایں بالکل انا کی طرح وہ مدے یاد آتی ایں۔دید نے بی ویسے ایک سنائی اے بوت مزا آیا۔اگر آپ تو اچا نئیں لدا تو میں آئیندہ نئیں سنوں داء پلیج__مان دائیں نا۔۔"

اس کے لمبی چوڑی تمہید باندھنے پر میکائیل سیدھا ہوا وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں ناراض نہیں ہوں آپ سن سکتے ہو جتنی دل کرے اتنی سٹوریز۔"

اس نے جے کو خود میں بھینچ لیا۔

عنوہ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

اگلے دن صبح جب سب چلے گئے تو وہ شرمین کے پاس آ بیٹھی۔

"بیٹا! آپ کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو بے دھڑک پوچھو۔"

شرمین نے اسے الجھے دیکھ کر کہا۔

"میں بس ڈیڈ اور میکائیل کے درمیان خلفشار کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔آفس میں بھی سب ان میں سرد جنگ محسوس کرتے تھے۔اب میں اور زیادہ الجھ گئی ہوں۔اگر آپ بتانا چاہیں تو۔۔۔۔"

اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا اور انھیں دیکھنے لگی۔

"آہ__ارے بیٹا تمھیں پورا حق ہے سب جاننے کا آخر بہو ہو تم اس گھر کی۔"

انھوں نے سرد آہ بھرتے اس کا ہاتھ تھاما۔

"میکائیل ہماری شادی کے چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔

وہ اپنے ڈیڈ کی جان تھا۔اس کے ڈیڈ اس کے لیے ڈھیروں کھلونے لاتے تھے مگر اسے ہمیشہ جہاز ہی پسند آتا تھا۔اس کی پسند کو دیکھتے ہوئے انھوں نے زیادہ تر جہاز ہی لانا شروع کر دیے۔وہ محض کھلونا سمجھ کر لا دیتے تھے مگر وہ نہیں جانتے تھے اس کے اندر کونسا جنون پنپ رہا تھا۔

وہ ٹی وی پر پاک فضائیہ کے ائیر شوز دیکھا کرتا تھا۔اس نے اپنے کمرے میں جیٹ طیاروں کے پوسٹرز آویزاں کرنے شروع کر دیے۔ایم ایم عالم اس کے لیے سپر ہیرو بن گئے۔جب بھی وہ فائٹر پائلٹ بننے کی باتیں کرتا تو اس کے ڈیڈ ہنس کر ٹال جاتے۔

اصل طوفان تو تب آیا جب اس نے انٹر کے امتحانات میں ٹاپ کیا، گھر میں شاندار سی دعوت رکھی تھی اس کے ڈیڈ نے اور وہیں ان کے دوستوں کے پوچھنے پر اس نے مستقبل کا لائحہ عمل بتا دیا۔

وہ پی اے ایف اکیڈمی رسالپور میں 4 سالہ تربیت اور ایئر یونیورسٹی اسلام آباد سے ایوی ایشن سائنس اینڈ مینجمنٹ میں بی ایس کرنا چاہتا تھا۔

اس کے ڈیڈ تو بھونچکا رہ گئے۔انھوں نے اپنے باپ دادا کے بزنس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دی تھی آگے ان کے اکلوتے بیٹے کو ہی سب سنبھالنا تھا۔اگر وہ آرمی میں چلا جاتا تو سب کس طرح چلتا تبھی سے انھوں نے اس پر پابندیاں عائد کر دیں۔وہ اس کو آسٹریلیا میں بزنس مینجمنٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے بھیجنا چاہتے تھے لیکن وہ نہ مانا۔دونوں باپ بیٹے میں دن رات ٹھنی رہتی۔

ان کے چکر میں مجھے ہائپر ٹینشن ہونے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں خود پر کچھ حد تک قابو پا گئے۔میکائیل نے ان کی تو نہ مانی البتہ ولید اور حسن کے ساتھ ان کی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔۔۔"

وہ بولتے بولتے زور زور سے رونے لگیں تھیں۔

"مما! پلیززز سنبھالیں خود کو۔"

وہ انھیں گلے سے لگا کر دلاسا دینے لگی۔

اسے تو خود صدمہ لگا تھا کہ اتنے اچھے نظر آنے والے اس کے باس اس حد تک خود غرض ہو سکتے ہیں کہ اپنے بیٹے کی خواہش اور جنون ہی روند ڈالا۔وہ تو میکائیل کو ہی قصوروار ٹھہراتی تھی جس کو اپنے باپ سے بولنے کی تمیز نہیں تھی۔

"اس دن کے بعد میں نے اپنا ہنستا کھیلتا بچہ کھو دیا عنوہ! وہ ویسا نہیں رہا۔میرا دھیمے مزاج کا بچہ چڑچڑا ہوتا چلا گیا وہ کسی سے بھی سیدھے منہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا مگر ایک دن سالوں بعد میں نے اسے خوش دیکھا تھا میں حیران تھی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ جب اس نے شادی کے لیے تمہارا نام لیا تو میں کبھی نہ مانتی میں بھی اس دنیا کی طرح ہی خود غرض نکلی عنوہ۔"

انھوں نے دونوں ہاتھوں سے عنوہ کا چہرہ تھاما۔

"مجھے لگا شاید وہ تم سے محبت کرتا ہے اس کے بدلنے کی وجہ تم ہو۔اس لیے میں نے شادی کی حامی بھری مگر تمہاری شادی کے بعد یہ بات مجھے پتا چلی کہ وہ جے کا دوست تھا۔اس کی زندگی میں پھر سے رنگ بھرنے والا وہ ننھا منا سا بچہ ہے جو ایک شہید کا بیٹا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا جنون اس طرح

سے پورا کیا کہ ایک فرشتہ صفت انسان کے بچے کی محبت اس کے دل میں ڈال دی جو آرمی چیف بننا چاہتا ہے۔"

وہ نم آنکھوں سے کہتیں آخر میں مسکرا دیں۔

"عنوہ مجھے غلط مت سمجھنا بیٹے مگر__تم پلیز اس کی کسی بات کا برا نہ مانا کرو میں جانتی ہوں وہ طنز کر جاتا ہے تم پر اور اکھڑ مزاج بھی ہے پر دل کا برا نہیں ہے۔"

انھوں نے اس کا ہاتھ دبایا۔

"آپ بے فکر رہیں مما! میں ان کی کسی بات کا برا نہیں مناتی۔پہلے تو میں جانتی نہیں تھی ان کے رویے کی وجہ مگر اب اچھی طرح سے جان گئی ہوں۔آپ مجھے ہمیشہ ایسے ہی پائیں گیں۔"

مضبوط لہجے میں بولتی وہ انھیں مطمئن کر گئی تھی۔

"بہت شکریہ میرے بچے۔"

انھوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

وہ لینڈ لائن کی آواز سنتے ہی اس کی طرف بڑھ گئیں۔

ایک یہی بات مجھے ان سے بد گمان نہیں ہونے دیتی مما کہ وہ 'دل کے برے نہیں ہیں'۔میں ایک بیوہ اور ایک بچے کی ماں جس کے لیے لوگ بلکہ اس کے اپنے ہی کیسے کیسے رشتے لاتے تھے۔جس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا اپنے بیٹے کو لے کر اسے اپنا لیا بلکہ اس کے بیٹے کو ہر چیز سے بڑھ کر چاہا۔میں کیسے 'ان کی بات کا برا منا سکتی ہوں جسے انھوں نے در در کی ٹھوکریں کھانے سے بچا لیا۔

وہ سرد آہ بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور بھئی ہیرو__ کیسا گزرا دن؟"

میکائیل نے گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے جے سے پوچھا جو اشتیاق سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"بوت اچا گزرا، دے کو مدا آیا۔"

اس کے چہکنے پر میکائیل نے حیرت سے دیکھا۔

"مجھے تو لگا آپ بور ہوتے ہو گے سکول میں کیونکہ بقول آپ کے آپ کو پڑھنا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ اس کی باتیں دہرانے لگا۔

"یہ تو اے لیتن دے کی مومی تاہتی ایں دے پڑھے تو وہ اش لیے بوت پڑھے دا۔دے نئیں تاہتا اش تی مومی لوئیں۔وہ آلمی تیف بن دائے دا۔۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولتے سیدھا ہو بیٹھا۔

میکائیل کو اچانک وہ اس کی عمر سے بڑا دکھائی دینے لگا تھا۔

"کیا آپ کی مومی روتی بھی ہیں؟"

میکائیل نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہمم مومی بوت لوتی لہتی ایں سب لوگ کچھ کچھ بولتے ایں تو_ایک بید انتل بی ایں جو مومی تے شات فائت تلتے ایں پھر ابو نے ان تو بوت دانتا۔"

وہ اسے گنی چنی باتیں بتا رہا تھا۔

اسے پتا نہیں تھا کہ عباد اس کا ماموں ہے کیونکہ کبھی بھی اس نے پیار نہیں جتایا تھا۔

"اوہ چھوڑو آپ یہ سب، ابھی میں آپ کو آئسکریم دلواتا ہوں۔کونسی فیورٹ ہے آپ کی؟"

میکائیل نے اسے جذباتی ہوتے دیکھ کر بات بدلی۔

اس کی توقع کے عین مطابق وہ یک دم فریش نظر آنے لگا تھا۔

"میں اور مومی میگنم تھاتے ایں، وہ اماری فیورت اے۔"

اس نے اپنے ساتھ ساتھ مومی کا بھی بتایا تا کہ میکائیل پر واضح ہو جائے اس نے دو لینی ہیں۔

میکائیل ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلاتا ڈرائیونگ کرنے لگا۔

وہ سنجیدگی سے جے کی پہلے کی گئی باتوں پر غور کر رہا تھا۔

وہ دونوں آئسکریم لیتے گھر آ گئے۔

میکائیل ہاتھ میں شاپر اور جے کا بیگ لیے آگے آگے تھا جبکہ جے آئسکریم کھاتے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔شرمین بھی شاید گھر نہیں تھیں ورنہ اسے لاؤنج میں مل جاتیں تھیں۔وہ سیدھا کمرے میں ہی چلا

آیا۔عنوہ بیڈ پر بیٹھی میکائیل کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب کھٹکے کی آواز پر سر اٹھایا تو جے پر نظر پڑی جس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑی آئسکریم سے سارا چہرہ خراب کر رکھا تھا۔وہ یک ٹک اسے ہی دیکھتی رہی۔

"اتنے ندیدے پن سے نہ دیکھو تمہارے لیے بھی لایا ہوں۔"

میکائیل کہتے ہوئے دھپ سے اس کے سامنے ہی بیڈ پر گرا جس سے وہ گڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔

"جی نہیں میں تو ایسے ہی دیکھ رہی تھی، مجھے ویسے بھی پسند نہیں ہے۔"

وہ خفت مٹانے کے لیے رخ موڑ گئی۔

"توبہ توبہ! استغفر اللہ۔

تمہیں پتا بھی ہے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔"

اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"میں ں ں__نے کب جھوٹ بولا؟"

وہ ہکلائی۔

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ایک وہ جو آئسکریم پسند کرتے ہیں اور دوسرے جھوٹ بولتے ہیں۔

اس نے فلسفیانہ انداز اپنایا۔

"کیسا جھوٹ؟؟؟"

عنوہ نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"یہی کے انھیں آئسکریم پسند نہیں ہے۔"

وہ اس کی طرف جھک کر گھمبیر لہجے میں بولا۔

"__وہ ہ کبھی کبھار کھا لیتی ہوں بس"

اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"جے__مائی سن یہ بتائیں مومی کو آئسکریم کتنی پسند ہے؟"

میکائیل نے جے کو بیچ میں گھسیٹا۔

"بوت فیورت اے، وہ چھوق سے تھاتی ایں۔"

جے کے ہاتھ میں دو میگنم تھیں جو کھانے کے بعد وہ ان کے ریپر کا بھی پوسٹ مارٹم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تبھی وہ عجلت میں کہتا عنوہ کو پھنسا گیا۔وہ فلحال اپنی مومی کی مداخلت نہیں چاہتا تھا کیونکہ جیسی اس کی حالت تھی اس وقت انھوں نے اٹھا کر شاور دلوانا تھا۔

"__جے"

عنوہ میکائیل کے سامنے اس بے عزتی پر روہانسی ہو گئی۔اس کا بیٹا عین وقت پر دغا دے گیا تھا۔

"چلو شاباش_اب کھا لو ورنہ پگھل جائے گی، میرے دل کی طرح۔"

میکائیل نے مسکراہٹ دبائے اگلی بات دل میں کہی تھی۔

عنوہ جھجھکتے ہوئے آئسکریم لے کر کھانے لگی۔

میکائیل مسکراتے ہوئے اٹھ کر آفس کے لیے نکل گیا۔

شام کو وہ واپس لوٹا تو کچھ یاد آنے پر رکا۔

"سنو یہ تمہارے لیے مما نے دیا تھا شادی والے دن، میں دینا بھول گیا تھا پہن لینا۔"

میکائیل نے ٹاول اٹھاتی عنوہ کو پکارا اور ایک بلیک کلر کا کیس تھما دیا۔

"میں جے کو لے کر جا رہا ہوں دوستوں کے ساتھ، تم پریشان مت ہونا۔"

وہ اس کی سنے بغیر چلا گیا۔

وہ کچھ لمحے ساکت کھڑی وہ باکس دیکھتی رہی، اسے کھولنے پر ایک بہت ہی خوبصورت سا ڈائمنڈ پینڈنٹ نکلا تھا۔وہ دوبارہ اسے بند کرتی وارڈ روب میں رکھ گئی تبھی اس کی نظر حارث کی یونیفارم اور ٹوپی پر پڑی۔

وہ آتے ہوئے یہ چیزیں اور تصویر ساتھ لے آئی تھی تا کہ جے کو اپنے بابا سے انسیت رہے اور فوج میں جانے کا جذبہ بھی زندہ رہے۔وہ نہیں جانتی تھی میکائیل کو یہ دیکھ کر کیسا لگے گا؟

اس نے سب چیزیں اپنے کپڑوں کی تہہ میں چھپا رکھی تھیں۔

"میں نہیں جانتی تھی آپ کے بغیر کبھی آگے بڑھ پاؤں گی یا آپ کی جگہ کسی کو دوں گی مگر دیکھیں جی رہوں سب کچھ ویسے ہی چل رہا ہے۔سچ کہتے ہیں کسی کے جانے سے زندگی نہیں رکتی ہمیں جینا پڑتا ہے چاہے تو اکیلے رہ لیں یا پھر کسی کا ہاتھ تھام لیں۔میں وعدہ کرتی ہوں کبھی بھی جے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہو گا میری زندگی میں۔آپ چاہتے تھے وہ جانباز سپاہی بنے تو وہ بنے گا، ان شاءاللہ۔۔"

وہ حارث زید کے نام پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اس کی آنکھیں لگاتار بہہ رہیں تھیں۔

کسی کام سے وہاں آیا میکائیل کاردار لب بھینچے واپس پلٹ گیا تھا۔

"__ارے واہ! شہزادہ بھی آیا ہے آج تو"

حسن اسے دیکھتے ہی پکار اٹھا۔

"السلام علیکم تاتو! تیسے ایں آپ؟"

جے کے تمیز دار لہجے میں پوچھنے پر ان دونوں کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

یار ولید! مجھے چٹکی کاٹ، میں جاگتی آنکھوں سے خواب تو نہیں دیکھ رہا کہیں؟"

"پوچھو ذرا پوچھو، اسے کیا ہوا ہے؟

حسن کی اوور ایکٹنگ پر جے کھکھلایا۔

"مدے مومی نے بولا تا کہ آپ تاتو او، میں آپ تے شات عزت سے بات ترں۔"

اس کے بتانے پر جہاں حسن اور ولید خوش ہوئے تھے وہیں میکائیل چونکا تھا۔

"اوہ شکر ہے ہماری بھابھی کو ہی خیال ہے ہمارا ورنہ تم دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہو۔"

حسن نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

"آپ بالکل

Giraffe

(زرافہ) جیسے لگتے او۔"

حسن ابھی پوری طرح خوش بھی نہیں ہو پایا تھا کہ اس کی اگلی بات پر ہونق پن سے دیکھنے لگا جبکہ اس کے اتنے اچھی طرح سے تشبیہ دینے پر میکائیل اور ولید کی ہنسی چھوٹ گئی۔حسن کا لمبا قد دیکھ کر ہر کسی کو یہی خیال آتا تھا۔

"ابھی تو تمیز و تہذیب کی باتیں ہو رہیں تھیں میں کل آپ کے گھر آ کر بتاؤں گا آپ کی مومی کو۔"

حسن کی دھمکی پر اس کے ہوش اڑ گئے۔

"میں تو مذاق تل لہا تا ام تو دوشت ایں۔"

وہ یک دم گرگٹ کی طرح رنگ بدل گیا جبکہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ان تینوں نے ہی اپنی ہنسی دبائی۔

ہاں تو پھر میں ہی کیوں؟؟؟؟"

"ان دونوں کو بھی بولوں نا یہ بھی تو دوست ہیں۔اس کا بتاؤ یہ کیا لگ رہا ہے آپ کو؟

حسن نے ولید کی طرف اشارہ کرتے اسے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"یہ ڈاکٹر شٹر بنج کی طرح لگتے ایں۔"

اس کے کہنے پر ولید نے کالر اکڑائے۔

"میں تو ہر کسی کو ہی ذہین لگتا ہوں۔"

ولید نے حسن کو چڑایا۔

"اچھا اور یہ تمہارے کیل کار صاحب کیسے لگتے ہیں؟"

حسن نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو_یہ تو مدے بابا ای لگتے ایں۔"

اس کے محبت سے پر لہجے میں کہنے پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

میکائیل نے اسے اٹھا کر گود میں بٹھا لیا۔

"_میں بابا ہی ہوں میری جان"

اس نے جے کی پیشانی چومی۔

"__اووو واؤ! آپ نے بی مومی تی طرح بولا اے وہ ایشے ای تو تہتی ایں میری دان"

اس کے کھکھلا کر کہنے پر ولید اور حسن نے میکائیل کو بغور دیکھا جس پر وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

"مجھے آپ بالکل

'Pooh'

جیسے لگتے ہو۔"

حسن نے کہہ کر لب دبا لیا۔

"بری بات اوتی ایشے شوٹے بچوں کو تنگ کلنا۔"

اس نے روہانسا ہو کر کہا تو ان تینوں نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

واہ بھئی! چھوٹے بڑوں کو جو مرضی کہیں لیکن بڑے چھوٹوں کو کچھ نہ کہیں۔یہ کہاں کا انصاف ہوا "بھلا؟"

حسن کے پوچھنے پر اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"تو جیشے آپ لد رے تھے میں نے ویشے ای بولا اے۔"

اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"تو میں ہی آپ کو جوکر لگ رہا تھا یہ دونوں کیوں نہیں لگے؟"

حسن نے سوالیہ ابرو اچکائی۔

"اف__ دوشتوں میں کامیڈی کامیڈی بات اوتی اے میں اش لیے بول را تھا۔"

اس کے ناک بھوں چڑھا کر کہنے پر وہ تینوں ہنس دیے۔

"اور ہم دوست کب بنے؟"

حسن نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"ابی بنے ایں جب میں واں سے آیا۔"

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہائیں_یہ کیا بات ہوئی بھلا؟"

حسن نے ماتھے پر بل ڈالے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

اووو ہی ہی ہی_آپ بالکل زوئی کھالہ(خالہ) جیشے لد رے او، وہ بی ایشے ای ترتی ایں۔"

"یہ تب اوا؟ ایشے تس نے تیا؟

وہ ہنس کر چہرے پر ویسے ہی تاثرات سجائے ان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

اس کی خالہ کے نام پر حسن کے دماغ میں یک دم اس دن والی ہنستی ہوئی لڑکی آ سمائی۔

"ام__مجھے لگتا ہے ہمیں کچھ کھا لینا چاہیے۔"

کافی دیر سے اس کی باتوں سے لطف اندوز ہوتا میکائیل جھٹ سے سیدھا ہو بیٹھا کیونکہ وہ اب گھر کی طرف جا رہا تھا اور اسے ایسے سب کو پبلک میں ڈسکس کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

عنوہ کی صبح فجر کی اذان سے پہلے آنکھ کھل گئی۔اس نے دیکھا تو میکائیل اور جے لپٹ کر سو رہے تھے وہ مسکراتی ہوئی دونوں پر کمفرٹر درست کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تہجد ادا کر کے اس نے قرآن مجید کی تلاوت کی پھر کھڑکی کھول کر نیچے لان میں جھانکا۔اندھیرے میں وہ حیات کاردار کو واک کرتے دیکھ کر چونکی، فجر میں ابھی وقت باقی تھا اسی لیے میکائیل اور جے بھی سو رہے تھے۔

جے نے میکائیل کو اپنے ساتھ نماز کے لیے لے جانا شروع کر دیا تھا ورنہ اسے نہیں معلوم تھا وہ پہلے نماز پڑھتا تھا یا نہیں۔عنوہ کی عادت تھی جے کو اپنے ساتھ نماز پڑھانے کی مگر اب وہ مسجد جانے کا شوقین بن چکا تھا۔

وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی باہر نکل آئی، حیات کاردار سوچوں میں گم تھے تبھی وہاں اس کی موجودگی محسوس نہ کر پائے۔

"السلام علیکم ڈیڈ! آپ اتنی صبح صبح یہاں کیوں کھڑے ہیں؟"

اس کی آواز پر وہ چونکے۔

وعلیکم السلام بیٹا! میں بس ایسے ہی چہل قدمی کرنے آ گیا، میرا دل گھبرا رہا تھا۔"

"خیر__ آپ بتاؤ کیوں جاگ رہی ہو؟

انھوں نے لمبا سانس لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا ڈیڈ؟"

اس کے فکرمند لہجے پر وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"بیٹا یہ تو روز کا معمول ہے، طبیعت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولے۔

"میں جانتی ہوں آپ کو کیا چیز پریشان رکھتی ہے۔"

اس کی بات پر وہ اچھنبے سے اسے دیکھنے لگے۔

"آپ سارا دن اپنے آپ کو کاموں میں مصروف رکھتے ہیں مگر رات ہوتے ہی آپ کو پچھتاوے گھیرنے لگتے ہیں جب ہر کوئی پر سکون نیند سویا ہوتا ہے تب آپ کا دماغ ہلچل مچا دیتا ہے۔آپ چاہے اللہ تعالیٰ سے اس کی جتنی مرضی معافی مانگیں مگر یہ بے چینی تب تک ختم نہیں ہو گی جب تک آپ اس کے لیے دل صاف نہیں کریں گے جس کے خواب روند ڈالے آپ نے۔"

وہ دھیمی لہجے میں بولتی انھیں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دکھیل رہی تھی، وہ سر جھکا گئے۔

"جانتے ہیں ڈیڈ جب آپ نے مجھے جاب دی میری معمولی سی ڈگری پر تو میرے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلیں تھیں آپ کے لیے۔

میں آپ جیسے فرشتہ صفت انسان کی گرویدہ ہو گئی تھی۔آپ نے سب ورکرز کو ہمیشہ اپنا سمجھ کر ان کی مدد کی مگر جب آپ کے بیٹے کے آنے کے بعد سب نے آپ دونوں کے درمیان سرد جنگ محسوس کی تو ہمیں میکائیل پر غصہ آنے لگا۔ہم غیر ہو کر آپ کی عنایتوں کی وجہ سے آپ کے مشکور تھے مگر وہ تو آپ کا بیٹا تھا آپ نے نہ جانے کیا کچھ کیا ہو گا اس کے لیے لیکن وہ اتنا بے مروت تھا۔

آہستہ آہستہ سب کے ساتھ اس کا رویہ ہتک آمیز ہو گیا سب کے دل میں اس کے لیے نفرت پنپنے لگی تھی شاید میں بھی انہی میں شامل ہو جاتی لیکن تبھی مجھے پتا چلا میرے بیٹے کا زندگی میں میرے علاوہ جو دوست بنا تھا جس کے وہ ہر لمحے راگ الاپتا رہتا تھا وہ 'میکائیل کاردار' تھا۔۔"

حیات کاردار نے جھٹ بے یقینی سے سر اٹھایا یعنی عنوہ سے شادی کی وجہ اس کا بیٹا تھا۔

"میں حیران تھی اتنا کٹھور پن دکھانے والا شخص ایک بچے کے لیے اتنا نرم کیسے ہو سکتا ہے؟

ابھی میں پوری طرح غور و فکر بھی نہیں کر پائی تھی کہ آپ میرے لیے ان کا رشتہ لے آئے۔میں نے جس طرح انھیں پرکھا تھا اس صورت میں کسی رسک کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی تبھی منع کرتی رہی۔

میرے لیے حالات بگڑتے جا رہے تھے میرا ہی بھائی میرا دشمن بن بیٹھا تھا۔میرے لیے آگے کنواں اور پیچھے کھائی تھی مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا فیصلہ کروں پھر والدین کے مرجھائے چہرے دیکھتے مجھے یہی فیصلہ بہتر لگا۔

یہاں آ کر میرے سب وسوسے ختم ہونے لگے وہ شخص ویسا نہیں تھا جیسا دکھائی دیتا تھا وہ اپنے آپ سے ہی ناراض تھا اور ایسا کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ ان کا تھا جو میری طرح بہت سے لوگوں کے آئیڈیل تھے۔"

وہ بولتے بولتے رکی تھی جو نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ! والدین کو بچوں کو بھی کھل کر سانس لینے دینا چاہیے ایسے وہ گھٹ گھٹ کر اندر سے مر جاتے ہیں۔کاروبار تو چلتا رہتا جیسے اب چل رہا ہے مگر رشتے کچی ڈور کی مانند ہوتے ہیں ایک بار ٹوٹ جائیں تو واپس نہیں آتے پھر بس خاک رہ جاتی ہے۔آپ نے بیٹا تو کھویا تھا ساتھ میں اپنا چین و سکون بھی کھو دیا۔اس طرح آپ تین لوگوں کی زندگی مٹی ہو گئی جو چھاننے کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں بچتا۔"

وہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے انھیں سمجھانے لگی۔

"اب بھی وقت ہے ڈیڈ_دیر مت کریں آپ ہاتھ بڑھا کر انھیں سینے سے لگا لیں ایسے ساری کثافتیں دھل جائیں گیں۔باپ ہیں آپ ان کے وہ آپ کو کبھی نہیں دھتکاریں گے۔"

فجر کی اذان کی آواز پر وہ مسکرا کر اٹھتی اندر چلی گئی تھی اور وہ وہیں نگاہیں جمائے بیٹھے رہ گئے۔

ان کے بیٹے کی قسمت چمک اٹھی تھی کیونکہ ان کی بہو لاجواب تھی۔

"میکائیل بیٹا! تمہارے فائنلز ہو جائیں پھر کچھ دن کے لیے کہیں گھوم پھر آنا۔"

شرمین کی بات پر عنوہ نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا جو ناشتے میں مصروف تھا۔

"میں تو چلا جاؤں گا مما مگر اپنی بہو سے پوچھیں وہ جائے گی میرے ساتھ۔"

اس کے پر سکون انداز پر عنوہ گڑبڑا گئی کیونکہ اب شرمین کا رخ اسی کی طرف ہو گیا تھا۔

کبھی کبھی اس کی منہ پھٹ طبیعت عنوہ کو سخت زہر لگتی تھی۔

"جی_ مما جو آپ کو ٹھیک لگے۔"

وہ خفت مٹانے کو سر جھکا گئی۔

حیات کاردار چپ چپ سے تھے۔

میکائیل نے ان کے لاتعلقی کو شدت سے محسوس کیا تھا مگر کچھ بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

"ضرور جانا چاہیے بیٹا یہی تو دن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے پھر تو خود ہی کہیں جانے کا دل نہیں کرتا اور نہ ہی فرصت ملتی ہے۔۔"

ان کے سمجھانے پر وہ سر ہلا گئی۔اب کیا کہتی وہ؟

میکائیل جے کو سکول چھوڑتا یونیورسٹی چلا گیا تھا۔

"__جہانگیر زید"

مس زہرہ نے اس کا نام پکارا تو وہ بے زاری سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اپنی کلاس میں سب سے چھوٹا تھا۔ہر بچہ چار یا ساڑھے چار سال کا تھا تبھی ٹیچر نے اس کا قد اور عمر دیکھتے ہوئے اس کے علاوہ سب کو مانیٹر بنایا تھا۔ہر ہفتے الگ بچے کی باری آتی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مس زہرہ پر اس کی ذہانت کے راز کھلنے لگے تھے وہ اپنی عمر سے بڑھ کر ہوشیار تھا اس لیے انھوں نے سوچا اس ہفتے اس کی باری ہے۔

"_یش مس"

اس کے ناک بھوں چڑھانے پر انھوں نے مسکراہٹ دبائی۔

"جہانگیر اس بار آپ بنو گے کلاس مانیٹر۔"

وہ بمشکل سنجیدگی اختیار کیے بولیں۔

"_لیتن مدے نئیں بننا مس"

اس نے جھٹ سے انکار کیا۔

"ارے کیوں بھئی؟"

وہ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگیں۔

ہر بچہ اُتاوُلا ہوتا تھا بننے کے لیے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"آپ چھٹی نئیں ترنے دیتی ایں پھر لیتن ایک بتے(بچے) کو ضروری کام بی او سکتا اے۔"

اس نے فٹ سے جواب دیا۔

"مگر بیٹے میں کونسا زیادہ دن کے لیے بنا رہی ہوں؟ آپ ریگولر کلاسز لے رہے ہو بس ایک ہفتے کی ہی چھٹیاں کیں تھیں وہ بھی آپ کی مومی نے درخواست دی تھی۔ان سے میری پرسنلی بات ہوتی رہتی ہے وہ اس حق میں نہیں ہیں کہ آپ چھٹیاں کریں۔"

انھوں نے دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم مومی چھٹی نئیں ترنے دیتی ایں لیتن بتے(بچے) کو فیول(بخار) بی او سکتا اے۔

اس نے انھیں تمام ممکنہ خطرات سے آگاہ کیا۔

"ہاہ ٹھیک ہے نہ بنیں آپ۔"

آخر وہ ہار مانتے ہوئے بولیں۔

وہ اچھی طرح جانتی تھیں اسے ڈسٹر، بورڈ پوائنٹر اور باقی ساری زمہ داریاں نہیں اٹھانی تھیں تبھی بہانے بنا رہا تھا۔اس کی ماں نے تو کہا تھا وہ دوستی کرنا چاہتا ہے بچوں سے مگر اس نے ابھی تک کوئی دوست نہیں بنایا تھا۔لڑکوں سے پھر بھی تھوڑی سی بات چیت کر لیتا تھا مگر لڑکیوں سے سو فٹ کی دوری پر بیٹھتا تھا۔

سب کو زچ کرنے میں پیش پیش رہتا تھا۔

کون ہوم ورک کرنا بھول گیا؟ کس نے رنگ برنگی جرابیں پہنی ہیں۔کس کے ناخن بڑے ہیں؟

سب کچھ اس کے علم میں رہتا تھا۔

السلام علیکم اپیا! کیسی ہیں آپ؟"

"جب سے پیا کے گھر گئیں ہیں ہمیں تو بالکل ہی بھلا دیا آپ نے۔

زویا نے شریر لہجے میں کہا۔

"بکواس نہیں کرو، یہ بتاؤ گھر میں سب سیٹ ہے؟"

اس نے خفگی سے کہتے ہوئے پوچھا۔

"جی اپیا سب ٹھیک بلکہ راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔سچ بتائیں آپ نے ابو کو کیا گھول کے پلایا تھا؟ وہ تو ویسے رہے ہی نہیں ہیں اب تو ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں اور زیادہ تر گھر میں ہی رہتے ہیں۔"

زویا کی چہکتی ہوئی آواز پر اس نے تشکر بھری سانس لی۔

"بھائی واپس آ گئے تھے؟"

اس نے سب سے ضروری سوال پوچھا۔

"اپیا! وہ گئے ہی نہیں تھے۔جب ہم لوگ واپس آئے تو بھائی ابو سے معافی مانگنے لگے۔وہ اپنے کیے پر شرمندہ تھے تو ابو نے معاف کر دیا انھوں نے کہا آپ کے کہنے پر معاف کر رہے ہیں ورنہ وہ تو ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔انھوں نے سخت سرزنش کی مگر بھائی نے منہ سے بھانپ تک نہیں نکالی۔"

زویا نے اسے تفصیل بتائی۔

"اچھا اور بھابھی کا کیا ردعمل تھا؟"

اس کے پوچھنے پر کچھ دیر دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"بھابھی بھی بالکل چپ چاپ ہیں انھوں نے تو کچن میں ہمارا ہاتھ بھی بٹانا شروع کر دیا ہے۔ہم تو حیران ہیں جبکہ امی بہت خوش ہیں گھر میں پر سکون ماحول دیکھ کر۔"

زویا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابو نے سب کو میری شادی کا بتایا؟"

اس نے پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

"جی بتا دیا اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بھائی نے کہا مجھے بھی بلا لیتے تو ابو کہنے لگے جیسے تمہارے کارنامے تھے تمہیں بلا کر میں نے ہنگامہ کھڑا نہیں کرنا تھا۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولی۔

ہمم اللہ کرے یہ سب خوش آئند ہو۔"

"__اب کوئی ہنگامی کھڑا نہ ہو بس

اس کے دعا کرنے پر زویا نے آمین کہتے ادھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔

میکائیل جے کو گھر ڈراپ کر گیا تھا۔

عنوہ نے جے کو فرنچ فرائز بنا دیں تھیں جتنی دیر میں اس نے کھائیں وہ اپنی چادر اٹھا لائی۔

شرمین اور حیات کاردار گھر نہیں تھے اسی بات کا فائدہ اٹھاتے وہ دونوں ماں بیٹا گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

جے بہت دنوں سے اپنے بابا سے ملنا چاہتا تھا عنوہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کرے مگر آج موقع مل گیا تھا۔

تانگے میں بیٹھے وہ نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنے سفر پر گامزن تھے۔

عنوہ نے حارث زید کی قبر پر فاتحہ خوانی کی اور کچھ دیر وہاں رک کر وہ لوگ واپس آ گئے۔

ابھی کوئی بھی گھر واپس نہیں لوٹا تھا تبھی وہ آرام سے کمرے میں داخل ہوئے۔

"مومی__ مدے بابا تی آلمی مین والی کیپ دیں ابی مدے پہننی اے۔"

جے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑنے لگا جس پر وہ ناچار اٹھی اور الماری سے حارث زید کی یونیفارم اور ٹوپی نکال لائی۔

"اووو واؤ! میں بالکل آلمی تیف لگ لا اوں، ڈشوں ڈشوں ڈشوں مال دوں دا شب تو۔"

جے ٹوپی پہن کر کھکھلایا اور بیڈ پر اچھل کود کرنے لگا۔

عنوہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کا آدھا چہرہ ٹوپی سے چھپ گیا تھا کہ تبھی دھاڑ سے دروازہ کھلا۔

وہ دونوں دروازے میں کھڑے غصے سے گھورتے میکائیل کاردار کو دیکھنے لگے۔

جے چہک کر بیڈ سے اترا جبکہ عنوہ بوکھلا گئی تھی اس نے ایک نظر یونیفارم پر ڈالی اور دوسری میکائیل پر۔

"مم! ہمیں وہاں سے واپس نہیں آنا چاہیے تھا۔"

سنبل بیڈ پر لیٹی پاؤں ہلاتی ہوئی بولی۔

ہاں تا کہ وہاں روز ہم اپنی بے عزتی کا ایک سیشن کرواتے میرے اس بے مروت بھانجے کے ہاتھوں۔"

نرمین نے نخوت سے کہا۔

"اوہو مم! اس کی تو عادت ہے، بچپن سے ہی اکھڑ مزاج ہے۔آپ تو جیسے یہ بات جانتی ہی نہیں ہیں۔"

وہ بد لحاظی سے بولی۔

کس لیے رہتے ہم؟"

"اس کی شادی ہو چکی ہے اب بیوی اور ایک عدد پلا ہوا بچہ بھی ہے۔

انھوں نے اسے حقیقت سے روشناس کرایا۔

آئی نو مم لیکن وہ ایک میچور عورت ہے۔"

آپ کو لگتا ہے وہ میکائیل کی بے مروتی برداشت کرے گی؟ وہ ہر بات پہ چلانا شروع کر دیتا ہے کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔

"کیا دو لوگوں کو اپنے کمرے میں برداشت کرے گا؟

وہ ان کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگی۔

تم یہ مت بھولو کہ ان دو لوگوں کو اس نے کسی کی زور زبردستی پر نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اپنایا "

"ہے۔

ان کے کہنے پر وہ لب بھینچ گئی۔

"خیر جو بھی ہے آپ خالہ سے حالات معلوم کرتی رہیے گا جیسے ہی کوئی اونچ نیچ ہو مجھے بتایئے گا۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے باہر دیکھنے لگی۔

نرمین اس کی بات پر چونکیں نا جانے اس کے شیطانی دماغ میں کیا چل رہا تھا؟

وہ لوگ یونیورسٹی میں موجود تھے۔

ولید بہت دنوں سے حسن کو کھویا ہوا محسوس کر رہا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

"حسن یار! کیا چکر ہے جو تو بیٹھے بیٹھے کھو جاتا ہے اور چلتے چلتے رک جاتا ہے؟ اس کی وجہ وہی بات تو نہیں جو عموماً ہوتی ہے۔"

ولید نے کہتے لب دبا لیے۔

"ن ن نہیں تو کونسا چکر بھئی کوئی چکر نہیں ہے؟ تم تو ایویں بندے کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔"

حسن گڑبڑا کر کہتا رخ موڑ گیا۔

"چل بتا دے اب، تیرا یار ہوں میں۔"

ولید گنگنایا تو حسن یک دم کھڑا ہو گیا۔

"بکواس مت کر اور سیدھی طرح چل میکائیل ہمارا ایڈمن آفس میں انتظار کر رہا ہو گا۔"

وہ اسے گھورتا ہوا چل پڑا۔

"ٹھیک ہے پھر میں میکائیل کو ہی بتا دوں گا وہی اگلوائے گا تجھ سے۔"

ولید کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی تبھی وہ جھٹ سے پلٹا۔

"یار دیکھ اس کو مت بتانا وہ تو بال کی کھال نکال لے گا، پلیززززز۔"

وہ منت سماجت کرنے لگا۔

"اوہو اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے یعنی واقعی کوئی سین آن ہے برو۔"

ولید نے ابرو اٹھائی۔

"__ دیکھ میں تجھے گھر جا کر بتا دوں گا ابھی کوئی ڈرامہ نہ کریٹ کر"

حسن نے اسے گھورا۔

کیا ہوا بھئی؟"

"کون ڈرامہ کر رہا ہے؟

میکائیل کی آواز پر حسن آنکھوں ہی آنکھوں میں ولید کو تنبیہہ کرتا اس کی طرف گھوما تھا۔

کچھ نہیں یار__ اسے بس ہر وقت پڑھائی کا شوق چڑھا رہتا ہے دو گھڑی بھی سکون نہیں لینے دیتا تبھی "
"میں کہہ رہا تھا اب کوئی ڈرامہ نہ کرے۔

حسن لب چباتے ہوئے ولید پر طنز کر گیا۔

ہاہ_ آخر کو ٹاپر ہے جناب، پڑھے گا نہیں تو بھینس چرائے گا۔ویسے اگر تمہیں بھینس چرانے کی نوبت " آئے تو میرے پاس دوڑے چلے آنا میں اپنے لعل کو سینے سے لگا لوں گا۔"

اس نے دائیں آنکھ دبا کر کہا اور پھر ولید کے ساتھ چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"___کھی کھی کھی ویری فنی"

حسن نے استہزائیہ کہتے سر جھٹکا۔

"__چلو اب چلتے ہیں تھک گیا ہوں میں"

میکائیل نے کہتے ہوئے گردن مسلی۔

"بھینس تو تم چراتے جیسی تمہاری حالت ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت نازل کی جس کی وجہ سے تم ایک کروڑ پتی باپ کے بیٹے ہو۔دو کام کر کے ہی تم تھک جاتے ہو۔"

حسن نے بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"یار ولی! دھواں بتا رہا ہے آگ زوروں کی لگی ہوئی ہے۔"

میکائیل اور ولید پھر سے ہنس دیے۔

حسن جلتے کڑھتے انھیں زیر لب گالیوں سے نوازتا آگے بڑھ گیا۔

میکائیل ان کے ساتھ یونیورسٹی سے نکل آیا تھا اس نے سوچا ان کو گھر ڈراپ کر کے آفس چلا جائے گا۔وہ لوگ ابھی راستے میں تھے جب ولید یک دم چلایا۔

"یار__ وہ بھابھی ہیں نا اور ساتھ جے بھی ہے۔یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

اس کی آواز پر میکائیل بھی گھوما تھا۔

عنوہ جے کا ہاتھ پکڑے سڑک کی ایک طرف کھڑی شاید کسی سواری کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ ابھی آگے بڑھنے کا سوچ ہی رہا تھا تبھی وہ تانگے میں سوار ہو گئے۔جے کافی چہک رہا تھا، میکائیل جانتا تھا اسے تانگے کی سواری بہت پسند تھی۔

اسے دوستوں کے سامنے کافی شرمندگی اٹھانی پڑی تھی وہ سوچ رہے ہوں گے کہ میکائیل کاردار اپنی زمہ داری بھی سہی طرح نہیں نبھا پایا۔ہر چیز کو غیر سنجیدہ لینے والا یہاں بھی سنجیدہ نہ ہوا۔

ولید اور حسن اس کے چہرے کے کرخت تاثرات دیکھتے دوسری باتوں میں الجھانے لگے مگر یہ بات بھلانے والی نہیں تھی۔

آفس جانے کی بجائے وہ انھیں گھر ڈراپ کرتا سیدھا تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔عنوہ اڑی رنگت لیے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ جے اس کی شرٹ کھینچ کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہ رہا تھا۔وہ شاید اسے اپنی ٹوپی دکھانا چاہتا تھا مگر وہ اس وقت اسے بھی اگنور کر گیا اور یہیں وہ غلطی کر گیا تھا۔

"کہاں گئیں تھیں تم؟"

وہ براہِ راست عنوہ کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا۔

"میں وہ__ یہیں تھی میں نے کہاں جانا تھا؟"

عنوہ ہکلائی اس نے پہلی بار میکائیل کو غصے میں دیکھا تھا۔

"جھوٹ مت بولو، میں نے خود تمہیں دیکھا ہے جے کا ہاتھ پکڑے سڑک کے کنارے کھڑیں تھیں پھر تانگے میں سوار ہو گئیں۔کہہ دو اب بھی جھوٹ بول رہا ہوں میں۔"

وہ دھاڑا تو عنوہ کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"میں وہ جے کو اس کے بابا کی قبر پر لے گئی تھی۔"

وہ بمشکل خود کی کپکپاہٹ پر قابو پائے بولی۔

میکائیل کچھ لمحے خاموش رہ گیا۔

"جہاں بھی جانا تھا ڈرائیور کے ساتھ جاتیں اگر وہ نہیں تھا تو مجھے بول دیتیں۔میں مر تو نہیں گیا تھا۔"

وہ دو قدم آگے بڑھا۔

"ممم مجھے لگا آپ برا مان جائیں گے اسی لیے نہیں کہہ پائی۔"

وہ اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

جے کو میں باہر بھی تو لے جاتا ہوں تم مجھے کہتی تو میں اسے قبرستان بھی لے جاتا مگر تمہیں نہیں "جانا چاہیے تھا۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

عنوہ نے بے یقینی سے دیکھا مطلب وہ اسے نہیں جانے دینا چاہتا قبر پر، کیا وہ حارث زید سے جیلس ہو رہا تھا ایک شہید سے؟

ابھی وہ مزید بولتا جب اسے زور سے کوئی چیز آ کر لگی وہ پلٹا تو جے پر نظر پڑی جو مٹھیاں بھینچے اسے گھور رہا تھا اور یقیناً پیچھے سے اسی نے اپنی ریموٹ کنٹرول گاڑی کے ساتھ حملہ کیا تھا۔

"میری مومی شے دور ہٹیں ورنہ میں اش بنی تے شات آپ تو زور شے مالوں دا۔"

وہ غرایا جس پر میکائیل نے حیرت سے اسے دیکھا اور چونکی تو عنوہ بھی تھی جس کا بیٹا تن کر کھڑا تھا۔

میکائیل نے بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ مارا وہ یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ جے بھی یہیں موجود ہے اب اس کو کیسے رام کرے گا؟

"مدے فائت ترنی بی آتی اے ایک کک مالوں دا اور آپ دور اڑتے اوئے جائیں دے، میلی مومی پر شاؤٹ ترتے او ہونہہ۔"

وہ پہلے والے جے سے یکسر مختلف لگ رہا تھا۔

اب وہ صرف ایک بیٹا دکھائی دے رہا تھا۔

"جے مائی سن میں چم ہوں آپ کا، بھول گئے آپ۔"

وہ نرم مسکراہٹ لیے بولا۔

نئیں او آپ میلے چم آپ بی بید انتل جیشے او۔"

"مدے آپ سے بات نئیں ترنی اے۔

وہ بولتا ہوا بیڈ پر چڑھ کر عنوہ کی گود میں بیٹھا۔

"مومی! ڈرنا نئیں اے آپ نے جے اب بدا او گیا اے وہ شب تو دیک لے دا۔"

اس نے اپنے ننھے منے ہاتھوں میں عنوہ کا چہرہ تھاما جو نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

جے حیران تھا اس کی مما کو رونا کیوں نہیں آ رہا ویسے تو وہ ہر وقت روتی رہتی تھیں۔

اسے معاملہ سمجھ نہیں آیا تھا مگر اس کے لیے جو بات ضروری تھی وہ اپنی ماں پر کیل کار کا غصہ کرنا تھا۔وہ کون ہوتا ہے اس کی ماں پر چلانے والا؟ وہ اس کے گھر میں رہتے تھے شاید اسی لیے وہ اس کی ماں کو اٹیٹیوڈ دکھا رہا تھا تبھی وہ سوچتا ہوا اٹھا۔

مومی_اب ام یاں نئیں لہیں دے۔"

ام اپنے گھر دائیں دے تلیں اپنی شاری چیزیں تھا لیں۔ام ابو تو با لیں دے ان تے شات کہیں دے۔ "باقی شب گندے ایں۔

اس نے عنوہ پر حکم صادر کیا تو وہ مسکراہٹ دباتی اثبات میں سر ہلا گئی جبکہ میکائیل کاردار نے ہونق پن سے انھیں دیکھا۔

وہ اپنا بیگ اٹھائے اس میں سارے کھلونے بھرنے لگا پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

میکائیل نے پلٹ کر عنوہ کو دیکھا جو کندھے اچکاتی الماری کھول گئی۔

وہ سر کھجانے لگا یہاں تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔

جے نے بڑبڑاتے ہوئے لاؤنج اور باقی پورے گھر سے کھلونے سمیٹے اب صرف حیات کاردار اور شرمین کا بیڈ روم بچا تھا اس نے دروازہ ناک کیا اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہو گیا۔

اسے پہلے ہر کسی کے کمرے میں بے دھڑک اندر داخل ہونے کی عادت تھی یہیں آ کر عنوہ نے اسے دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہونا سکھایا تھا۔

"جے بیٹا! خیریت تو ہے یہ کیا کر رہے ہو آپ؟"

حیات کاردار جو ابھی شاور لے کر نکلے تھے اس کی پھرتیاں دیکھ کر چونکے جو زبردستی بیگ کے اندر کھلونے ٹھونس رہا تھا۔

شرمین بھی کافی رکھتی ہوئیں پلٹیں۔

"دی ہاں! ام لوگ اپنے گھر واپس دا رے ایں۔

دے اپنی مومی کو لے دائے دا، کیل کار اب دے کے چم نئیں ایں بش۔۔"

اس نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے وہاں سے سامان اٹھایا اور چلا گیا۔

حیات کاردار اور شرمین ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے اس کے پیچھے ہی باہر نکل آئے۔

انھوں نے آج پہلی بار اسے غصے میں دیکھا تھا، اس کے پیچھے ضرور کوئی وجہ ہو گی۔

"جے بیٹا! ہوا کیا ہے بتائیں تو سہی آپ؟"

حیات کاردار اس کے پیچھے پیچھے تھے۔

چم بید انتل جیشے بن دئے ایں وہ دے کی مومی پر شاؤٹ ترتے ایں۔دے اپنی مومی تو لے تر تلا "دائے دا۔"

وہ غصے سے لال پیلا چہرہ لیے انھیں تک رہا تھا۔

اس کی بات پر وہ بے ساختہ چونکے۔

آج پہلی بار وہ ایسا سن رہے تھے ورنہ تو انھوں نے شادی کے بعد ایک الگ ہی میکائیل دیکھا تھا۔

وہ یک دم اس کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے جب شرمین نے جلدی سے ان کا بازو پکڑ لیا۔

"پلیز حیات! آپ ایسے مت کریں ان کا آپسی معاملہ ہے خود سلجھا لیں گے۔جے تو ابھی بچہ ہے جانے کیا بات ہوئی ہے، اسے کونسا سمجھ آئی ہو گی؟ آوازیں کمرے سے باہر سنائی دیں تب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم مداخلت کریں۔وہ آپ سے پہلے ہی متنفر ہے مزید معاملات خراب مت کریں۔"

وہ التجائیہ انداز میں بولیں جس پر انھوں نے لب بھینچ لیے۔

شرمین کی بات انھیں درست لگی تھی ابھی تو وہ اس سے بات کرنے کے لیے ہمت مجتمع کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔انھیں صورت حال کو دیکھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔

"دے بےبی نئیں اے وہ پورے تین شال اور چھ منتھ تا اے۔"

جے نے فوراً رک کر انھیں ملی جلی اردو اور انگریزی میں باور کرایا اور جھٹ سے کمرے میں گھس گیا۔

پیچھے وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔

میکائیل نے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے ایک نظر عنوہ پر ڈالی جو اس کی موجودگی سے بے نیاز الماری کے پٹ کھولے کھڑی تھی ابھی تک اس نے پیکنگ کے لیے کوئی بھی چیز نہیں نکالی تھی۔وہ نا جانے کیا سوچ رہی تھی؟

"تم واقعی جا رہی ہو؟"

میکائیل کاردار ہر کسی کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا، آج تھوڑا خوفزدہ تھا۔اسے لگ رہا تھا وہ دونوں اسے چھوڑ جائیں گے۔اسے تو کسی کو منانا بھی نہیں آتا تھا نہ کبھی کسی سے معافی مانگی تھی۔

"جی_؟"

عنوہ نا سمجھی سے دیکھتی ہوئی مڑی۔

"میں وہ ہ ہ__وہ میں کہہ رہا تھا تتتم جا رہی ہو کیا؟"

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اس کی آواز لرزی تھی جو عنوہ بخوبی محسوس کر گئی تھی۔اسے بے ساختہ ترس آیا تھا اس پر۔

ابھی وہ کچھ بولتی تبھی جے اپنا بیگ اٹھائے اندر آیا تھا اور میکائیل کاردار کو اگنور کیے عنوہ کے پاس چلا گیا جس پر وہ چونکی۔

میکائیل نے اس کے اگنور کرنے پر اضطرابی کیفیت میں بال ٹھیک کیے۔

"مومی__اب تلیں بی اپنے کپلے(کپڑے) دالیں ام نے دانا اے۔"

اس نے عنوہ کی قمیض کا کونا کھینچتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کیا۔

عنوہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی مطلب وہ سنجیدہ تھا۔

"جے_میری جان ہم کیسے جا سکتے ہیں؟

ابو کو پتا چلا تو وہ بہت ڈانٹیں گے۔"

عنوہ مصنوعی مسکینیت طاری کرتے ہوئے صوفے پر جا بیٹھی۔

"اووو مومی وہ تیوں دانتیں دے؟ وہ تو اتنے اچے ایں شب تے شات اتنا پیال تلتے ایں۔"

جے منہ بسورے اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

میری جان_ابو بے شک سب سے پیار کرتے ہیں مگر وہ مجھے بول کر گئے تھے کہ ہم دونوں اب یہیں "رہیں۔"

عنوہ نے بیچارگی شکل بناتے اسے رام کرنا چاہا۔

"اوہ نو مومی! اب ام تیا تریں؟"

جے نے لہجے میں دنیا جہان کی فکر سموئی۔

"آپ کو اپنے چم پر غصہ ہے تو پھر ناراضگی تو آپ یہاں رہ کر بھی جتا سکتے ہو تبھی زیادہ مزا آئے گا۔ اب یہ ہمارا گھر بھی ہے اگر وہ ہم پر غصہ کریں گے تو ہم مما اور ڈیڈ کو بھی بتا سکتے ہیں۔"

عنوہ نے اس کی طرف آنکھیں پٹپٹائیں۔

"اوہ یسسسسس مومی پھر ہی تو مزا آئے دا۔"

جے کھکھلا اٹھا۔

ان دونوں نے بیڈ پر بیٹھے میکائیل کی طرف دیکھا جو بے چینی سے ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا، وہ ان کی کھسر پھسر سننا چاہتا تھا جو اتنے دیر سے وہ وہ دونوں انتہائی رازداری کے ساتھ کر رہے تھے۔

وہ کوئی ٹین ایج جذباتی لڑکی نہیں تھی، اس نے جوانی میں ہی ایک دنیا دیکھ لی تھی۔ وہ ہر شخص کو دیکھ کر ہی اس کی اندرونی کیفیت جان جاتی تھی تبھی اس نے میکائیل کاردار کی اذیت پرکھ لی تھی۔

اسے شادی سے پہلے والا میکائیل بھی یاد تھا جو آفس میں ہر کسی پر دھاڑتا رہتا تھا مگر شادی کے بعد آج پہلی بار اس نے غصہ دکھایا تھا جو جے کی بدولت اسی کے گلے پڑ گیا تھا۔

عنوہ اپنی غلطی تسلیم کرتی تھی اسے ایسے بنا بتائے اکیلے گھر سے نہیں جانا چاہیے تھا اسی لیے اس کا غصہ بجا تھا۔

اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا مگر دیکھنا یہ تھا کہ اس کا جے کیا کرنے والا تھا اپنے واحد دوست کے ساتھ۔

جے__یہ کیا ہے؟؟؟"

بیگ میں سارے کھلونے تو بھر لیے اور ساری بکس نکال دیں۔زیادہ ضروری کیا ہے آپ کے لیے؟؟؟

عنوہ نے خفگی سے صوفے پر پڑے کتابوں کی طرف اشارہ کیا جو وہ غصے میں بیگ سے نکال کر صوفے پر ڈال گیا تھا۔

"مومی_مدے ونیلا کسٹرڈ دیں جو ام نے با کر رکھا تا۔"

جے نے واویلا ڈالنا شروع کر دیا تو عنوہ اس کی چالاکی پر کھول کر رہ گئی پھر ناچار اس کا ہاتھ پکڑے کچن میں لے گئی۔

ان کے جانے پر میکائیل نے بے ساختہ تشکر بھری سانس لی۔

"اب بتا کون ہے وہ؟"

ولید گھر پہنچتے ہی جلدی جلدی لنچ کر کے حسن کے پاس آ دھمکا اور آتے ہی اپنے مطلب کا سوال پوچھا تھا۔

تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر یہ پوچھنے آئے ہو؟ کل پیپر ہے، تمہارا پڑھائی کا کیڑا فوت ہو گیا "

"کیا؟

حسن نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"مجھ سے تو پڑھا نہیں جائے گا جب تک تو اپنے منہ سے نہیں پھوٹے گا لڑکی کا نام؟"

ولید نے اس کی گردن میں بازو ڈالا۔

"توبہ ہے تم تو آکٹوپس کی طرح چپک ہی گئے ہو۔"

اس نے ولید کا بازو جھٹکا۔

ولید کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد اپنا فون نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

حسن تو یہ دیکھ کر گڑبڑا گیا تھا اس نے جلدی سے فون چھینا۔

اچھا میرے باپ سن لے، وہ_وہ_وہ بھابھی کی بہن ہے جو اس دن ہنسی تھی مجھ پر شاید اس کا نام "زویا ہے۔"

اس نے کان سہلاتے ہوئے بتایا تو ولید کی چیخ نکل گئی۔

اف یہ تو کیا کہہ رہا ہے میکائیل کی تو ابھی خود کی ہی کشتی پار نہیں لگی تجھے اپنی پڑی ہے، تیرا قتل پکا "ہے اس کے ہاتھوں۔"

ولید نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

آہستہ بک لے ابھی میری بینڈ بج جائے گی، تجھے میکائیل کے سامنے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے "جب بھی بات کرنی ہو گی میں خود کر لوں گا۔"

حسن نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

مجھے تو تیری حالت سوچ سوچ کے ہنسی آ رہی ہے ویسے ایک بات ہے تو دنیا کا انوکھا پیس ہے جسے وہ "لڑکی پسند آئی ہے جو تجھ پر ہنسی تھی۔"

ولید تو کافی لطف اندوز ہو رہا تھا اس کی صورتحال سے تبھی اس کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

لوگ تجھے جانے کیوں اتنا شریف سمجھتے ہیں حالانکہ انتہا کا کمینہ ہے تو، سو بے شرم مرے ہونگے تب "تم تشریف لائے ہو گے۔میری معصوم بہن کی زندگی ہی تیرے ساتھ جڑنی تھی، تجھے کوئی جانے پہچانے "تو پتا چلے صرف میکائیل کو کاپی پیسٹ کیا گیا ہے ہونہہ۔

حسن نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

نکال لے بچہ ساری بھڑاس نکال لے کیونکہ میکائیل کاردار کے سامنے تو بس تم میاؤں میاؤں ہی کر " سکتے ہو۔ابھی سکون کرو پھر مزا آئے گا جب تمہاری گردن اس کے ہاتھ میں ہو گی۔میں چلا آرام سے "پڑھنے، بائے بائے مائی ڈیئر حسن۔

ولید اس کو چڑاتا ہوا نکل آیا پیچھے اس نے اپنا مستقبل سوچتے ہوئے بے ساختہ جھرجھری لی۔

کمرے سے نکلتے ہی ولید کا ٹکراؤ ایمانے سے ہوا جو اسے دیکھتے ہی بھاگنے کے لیے پر تولنے لگی تھی۔

"ایمانے اپنے بھائی کو ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلا دینا، ہو سکے تو سر پر بھی ڈال دینا۔"

ولید نے ہنستے ہوئے پیچھے سے ہانک لگائی جو کچن میں گھس گئی تھی۔

اپنے بھائی کا مذاق اڑانے پر دانت پیسنے لگی، ہمیشہ سے ان کا یہی تو چلتا تھا۔

میکائیل__یار پرسوں پیپر ہے اور تو نے ابھی تک سلیبس بھی نہیں دیکھا بندہ کم از کم آؤٹ لائن ہی " "دیکھ لیتا ہے۔یہ تو صرف اور صرف اپنے ساتھ غلط کر رہا ہے اس میں کسی کا کچھ نہیں بگڑنا۔

ولید نے فون کان سے لگائے تاسف سے کہا۔

بس کر دے تو یہ روز روز کے بھاشن اب تو آخری سیمسٹر کے بھی فائنلز آ گئے ہیں۔ ابھی کل کا دن " باقی ہے تم بھیج دینا سارے نوٹس، ایک نظر دیکھ لوں گا میں نے کونسا ٹاپ کرنا ہے بس پاس ہی تو ہونا "ہے۔

میکائیل نے گویا ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"ہاہ__ ٹھیک ہے مگر کل نہیں میں آج ہی بھیجوں گا اور تجھے اچھے سے تیاری کرنی ہے۔دو تین گھنٹے لگا کر پوری توجہ سے سارا دہرانا اگر کچھ نہ ہو پائے تو مجھ سے مدد لے لینا ویسے تجھے مدد کی ضرورت پڑتی تو نہیں ہے اگر دماغ لگا لے کچھ دیر۔"

ولید نے اسے ہمیشہ کی طرح نصیحت کی۔

"تجھے پڑھائی کی پڑی ہے اور یہاں مجھے دینے کے لینے پڑ گئے ہیں۔"

میکائیل نے بیزاری سے بیڈ سے پشت لگائی۔

کیوں کیا ہوا؟"

"سب خیریت ہے نا؟

ولید نے حیرت سے پوچھا۔

"کہاں یاررر؟

جے ناراض ہے، مجھ سے منہ پھلا رکھا ہے اور سارے گھر میں اپنی ماں کا پلو پکڑے گھوم رہا ہے۔"

میکائیل نے افسردگی سے کہا۔

ہاہاہاہا رئیلی__ چلو کوئی تو ہے جو تمہیں ناکوں چنے چبوا سکتا ہے۔"

مجھے تو سن کر بہت مزا آیا ہے۔

"آج تو میرا پڑھنے کا بھی دل نہیں کر رہا، تم دونوں کی پتلی حالت مجھے سرور بخش رہی ہے۔

ولید نے زبردست قہقہہ لگایا۔

"کھی کھی کھی ویری فنی، ہونہہ۔

حسن کا کیا سین ہے؟"

میکائیل نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"_ارے کچھ نہیں بس ایسے ہی

"تو یہ بتا جے کیوں ناراض ہے؟

ولید نے بر وقت بات بدلی۔

"ہمممم__وہ بس تھوڑا سا اس کی ماں کو کچھ بول دیا تھا۔"

میکائیل نے سر کھجایا۔

"ہاہاہاہا__مطلب بھائی کی تھوڑی سی بات پر اتنا غصہ دکھایا گیا ہے تو سوچو جیسے ہمارے ساتھ کرتے ہو ویسا غلطی سے بھی کر دیا تو سمجھو آوٹ۔"

ولید نے اسے تنبیہہ کی۔

"اچھا زیادہ چخ چخ مت کر اور آرام سے پیپر کی تیاری کر۔"

میکائیل نے اسے لتاڑا۔

میں کل پڑھوں گا ابھی تو سوؤں گا، ایسا سکون ملا ہے آج نیند بھی شاندار آئے گی تو اپنے سسر نما "بیٹے کو منانے کی تیاری پکڑ شاباش، گڈ نائٹ سویٹ ڈریمزززززز۔"

ولید اسے زچ کرتا فون بند کر گیا تھا۔

میکائیل نے اسے زیر لب گالیوں سے نوازتے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہی تھا کہ تبھی وہ دونوں ماں بیٹے چہکتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

میکائیل نے کن انکھیوں سے انھیں دیکھا، عنوہ نے جے کو نائٹ سوٹ پہنایا اور صوفے پر بٹھا دیا۔

جب تک وہ کپڑے چینج کر کے آئی تب تک جے بنی کے ساتھ مصروف رہا۔

میکائیل بے چینی سے انھیں ہی دیکھتا رہا۔

وہ دونوں جان گئے تھے کہ میکائیل کاردار ایک جذباتی انسان ہے تبھی وہ اسے جذبوں کی مار مار رہے تھے۔

"مومی_ آپ تے بال میں باؤں دا۔"

جے نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی عنوہ سے ہیئر برش لیا اور اس کے سلجھے ہوئے بال مزید الجھانے لگا۔عنوہ کو ناچار خود پر قابو رکھنا پڑا تا کہ اس کا بیٹا اپنی ایکٹنگ جاری رکھ سکے۔

میکائیل نے کافی بار انھیں مخاطب کرنا چاہا مگر انا آڑے آتی رہی۔

"__مومی آج تکول میں"

عنوہ جے سے برش لے کر جلدی جلدی بال سلجھاتی بیڈ کی طرف آئی کیونکہ وہ میکائیل کی گہری نگاہیں خود پر محسوس کر گئی تھی۔

اس کے لیٹتے ہی جے آ کر اس سے لپٹ گیا اور پھر اس کی نان اسٹاپ باتیں شروع ہو گئیں۔

میکائیل کا منہ کھلا رہ گیا مطلب ناراضی شدید تھی تبھی تو جے اس کی طرف آنے کی بجائے ماں کے پاس چلا گیا تھا۔

وہ کچھ دیر دوسری طرف رخ موڑے لیٹا رہا مگر ان کی کھسر پھسر پر صبر نہ ہوا تو کروٹ بدل لی۔اب وہ دونوں اس کے سامنے تھے، وہ چہرے پر مسکینی طاری کیے انھیں دیکھتا رہا کہ شاید وہ اس پر ترس کھا کر خود ہی بول لیں مگر ایسا نہ ہوا۔

وہ بھی ڈھیٹ ثابت ہوئے، یونہی لیٹے لیٹے سو گئے تھے۔

"بے مروت لوگ۔"

وہ انھیں نئے القاب سے نوازتے مسکراتا ہوا آنکھیں موند گیا تھا جو خود بے مروتی کا ریکارڈ ہولڈر تھا۔

نرمین نے باتوں ہی باتوں میں کچھ صورتحال جان لی تھی شرمین بھی بہن ہونے کے ناطے دوپہر میں ہوئی چپقلش کے بارے میں بتا گئیں جس پر ان کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

انھوں نے سب سنبل کو بتایا تو اس نے فٹا فٹ سکردو جانے کی تیاری پکڑ لی اور نتیجتاً وہ صبح ہی صبح یہاں موجود تھیں۔

عنوہ ناشتہ بنانے کے لیے کچن میں موجود تھی جب اسے بہت سی آوازیں آئیں وہ عجلت میں باہر آئی تو سامنے ہی شرمین کے ساتھ موجود ان کی بہن اور بھانجی کو دیکھ کر سارا موڈ غارت ہو گیا وہ ان کے ارادے اچھے سے سمجھتی تھی تبھی بھاری قدموں کے ساتھ ان سے آ کر ملی۔

انھوں نے بھی کوئی جوش دکھائے بغیر ہلکی سی سلام دعا کی تھی۔

اتوار ہونے کی وجہ سے جے بھی گھر پر ہی تھا وہ عنوہ کے ساتھ ہی جاگا تھا اور اب لان میں مالی کے ساتھ پودوں کو پانی دے رہا تھا۔

میکائیل آنکھیں مسلتا ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس باہر آیا تھا اور جیسے ہی اس کی نظر سنبل پر پڑی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"صبح ہی صبح بلا نازل ہو گئی، توبہ توبہ توبہ اللہ بچائے اس کے شر سے مجھ معصوم کو۔"

وہ بڑبڑاتا ہوا صوفے پر جا بیٹھا۔

"محترمہ__یہ راز و نیاز بعد میں کر لیجیے گا پہلے جلدی سے میرے لیے ناشتہ لے آئیں۔"

اس نے وہیں بیٹھے ہوئے ہانک لگائی، عنوہ گڑبڑا کر کچن میں جا گھسی۔

سنبل نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا یہاں تو سب ٹھیک لگ رہا تھا جس پر وہ محض کندھے اچکا کر رہ گئیں۔ان کا بھانجا کبھی بھی ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

حیات کاردار اخبار اٹھائے ناشتے کی میز پر آئے، میکائیل نے سب کو واضح کر دیا تھا اس کا کل پیپر ہے تو کوئی بھی اسے ڈسٹرب نہ کرے ورنہ اس کی خیر نہیں تبھی اس کی نظر جے پر پڑی تو اس نے بمشکل قہقہ دبایا۔

جے دبے پاؤں اندر کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کہیں کسی کی نظر نہ پڑ جائے ورنہ مومی کے ہاتھوں اس کی دھلائی پکی تھی۔وہ پوری طرح مٹی سے اٹا ہوا تھا اچانک حیات کاردار نے اسے پکارا جس پر اس نے خطرے کو دیکھتے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔

"جے__یہ سب کیا ہے؟؟؟؟"

عنوہ یک دم پلٹتے ہی خفگی سے بولی۔

"کوئی بات نہیں بچہ ہے کھیل کھیل میں تو ہو ہی جاتا ہے۔"

میکائیل نے موقع کا فائدہ اٹھا کر جے کا دل اپنے لیے صاف کرنا چاہا۔

"نو نو نو دے کھیل نئیں لہا تا وہ کام تل لہا تا۔"

اس نے فوراً میکائیل کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

"_ہمم اچھی بات ہے کام کر رہا تھا بھئی جے دی گریٹ"

میکائیل نے اپنی بات کی نفی پر چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی۔

ٹیبل پر موجود سب لوگ اچھنبے سے دیکھ رہے تھے جو بہت پر سکون انداز میں اسے ڈیل کر رہا تھا۔

"اوکے آؤ چینج کروا دوں پھر ناشتہ کرنا ہے آپ نے۔"

عنوہ دانت پیستے ہوئے اسے اٹھا کر لے گئی، جاتے جاتے اپنی ماں کے کندھے کے اوپر سے اپنی طرف تکتے حیات کاردار کی طرف اس نے دائیں آنکھ دبائی تھی جس پر وہ گڑبڑا کر سر جھکا گئے۔

"__استغفرُللہ"

ان کے زیر لب کہنے پر شرمین مسکرا دیں وہ جے کی حرکت اچھی طرح ملاحظہ کر چکیں تھیں۔

میکائیل ناشتے کے بعد سٹڈی روم میں چلا گیا تھا پڑھنے کی کوشش میں وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کچھ کھانے پینے کو منگواتا رہا، عنوہ صبح سے گھن چکر بنی ہوئی تھی کبھی کچن تو کبھی سٹڈی میں جاتی اب اس کی ہمت جواب دے رہی تھی۔نواب صاحب اسے کبھی صوفے اور کبھی میٹ پر لیٹے ہوئے نظر آئے تھے جانے کونسی پڑھائی ہو رہی تھی؟

میکائیل نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی ہوئی تھی کیونکہ وہ وقفے وقفے سے جے کا جھانکنا محسوس کر رہا تھا۔

سنبل نے بہت سوچ بچار کے بعد عنوہ کو کچن میں نہ پا کر جلدی جلدی کافی بنائی اور سٹڈی روم میں داخل ہوئی جہاں میکائیل صوفے پر لیٹا نوٹس دیکھ رہا تھا۔

سنبل کو دیکھتے ہی پہلے تو وہ چونکا پھر یکلخت اس کے چہرے پر کرخت تاثرات چھا گئے۔

"کیوں آئی ہو یہاں؟"

وہ کڑے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"میں کافی لائی تھی تمہارے لیے۔"

سنبل نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی ورنہ بے عزتی کے ڈر سے اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

"میں نے کہا تھا کیا تمہیں لانے کے لیے؟"

اس نے طنزیہ ابرو اٹھائی۔

"کہا تو نہیں تھا لیکن میں نے سوچا تمہیں ضرورت ہو گی آخر کو سٹڈی کر رہے ہو۔"

وہ منمنائی۔

جے نے دروازے سے اندر جھانکا اسے پتا تھا آج چم گھر میں ہی ہے تبھی اسے بے چینی ہو رہی تھی اور بار بار چکر لگا رہا تھا۔اب سنبل کو وہاں کھڑے دیکھ کر اسے جیلسی ہوئی تھی تبھی وہ وہیں ٹک گیا اور ایک آنکھ سے اندر دیکھتا رہا۔اسے وہ آنٹی بالکل پسند نہیں آئیں تھیں جو اس سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتیں تھیں اور اس کے چم کے پاس کھڑی مسکرا رہیں تھیں۔

"تم اپنے زرخیز دماغ کو زحمت نہ ہی دیا کرو تو اچھا ہے، ہر وقت شیطانی اعمال کے علاوہ کوئی نیک کام بھی کر لیا کرو۔"

میکائیل نے کاری وار کیا تھا جس پر وہ تلملا گئی۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو اب، خود تو جیسے بہت نیک ہو نہ تم۔اپنے باپ تک سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تمہیں۔"

وہ تقریباً غرائی تھی۔

"اور دیکھو مجھے بھاشن کون دے رہا ہے جس کے خود کے منہ کے اندر خنجر فٹ ہے۔"

میکائیل ہنس دیا تھا آخر بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی تھی۔

"تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہارا کوئی احساس کرے۔"

سنبل نے پاؤں پٹخے۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا حاتم طائی بننے کا؟ میرا احساس اور خیال رکھنے کے لیے بیوی موجود ہے میری۔ مجھے اچھی طرح پتا ہے تم لوگوں کے یہاں آنے کا مقصد، ساری کوششیں بیکار ہیں ڈیئر کزن۔اگر یہ وقت کسی اچھی جگہ انویسٹ کرو تو فائدہ بھی ہو۔"

وہ سکون سے بولتا اسے آگ لگا گیا۔

"جے__اپنی مومی کی جان اندر آ جائیں۔"

میکائیل کی آواز پر جے کا رنگ اڑ گیا یعنی وہ پھنس چکا تھا۔وہ چوروں کی طرح سہما ہوا سا اندر آیا۔

"مائی سن_اپنی مومی کو بولیں ہمارے لیے چیز سینڈوچز اور ساتھ میں لیچی کا ٹھنڈا ٹھار جوس بنائیں پھر ہم دونوں مل کر پارٹی کریں گے۔"

اس نے جے کی پھیکی رنگت دیکھتے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی اور نیا شوشہ چھوڑا۔

جے سر ہلاتا وہاں سے کھسکنے کی کوششوں میں تھا جب میکائیل نے اسے جلدی سے اٹھا کر گود میں بٹھا لیا۔

سنبل ان کو دیکھتی ہوئی دانت پیستے وہاں سے چلی گئی۔

سوری کیوٹو__مجھے بس غصہ تھا آپ دونوں کو میرے ساتھ جانا چاہیے تھا۔پکا پرومس اب ایسا نہیں ہو گا۔"

میکائیل کے کہنے پر وہ چہرہ اس کی طرف کر گیا۔

"_اب آپ مومی تے اوپل شاوٗت نئیں تریں دیں اور"

جے نے فوراً سے لب دبائے۔

"اور سٹ سٹینڈ تریں دے مومی تے شامنے۔"

جے نے کھکھلا کر کہا تو میکائیل کے ہوش اڑ گئے۔

"نہ کر اتنا ظلم مجھ پر یاررررر"

میکائیل نے رونی صورت بنائی۔

"اووو لوئیں نئیں، تیک اے نہ تریں لیتن ہمیں آئس کلیم تھلائیں وہی والی 'میدنم'۔"

جے نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور__تھینک سو مچ مائی سن۔"

وہ چٹا چٹ اس کے گال چوم گیا۔

"آہم آہم__لنچ ریڈی کروا رہی ہوں میں آپ دونوں کی کوئی فرمائش ہے تو پلیز مجھے آگاہ کر دیجیے۔"

عنوہ نے طنزیہ انداز میں کہتے دونوں کو گھورا جس پر وہ سٹپٹا گئے۔

"میں اول چم ام دونوں چیز سینڈوچ اور آڑو تا جوش پیئں دے۔"

جے نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا۔

"ہمم ٹھیک ہے۔"

وہ وہیں سے پلٹ گئی تو میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"میں نے لیچی کا جوس کہا تھا۔"

اس کے کہنے پر جے ہنسنے لگا۔

"لیتن مدے لیچی تا جوش فیورت نئیں لگتا اے اش لیے میں نے وہ بول دیا جو مدے اچا لگتا اے۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے منہ میں پانی بھر لایا۔

"__ آپ کے لیے کچھ بھی مائی سن"

اس نے جے کو خود میں بھینچ لیا، یہ کرنا اسے ہمیشہ سکون دیتا تھا۔

پیپر کے دوران سب لکھنے میں مصروف تھے مگر اس کا ہاتھ چلانے کا موڈ نہیں تھا تبھی وہ انگڑائیاں لیتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھنے لگا جب اس کی ولید پر نظر پڑی جو کڑے تیوروں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔ میکائیل اس کی طرف دیکھتے ہلکا سا پاؤٹ بنا گیا جس پر ولید سٹپٹا کر اسے 'کمینہ' کہتے پیپر پر جھک گیا۔

اسے ویسے بھی کبھی کبھی وہ بندہ خلائی مخلوق لگتا تھا۔آخر کار بہت سوچ بچار کے بعد میکائیل نے پاس ہونے جتنا پرچہ حل کر ہی دیا۔

وہ جیسے ہی باہر آیا ولید نے زور دار مکا اس کے پیٹ میں رسید کیا۔

"باز نہیں آیا تو واہیات آدمی، دکھا دی نا اپنی وہی اوقات جو ہر سیمسٹر میں کرتا آیا ہے۔میری اتنی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا تجھ پر۔"

ولید کے پے در پے مکوں پر میکائیل کے قہقہے گونج رہے تھے جبکہ حسن کیمرہ مین بنا سارا واقعہ فلما رہا تھا۔

سب ان کی طرف ہی متوجہ تھے، ساری یونیورسٹی ان کے ڈراموں سے مانوس تھی۔

"تو کیا کر رہا ہے بے غیرت انسان؟؟؟"

میکائیل حسن کو دیکھتے ہی دھاڑا۔

"وہی جو ایسے نادر موقعوں پر کیا جاتا ہے، میکائیل کاردار کو پٹتے دیکھنا میری دیرینہ خواہش تھی جو آج پوری ہو رہی ہے۔

ٹھنڈ پے گئی، آئے ہائے۔"

حسن دل پر ہاتھ رکھتے وہاں سے بھاگا۔

میکائیل اس کے پیچھے پیچھے تھا اور ساری یونیورسٹی میں ہاڑا ہوڑی مچی تھی۔سب ان کی اس نوک جھونک سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے تھے۔

"تجھے لگتا ہے میں نہیں جانتا تیرے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے میرے ولیمے کے بعد سے، میکائیل کاردار اڑتی چڑیا کے پر گن لیتا ہے بیٹے تو تم کیا شے ہو؟"

میکائیل کی پکار پر وہ یک دم رکا تھا۔

"ت ت تجھے پتا ہے؟"

حسن کے ہکلانے پر وہ کندھے اچکاتے اسے ڈرا گیا۔

"__میں وہ وہ میں"

حسن منمنایا۔

"کیا ہوا زبان کو زنگ لگ گیا کیا؟"

میکائیل نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"اوہ شکر ہے، میں تو بھاگ بھاگ کر تھک گیا تھا برو۔"

ولید جھک کر لمبے لمبے سانس لینے لگا مگر ماحول میں تناؤ محسوس کرتے یک دم سیدھا ہوا۔

"از ایوری تھنگ آل رائٹ؟"

اس نے دونوں کے چہرے دیکھے۔

"تجھے پتا تھا نا اس کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟"

میکائیل نے رخ اس کی طرف موڑا۔

اوہ یار مجھے کھچڑی نہیں افغانی پلاؤ کھانی ہے شدید بھوک لگ رہی ہے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا گیا "
"پریشانی میں چلو چلتے ہیں۔

ولید کی بے تکی بات پر میکائیل چلایا تھا۔

"بک مت اور جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دے۔"

ولید چونکا اسے اب بات سمجھ آئی تھی۔

"ہاں یاررر_وہ مجھے کل ہی پتا چلا، دیکھ نا حسن ایک اچھا لڑکا ہے اور تیرے بچپن کا دوست بھی ہے تو اس کے بارے میں اچھا برا سب جانتا ہے۔بھابھی کو تو قائل کر سکتا ہے اس رشتے کے لیے، ان کی بہن کو ایسا احمق__میرا مطلب تھا سیدھا شوہر کہاں ملے گا برو۔"

ولید نے بتیسی دکھاتے اسے سمجھانا چاہا جس کے تاثرات غضب ناک لگ رہے تھے۔

"اوہ تو یہ بات ہے یعنی میرا گھر بسا نہیں اور منگتے پہلے ہی آ گئے۔"

میکائیل بڑبڑایا۔

"تو بات بنا رہا ہے یا بگاڑ رہا ہے ذلیل انسان۔"

حسن نے ولید کو جھڑکا۔

"تجھے لگتا ہے میں خوشی خوشی اپنی سالی کی شادی تجھ سے کروا دوں گا؟"

میکائیل نے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔

"پلیز یار اپنے دوست کی مدد نہیں کرے گا کیا؟

میں اور میری آنے والی تمام نسلیں تیری معترف رہیں گیں۔میں اپنی محبت کا جو تاج محل بناؤں گا اس کے آگے ہی تیرا پتلا لگاؤں گا۔میں سب کو یہ بتاؤں گا کہ یہ عظیم شخص دو محبت کرنے والوں کو ملانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کر گیا ہے۔میں۔۔"

حسن نے روہانسی شکل بناتے میکائیل کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

چل دفع ہو، کیوں چپک رہا ہے؟"

"پہلے ہی آدھی عقل تھی اب یہ عشق وشق کے چکر میں پڑ کر وہ بھی گنوا دی۔

میکائیل نے اسے دھکا دیا۔

"پلیز یار پلیز پلیز پلیز"

حسن کے دہائیاں دینے پر میکائیل کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

اب زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے، دیکھوں گا عنوہ سے بات کر کے ابھی یہ بھی نہیں پتا اس " "کا کہیں رشتہ ہوا ہے یا نہیں؟

اس نے احسان کرنے والے انداز میں کہا جس پر حسن کا رنگ پھیکا پڑ گیا اس نے دل ہی دل میں 'اللہ نہ کرے' کہہ ڈالا۔

"اسے لوو ایٹ فرسٹ سائیٹ ہوا ہے یار صرف بات نہیں کرنی قائل بھی کرنا ہے۔"

ولید نے بھی حصہ ڈالا۔

"ہمم دیکھوں گا، ویسے ایک بات بتاؤں؟"

میکائیل نے لب دبائے انھیں دیکھا۔

"__ہاں"

وہ دونوں نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔

"مجھے کچھ بھی پتا نہیں تھا حسن کو کچھ دن سے الجھا الجھا دیکھا تھا بس اسی لیے پوچھا اور ساری بات ایک چٹکی میں اگلوا لی۔۔"

اس نے بات کرتے ہی وہاں سے دوڑ لگائی۔

حسن اور ولید پاگل بننے پر دانت پیستے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔

میکائیل کا پیپر ہونے کی وجہ سے حیات کاردار جے کو سکول سے لینے گئے تھے۔

عنوہ پرسکون تھی وہ لوگ اس کے بیٹے کو بالکل اپنے بچے کی طرح ڈیل کرتے تھے ڈرائیور کے ساتھ آنے جانے کی بجائے خود ہی پک اینڈ ڈراپ دیتے تھے۔

حیات کاردار گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اور جے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا مسلسل میکائیل اور عنوہ کی ہی باتیں کر رہا تھا۔

"جے بیٹا__آپ میکائیل کو بابا کیوں نہیں کہتے؟ اب تو وہ آپ کے فادر بن گئے ہیں۔"

حیات کاردار نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"مومی تہتی ایں بابا تو میلے وہ ایں جو آلمی مین ایں لیتن چم نے بی نئیں تہا ان تو بابا بولوں۔"

اس نے آنکھیں پھیلائے ہوئے انھیں بتایا۔

وہ کچھ دیر کے لیے چپ رہ گئے۔

"جی وہ تو ہے بابا تو آپ کے وہی رہیں گے مگر میکائیل کو آپ 'پاپا' کہہ سکتے ہو۔"

ان کے کہنے پر وہ کھکھلایا۔

دے کے دو دو فادر او دائیں دے پاپا اور بابا۔"

"دے کے پاش دید بی ایں اور ابو بی ایں۔

اس کی خوشی پر وہ بھی مسکرا دیے۔

"_ ہممم بالکل"

وہ خوشگوار موڈ کے ساتھ گھر آئے تھے حیات کاردار نے اسے بہت ساری چاکلیٹ لے کر دیں تھیں۔

عنوہ اسے چینج کروا کر سب کے ساتھ لنچ کرنے لے گئی تھی وہ سنبل اور نرمین سے کم ہی سامنا کرنا چاہتی تھی تبھی کمرے سے زیادہ نہیں نکلی تھی۔

"شرمین تمہاری بہو تو بہت ہی مغرور ہے نہ ہم سے بات چیت کرتی ہے نہ ہی شکل دکھاتی ہے۔"

نرمین نے نخوت سے کہتے ہوئے اپنی پلیٹ میں پاستا نکالا۔

"ارے نہیں بھئی ایسا ہر گز نہیں بس عنوہ زیادہ باتونی نہیں ہے اپنے کام سے کام رکھتی ہے یہ جو تم لنچ کر رہی ہو یہ اسی نے بنایا ہے۔"

انھوں نے مسکراتے ہوئے ماحول کی کشیدگی مٹانی چاہی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید اپنی بھڑاس نکالتیں تبھی جے حیات کاردار کا ہاتھ کھینچتا ہوا وہاں لے آیا تھا۔

اوکے_ عنوہ بیٹے جلدی کرو جے کو بہت بھوک لگی ہے اور اس کا کہنا ہے اس کی مومی نے زبردست " "لنچ بنایا ہے۔

وہ جے کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولے۔

"اسی لیے عجلت میں آپ کے پاس گیا تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے ان کے لیے پلیٹ میں پاستا اور نگٹس نکالنے لگی۔

جے اور حیات کاردار ایک ساتھ کھانے لگے۔

نرمین اور سنبل ان کی محبت دیکھ کر کڑھ رہیں تھیں۔

شام ہوتے ہی میکائیل گھر آ گیا۔

وہ دوستوں کے ساتھ لنچ کے بعد پیپر کی تیاری کرنے چلا گیا تھا۔

اس نے دیکھا جے حیات کاردار کے پاس سٹڈی روم میں تھا تو اسے یہی موقع مناسب لگا عنوہ سے زویا کے متعلق بات کرنے کا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو عنوہ فون پر لگی تھی شاید زویا سے ہی بات کر رہی تھی۔

میکائیل کافی دیر تک ادھر اُدھر ٹہلتا اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا مگر باتیں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں تھیں۔

جانے ایسی کونسی گفتگو تھی جو اس کے کانوں تک بھی نہیں پہنچ پا رہی تھی آخر وہ تنگ آ کر بیڈ پر بیٹھی عنوہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔عنوہ سٹپٹا کر آگے سرکی تو وہ بھی بے نیازی کا مظاہرہ کرتا آگے سرکا۔وہ جلدی سے فون بند کرتی اسے کڑے تیوروں سے گھورنے لگی۔

"یہ کیا بد تمیزی تھی؟"

وہ دانت پیستے ہوئے پوچھنے لگی۔

"بدتمیزی کونسی؟ میں تو بس بیڈ پر بیٹھ رہا تھا۔"

میکائیل نے معصومیت سے جواب دیا۔

"یہ اتنا بڑا بیڈ ہے وہاں صوفہ بھی ہے آپ کو بس یہی جگہ نظر آئی تھی۔"

اس کی اوور ایکٹنگ پر وہ کھول کر رہ گئی۔

"اوہ سوری! مجھے نظر نہیں آیا شاید میری قریب کی نظر کمزور ہو گئی ہے اور تم اتنی دیر سے باتیں بھی تو بہت دھیمی آواز میں کر رہی تھی مجھے کیسے پتا چلتا کوئی اور بھی ہے کمرے میں۔"

وہ لاچاری سے کہتا وہیں لیٹ گیا جس پر عنوہ پیچ و تاب کھاتی کمرے سے نکلنے لگی تو وہ پیچھے سے ہانک لگا گیا۔

"آتی ہوئی اپنے پیارے ہاتھوں سے مزیدار سی کافی بنا کر لے آنا۔"

اس کی آواز پر وہ غضب ناک تاثرات لیے مڑی جس پر میکائیل ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا واپس لیٹ گیا۔

اگلے دن سکول سے واپسی پر حیات کاردار کو خلاف توقع جے چپ چپ لگا تھا۔

"__دید"

اس کی رندھی ہوئی آواز پر وہ چونکے۔

"کیا ہوا بیٹا؟"

انھوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"دے کو مومی سے ایک بات پتا کلنی اے، نان نے مدے بتائی اے۔"

وہ اپنے ایک کلاس فیلو حنان کا حوالہ دینے لگا۔

"کیا__؟"

وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"اس نے بولا اے کیل کار دے کے فادر نئیں ایں وہ مدے اپنے گھر سے نکال دیں گے۔دے کی مومی کو اپنے پاش رکھ لیں گے۔دید دے اکیلا کیشے لہے دا اس کو تو مومی کے بنا کچ بی اچا نئیں لگتا اے۔ دید دے اچا بےبی اے وہ تسی تو بی تنگ نئیں ترتا اے وہ آپ تے گھر میں بی چپ تر تے لہے دا۔"

بولتے ہوئے اس کی آنکھیں بہنے لگیں تھیں۔

اس کی بات پر حیات کاردار نے یک دم گاڑی کو بریک لگایا تھا۔

وہ تو اتنے چھوٹے بچے کی منہ سے ایسی تلخ باتیں سن کر ہی دہل گئے تھے۔

"جے بیٹا__ادھر دیکھیں میری طرف۔"

انھوں نے تڑپ کر اس کا چہرہ ایک ہاتھ سے تھاما اور دوسرے سے آنسو صاف کرنے لگے۔

"آپ ہمارے بیٹے ہو اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہو گے کسی کی باتوں میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہو نا ہم سب آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔

"مومی سے کچھ مت پوچھیے گا وہ ہرٹ ہوں گیں آپ کی بات سے۔ سمجھ آئی میری بات؟

ان کی بات پر جے بھیگی پلکوں سے سر ہلا گیا۔

"میرے بچے آپ سب کو اگنور کیا کرو، جے تو بہت ہی بہادر بچہ ہے۔"

وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے پیشانی چوم گئے۔

جے کو کچھ حد تک مطمئن دیکھتے وہ گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرنے لگے۔

انھیں بے حد رنج پہنچا تھا وہ سوچ رہے تھے جانے والدین اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذہنوں میں ایسی باتیں کیوں ڈال دیتے ہیں؟ ان کی ذرا سی بات کسی کو زندگی سے بیزار بھی کر سکتی ہے۔

"__جے"

کچن سے نکل کر عنوہ نے جے کو پکارا جو اداس بیٹھا حنان کی بات کے متعلق ہی سوچ رہا تھا، وہ جھٹ سے بھاگا آیا۔

"روم فریج میں رات کو جو ایپل جوس رکھا تھا میں نے آپ کے لیے، جائیں اور نکال کر لائیں فوراً۔میں آپ کو سپیگٹی کے ساتھ ڈال کر دے دیتی ہوں۔"

عنوہ اسے کہتے دوبارہ کچن میں چلی گئی۔

وہ پھرتی سے کمرے میں گیا اور فریج سے لیچی کا جوس ہٹا کر اپنی پسند کا جوس نکالتے ہی بھاگا وہ اپنے سامنے سے آتی سنبل کو نہیں دیکھ پایا تھا جو نک سک سی تیار کہیں جا رہی تھی۔

جے کے ساتھ زور دار تصادم سے وہ لڑکھڑائی اور اس کے ایک جوتے کی ہیل ٹوٹ گئی۔

اپنے پسندیدہ جوتے کا یہ حال دیکھتے ہی وہ غضب ناک تاثرات لیے آگے بڑھی تو جے ڈر کر پیچھے دروازے سے جا لگا۔

"شولی شولی! دے شے مسٹیک او گئی اے۔"

وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے رونے لگا، وہ جوس کی بوتل اٹھانا بھی بھول چکا تھا۔

"__سوری کے بچے تمہیں تو میں ابھی"

وہ دانت پیستے ہوئے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگی جب رعب دار آواز گونجی۔

"__کیا ہو رہا ہے یہاں"

حیات کاردار نے اسے گھورا تو وہ یک دم پیچھے ہٹ گئی۔

"__دید_مدے مالیں گی یہ آنتی"

وہ بھاگ کر ان کے ساتھ لپٹتے ہوئے رونے لگا۔

انھوں نے اسے گود میں اٹھا لیا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے سنبل؟"

"اب آپ بچی نہیں رہی ہیں، یہ نہیں پتا آپ کو چھوٹوں سے شفقت سے پیش آیا جاتا ہے۔"

ان کی گرجدار آواز سنتے عنوہ کے ساتھ ساتھ شرمین اور نرمین بھی باہر نکل آئیں۔

"کیا ہوا حیات بھائی؟ سب خیریت ہے نا؟"

نرمین نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"آپ سنبل کو سمجھائیں بچوں کو کس طرح ڈیل کیا جاتا ہے۔"

انھوں نے جے کے بال ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک پرائے بچے کے لیے سنبل کو ڈانٹ رہے ہیں حیات بھائی، مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا؟"

نرمین نے نخوت سے بے یقین کھڑی عنوہ کو دیکھا۔

"بس کریں نرمین میں صرف مہمان ہونے کی وجہ سے آپ کا لحاظ کر رہا ہوں، یہ بچہ پرایا نہیں ہمارا اپنا ہے شاید آپ کی بہن بتانا بھول گئی ہوں گیں۔"

وہ طنزیہ انداز میں شرمین کو دیکھتے جے کو اٹھائے ہوئے سٹڈی روم میں چلے گئے۔

"شرمین دیکھ رہی ہو تم کیسے بے عزت کر کے گئے ہیں؟ پہلے صرف تمہارا بیٹا ایسا کرتا تھا اب شوہر بھی کرنے لگا ہے۔میں تو صرف اپنی اکلوتی دو سال بڑی بہن کی محبت میں دوڑی چلی آتی ہوں اب نہیں آؤں گی۔"

وہ آنکھیں صاف کرتی ہوئیں سنبل کو لیے وہاں سے چلیں گئیں جبکہ شرمین کے دیکھنے پر عنوہ خوامخواہ شرمندہ ہو گئی۔انھوں نے آنکھیں جھپک کر اسے دلاسہ دیا اور نرمین کے پاس چلی گئیں۔

ان کے روکنے پر بھی وہ نہ رکیں ویسے بھی انھوں نے زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ میکائیل کو سارے واقعے کا علم ہوتا تو طوفان بدتمیزی اٹھا دیتا۔

وہ گھر کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

شرمین نے عنوہ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ ساری بات میکائیل کو نہ بتائے۔اس کے پوچھنے پر کہہ دے کہ ان کو کوئی کال آگئی تھی جس کی وجہ سے انھیں عجلت میں جانا پڑا۔وہ بھی بتانے والی نہیں تھی اسے کیا پڑی تھی گھر میں کوئی بکھیڑا کھڑا کرے۔وہ امن پسند طبیعت کی مالک تھی۔

کل کے واقعے سے پہلے ہی عنوہ نے محسوس کیا تھا جے سہما ہوا سا دکھائی دے رہا تھا وہ دو تین دن سے اس کے پیچھے پیچھے پھرنے لگا تھا وہ کچن میں جاتی تو اسے لاؤنج میں بیٹھا دیکھتا رہتا اگر کمرے میں آتی تو صوفے پر بیٹھ جاتا۔وہ اس کی ہر بات ماننے لگا تھا سکول جانے میں جو بیزاری ہمیشہ دکھائی جاتی تھی اب وہ بھی اڑن چھو ہو گئی تھی۔آرام سے ہوم ورک مکمل کرتا اور میکائیل کو پیپر کی تیاری کے بعد جو

تھوڑا بہت وقت ملتا اس میں بھی اس کے پاس نہیں جاتا تھا بس ہر وقت عنوہ پر نگاہیں جمائے رکھتا۔ رات کو سوتے وقت بھی اس سے لپٹ کر سوتا تھا اور اس سے نظر بچا کر اس کے دوپٹے کا پلو تھامے رکھتا مگر وہ جان جاتی تھی آخر ماں تھی اپنے بیٹے کے بدلے ہوئے انداز کیونکر نہ جان پاتی۔

سب لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے تبھی میکائیل بھی آ گیا۔عنوہ اس کے لیے بھی کافی لے آئی جے نا محسوس انداز میں اس کے پیچھے پیچھے ہی چلا گیا۔میکائیل نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

"نیند آ رہی ہے میری جان کو؟"

جے صوفے پر بیٹھی عنوہ کی گود میں لیٹا تو وہ اس کا گال چوم کر پوچھنے لگی جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتا آنکھیں موند گیا۔

شرمین اور میکائیل کوئی بات کر رہے تھے جبکہ حیات کاردار کی نگاہیں عنوہ پر جمی ہوئی تھیں جو نم آنکھوں سے جے کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"عنوہ بیٹے! از ایوری تھنگ آل رائٹ؟"

ان کی آواز پر میکائیل نے چونک کر عنوہ کو دیکھا۔

"جی__ڈیڈ کچھ نہیں بس ایسے ہی۔"

وہ خود پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

"عنوہ بیٹے آپ ڈیڈ بھی کہتی ہو اور پریشانی بھی شیئر نہیں کرتیں۔مجھے آپ کچھ اضطراب میں مبتلا لگ رہی ہیں، بیٹیاں اپنے والد سے سب کہہ دیتی ہیں۔"

ان کے ڈھارس بندھانے پر وہ ہمت مجتمع کرنے لگی۔

"میں__کافی دن سے نوٹ کر رہی ہوں جے سہا ہوا دکھائی دیتا ہے کبھی کبھی تو وہ مجھے ہی اجنبی نگاہوں سے دیکھنے لگتا ہے یہ سب مجھے بہت تکلیف دے رہا ہے، جانے کیا وجہ ہے اس کے پیچھے؟ جے مجھ سے ہر بات شیئر کرتا ہے لیکن ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔"

بتاتے ہوئے اس کی آنکھیں بہنے لگیں تھیں جس پر میکائیل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

وہ تو سمجھا تھا شاید جے اس کی مصروفیات کی وجہ سے اس سے دور رہتا ہے مگر یہاں بات کچھ اور تھی۔

"__بچے روئیں مت آپ"

شرمین اس کے پاس بیٹھتے ہوئے ساتھ لگا گئیں۔

"میری ہی غلطی ہے مجھے اسے آپ کو بتانے سے منع نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

حیات کاردار کی بات پر وہ بھونچکا رہ گئی ایسی کیا بات ہو سکتی تھی۔

"سکول میں کسی بچے نے اسے ڈرا دیا ہے اس نے کہا کہ سٹیپ فادر دوسرے بچوں کو نہیں رکھتے اپنے پاس اور میکائیل بھی اسے نکال دے گا۔"

بہت مشکل سے وہ اپنی بات مکمل کر پائے تھے۔

"کون تھا وہ؟؟؟؟

چھوڑوں گا نہیں میں اسے۔۔"

میکائیل نے مٹھیاں بھینچے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اسی لیے میں بتانا نہیں چاہتا تھا جذباتیت کی بجائے معاملہ فہمی سے کام لو۔کس کس کا منہ پکڑو گے آج ایک نے کہا ہے کل چار کہیں گے۔یہی دنیا ہے کوئی خوش ہے تو کیوں خوش ہے اس کا بھی حساب چاہیے ہوتا ہے سب کو۔"

انھوں نے کڑے تیوروں سے میکائیل کو گھورا۔

"تو کیا کروں پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہوں اور لوگوں کو اس کے ذہن سے کھیلنے دوں؟"

وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔

"ہر گز نہیں مگر اسے اعتماد دینے کی ضرورت ہے اور یہ تم دونوں مل کر ہی کر سکتے ہو۔یہاں سوتیلے باپ کو ایک مونسٹر کی طرح پیش کیا جاتا ہے اور بہت سے ایسے ہوتے بھی ہیں لیکن تمہیں یہ دکھانا ہے اسے کہ وہ تمہیں کتنا عزیز ہے وہ تمہارا دوست نہیں بلکہ بیٹا ہے وہ خود تمہیں 'پاپا' پکارے۔میں نے اسے کہا تھا مگر وہ تمہیں محض دوست سمجھتا ہے۔"

ان کی بات وہ بہت غور سے سن رہا تھا اور یہ شاید پہلی بار تھا۔

انھیں دیکھ کر شرمین نم آنکھوں سے مسکرا دیں اور جھک کر جے کی پیشانی چوم لی۔

عنوہ کو بہت زور سے رونا آ رہا تھا مگر سب کے سامنے اس نے قابو پائے رکھا جب ضبط جواب دینے لگا تو وہ جلدی سے جے کو گود میں اٹھائے کمرے میں چلی گئی۔

اس کے یک دم اٹھ کر جانے پر وہ تینوں خاموش رہ گئے۔

"تم جاؤ اس وقت اسے تمہاری ضرورت ہے۔"

حیات کاردار نے کہا تو شرمین نے بھی ان کی تائید کی۔

وہ اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ دوسرا میکائیل بنے۔

ہمارا بیٹا باغی ہوا تھا مگر وہ اپنی ماں کی جدائی سے خوف زدہ ہے۔ایسے اندر ہی اندر گھٹ کر اس کی شخصیت پر برا اثر پڑے گا۔میں چاہتا ہوں ہم سب مل کر اس کے لیے اچھا ماحول بنائیں، تم اپنی بہن کی باتوں سے اسے دور رکھنا۔"

ان کی بات پر شرمین شرمندہ ہو گئیں۔

"جی بالکل آپ بے فکر رہیں۔"

وہ محض یہی کہہ پائیں۔

میکائیل کمرے میں آیا تو اس کے اندازے کے عین مطابق وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے زور زور سے رو رہی تھی وہ بوکھلا کر اس کے پاس آیا کہیں جے نا اٹھ جائے؟

"ایسے رو رو کر کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو؟ جے اٹھ گیا تو تمہیں ایسے دیکھ کر گھبرا جائے گا۔"

اس نے عنوہ کے دونوں ہاتھ تھامے تو وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔اسے آنسو بہانے کے لیے مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔

"مجھے خود پر غصہ آ رہا ہے میں ایسی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہوں پہلے ہی دن اس کی تبدیلی کیوں نہیں محسوس کر پائی؟ وہ کتنی تکلیف میں ہو گا اس خوف سے کہ میں اسے چھوڑ دوں گی۔میں کیسے چھوڑ سکتی ہوں اسے جس کے لیے میری سانسیں چل رہی ہیں۔اسی لیے وہ ہر وقت میرا پلو تھامے رکھتا تھا کہ کہیں ساتھ نہ چھوٹ جائے۔"

وہ رو رو کر اپنا غبار نکال رہی تھی اور میکائیل اس کا سر تھپک رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اس کی تکلیف محسوس ہو رہی ہے جسے میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔میں کیسے اسے خود سے الگ کر سکتا ہوں ایسا سوچنے سے پہلے میں مرنا پسند کروں گا۔"

وہ افسردہ لہجے میں بولا تو عنوہ یک دم سر اٹھائے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

اس کی حفاظت کے لیے تم مجھے ہمیشہ خود سے ایک قدم آگے کھڑا پاؤ گی، یہ تمہیں آنے والا وقت "ثابت کر دے گا"

اس کے گھمبیر لہجے پر عنوہ رخ پھیرے آنسو پونچھنے لگی۔

وہ دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ جے کے اوپر رکھے سوچوں میں گم سو گئے تھے۔

صبح جے اٹھا تو بیڈ کے دونوں اطراف جگہ خالی تھی۔وہ جلدی سے منہ بسورے نیچے اترا اور بھاگ کر باہر آیا اسے لگا اس کی ماں چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

"جے مائی سن__ گڈ مارننگ!"

اس کے باہر آتے ہی میکائیل نے گود میں اٹھا لیا۔

"مومی_ مومی تاں ایں دے کی؟"

وہ جلدی سے ادھر اُدھر دیکھ کر بولا۔

"یہاں ہیں جے کی مومی اور اپنی جان کے لیے اس کے فیورٹ پین کیکس بنا رہی تھیں۔"

عنوہ کی آواز سنتے ہی وہ گردن موڑے دیکھنے لگا اور چاکلیٹ پین کیکس پر نظر پڑتے ہی چہک اٹھا۔

"اووو واؤ مومی! یہ تو دے بوت بوت مزے شے کائے دا۔"

اس نے منہ میں پانی بھر کر کہا۔

"اور میں کیا کھاؤں گا؟"

میکائیل نے رونی صورت بنائے کہا۔

"آپ اپنی مومی شے بالیں یہ دے کی مومی نے بایا اے۔"

اس نے میکائیل کے گال پر ہاتھ رکھتے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

"اوہ یار! جے کی طرح میری مما مجھ سے اتنا پیار نہیں کرتیں۔"

میکائیل نے دہائی دی تو جے کھکھلا دیا۔

"تو پھر میرے جے کی طرح ہر کسی کے ساتھ تمیز سے پیش آیا کریں آپ کی مما بھی پیار کریں گیں۔"

عنوہ نے استہزائیہ انداز میں کہا

"مجھ جیسا با آداب سارے جہان میں چراغ لے کر ڈھونڈو گے تو بھی نہیں ملے گا۔"

اس نے گردن اکڑا کر کہا۔

"_ ہو گا تو ملے گا نا"

عنوہ نے الفاظ چبائے۔

دیکھ رہے ہو جے کیسے بول رہی ہیں آپ کی مومی؟ مجھ معصوم کے ساتھ ہر کوئی ایسے ہی کرتا ہے "کوئی بھی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔"

اس نے چہرے پر مصنوعی مسکینیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"دے ترتا اے اپنے کیل کار شے پیال آپ اش تے چم او، وہ آپ تو کیکش بی دے دا۔"

جے نے اس کے گال سے اپنا گال ٹکا لیا اور دلاسے دینے لگا۔

میکائیل عنوہ کی طرف آنکھیں گھمانے لگا جس پر وہ تپتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔

ناشتے کی میز پر میکائیل نے اعلان کیا کہ آج لاسٹ پیپر دے کر وہ جے اور عنوہ کو اپنا گلگت بلتستان دکھا کر لائے گا اس کے لیے وہ آج سے ہی جے کی پندرہ دن کی چھٹی لے چکا ہے۔

جے سارے گھر میں پہلے کی طرح چہکتا پھر رہا تھا جو عنوہ کا دل طمانیت سے بھر گیا۔

وہ اس گھر کے لوگوں کی کچھ اور گرویدہ ہو گئی تھی۔

"یار بات کی تو نے بھابھی سے؟"

پیپر سے پہلے تو وہ جان بوجھ کر ملے بغیر حسن کے پیچھے سے نکل کر کرسی پر جا بیٹھا تھا مگر اب حسن اسے دیکھتے ہی بھاگا آیا تھا اور آتے ہی اپنے مطلب کا سوال داغا۔

ولید بھی اسے شاہانہ انداز میں کرسی پر پھیلے دیکھ کر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں تو جانے کتنی باتیں کرتا ہوں اس سے اب کیا ساری تجھے بتاؤں؟"

اس کے طنزیہ انداز میں کہنے پر ولید سٹپٹا گیا۔

"نہیں میرا مطلب تھا کہ رشتے کی بات۔"

اس نے تصحیح کی۔

"جی نہیں فضول گوئی کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہوتا اب تو ہم ویسے بھی ہنزہ جا رہے ہیں تو پھر وقت کی شدید قلت ہو گی۔

اور ہاں اگر__ بھولے بھٹکے سے مجھے تو یاد آ گیا تو۔۔"

وہ جاتے جاتے مڑا۔

"__تو"

حسن نے عجلت میں پوچھا۔

"تو خود کی یاد پر لعنت بھیجتے مائنڈ ڈائیورٹ کر لوں گا۔"

وہ اسے زچ کرتے ہوئے پلٹ گیا تھا۔

"__کمینہ، سائیکو کیس، ایڈیٹ، نمونہ"

حسن اسے زیر لب گالیوں سے نوازتا رہا اور ولید کے فلک شگاف قہقہے گونج رہے تھے۔

گھر پہنچتے ہی شرمین سے ملتا وہ کمرے میں داخل ہوا تو عنوہ گرم پانی سے جے کے پاؤں صاف کر رہی تھی۔میکائیل نے ہمیشہ اسے خود سے بڑھ کر جے کا خیال رکھتے دیکھا تھا بلا شبہ وہ ایک بہترین ماں تھی۔یہ تو وہ اس سے ملنے سے پہلے ہی جان گیا تھا۔

"مومی! مش نے ایک پوم

(poem)

یاد تروائی اے مدر تے لیے دے آپ تو سنائے دا۔

Mommy, Mommy, I love you.

Thanks for all the things you do. And you love me.

That's the way it should be.

Mommy, Mommy, I love you."

وہ ہل ہل کر گاتا ہوا عنوہ کے ساتھ ساتھ میکائیل کو بھی دل کا ٹکڑا لگا تھا۔

حیرانی والی بات یہ ہوتی تھی کہ وہ جب بھی اس کے لیے کچھ بھی یاد کر کے آتا تھا بالکل صاف بولتا تھا۔

"تھینک یو سو مچ میری جان۔۔۔۔۔"

عنوہ نے بے ساختہ اسے خود میں بھینچ لیا۔

"مجھے کب کہو گی؟؟؟؟"

میکائیل کی شوخ آواز پر وہ دونوں پلٹے۔

"اووو واؤ! چم آپ آ دئے او۔"

جے نے اسے دیکھتے ہی تالیاں بجائیں۔

بتاؤ نا کب کہو گی؟؟؟؟"

جے کے پاس بیٹھتا میکائیل بضد ہوا۔

"کیا؟؟؟؟"

جے کے قدموں سے کھڑی ہوتی وہ پوچھنے لگی۔

"__'وہی جو جے کو کہتی ہو 'میری جان"

اس نے کہہ کر لب دبایا جبکہ عنوہ سرخ پڑ گئی۔

جے بھی دلچسپی سے عنوہ کو دیکھنے لگا۔

"_منہ دھو رکھیں اپنا"

وہ ناک چڑھاتی ہوئی رخ پھیر گئی۔

"ہمارے تو بنا دھلے ہوئے منہ پر بھی لڑکیاں مرتی ہیں۔"

وہ کالر اکڑا کر بولا۔

"انھیں دکھائی کم دیتا ہو گا۔"

وہ تیکھے لہجے میں کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔

" او تیری خیر_جے ایک اچھے خاصے ہینڈسم بندے کی پرسنلٹی کی آپ کی مومی نے ایسی کی تیسی پھیر دی۔"

وہ دل پر ہاتھ رکھتا پیچھے کی طرف بیڈ پر ڈھے گیا جس پر جے تسلی آمیز انداز میں اسے تھپکنے لگا۔

چل یار جے اب ہم آئسکریم کھانے چلتے ہیں آپ کی وجہ سے میگنم مجھے بھی اچھی لگنے لگی ہے اور "
"سردی میں کھانا کا تو مزا ہی آ جاتا ہے۔

میکائیل نے شام کے وقت جے کو اٹھایا۔

آئسکریم کا سنتے ہی جے چہک اٹھا۔

انھیں اگلے دن شام کو ہنزہ کے لیے نکلنا تھا۔

"ابھی دیکھنا آپ کی مومی آئیں گیں اور کہیں گیں 'اتنی سردی میں کون آئسکریم کھاتا ہے؟ فلو ہو جائے گا جے کو، پہلے بھی آپ بنا بتائے اسے آئسکریم کھلا کر لے آتے ہیں پھر اس کے گلے میں خراش آ جاتی ہے اور مجھے پریشان کرتا ہے کہ میری آواز اچھی نہیں لگ رہی۔"

میکائیل نے عنوہ کی ایکٹنگ کی جس پر جے اپنے ننھے دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔

وہ ابھی جے کو سرخ اونی ٹوپی پہنا ہی رہا تھا تبھی کمرے میں داخل ہوتی عنوہ ٹھٹھکی۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"اب کہاں جانے کی تیاری ہے؟

اس نے براہ راست میکائیل کو دیکھا۔

"مومی_ میں اور چم ائسکلیم کانے دا رے ایں۔"

اس کی صاف گوئی پر میکائیل نے ماتھا پیٹ لیا۔

جے اور اپنی ماں سے کوئی بات چھپا لے ایسا ہونا نا ممکن تھا۔

"اتنی سردی میں کون آئسکریم کھاتا ہے؟ فلو ہو جائے گا جے کو، پہلے بھی آپ بنا بتائے اسے آئسکریم کھلا کر لے آتے ہیں پھر اس کے گلے میں خراش آ جاتی ہے اور مجھے پریشان کرتا ہے کہ میری آواز اچھی نہیں لگ رہی۔۔"

عنوہ نے بیڈ پر کھڑے جے کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر کرتے ہوئے نان اسٹاپ وہی بولنا شروع کر دیا جو میکائیل بتا چکا تھا کیونکہ اس کے پاس یہی ڈائیلاگز ہوتے تھے۔

جے نے نظر بچا کر میکائیل کو دیکھا جو عنوہ کے پاگل ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا تو اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہنسی دبانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

اس کی ہنسی کی آواز پر عنوہ کڑے تیوروں سے میکائیل کو گھورنے لگی جس پر وہ گڑبڑا کر یک دم سیدھا ہو گیا۔

"چم__ مومی اتنے فنی لد رے تھے۔"

"چم مومی کو بی ترتے دتھائیں۔

اس کے ہنس کر کہنے پر میکائیل نے سر کھجایا۔

"__میں تو بس ایسے ہی"

وہ جلدی سے جے کو اٹھانے لگا تا کہ کھسکے مگر تبھی جے کو چھینکیں آنے لگیں۔

اس اچانک افتاد پر وہ دونوں کھسیا کر عنوہ کو دیکھنے لگے۔

"_مومی یہ تو مدے پتا نئیں تیسے آ دئی_اچھو"

جے نے صفائی پیش کرنا چاہی مگر عین وقت پر پے در پے چھینکوں نے اس کا حشر برا کر دیا۔

اب تو اس کی ناک بھی سرخ پڑ گئی تھی۔

"نو آرگیومنٹس جے، مومی از آلویز رائٹ۔"

وہ اسے اٹھائے وہاں سے چل پڑی۔

"یششششش! مومی از آلویز رائٹ۔۔۔۔"

اس نے جاتے جاتے میکائیل کو باور کرایا جس پر وہ یک دم اس کے پینترا بدلنے پر بھونچکا رہ گیا۔

وہ باہر آیا تو عنوہ جے کو لیے صوفے پر بیٹھی ابلا ہوا انڈا اور نیم گرم دودھ پلا رہی تھی۔

"چم شارا پلین چوپت او دیا اے۔

او مومی میں تو تہہ را تا چم نے کتنا برا پلین بایا تا۔"

وہ میکائیل سے افسوس کا اظہار کرتا عنوہ کے گھورنے پر فوراً بات بدل گیا۔

"چم_یہ بید آنتی نے کھراب تیا او گا جب وہ دے پر شاوٴت تر ری تھیں اور ایشے ایول کوئین کے جیشے ہاووو ترتے اوئے دے کے پاس آئیں تھیں۔"

انڈا کھاتے ہوئے جیسے ہی اس کی نظر میٹ پر پڑی تو وہ رک رک کر بتانے لگا جس پر میکائیل چونکا۔

"بری بات جے_میری جان ایسے نہیں بولتے کسی کو بھی سب اچھے ہوتے ہیں۔"

عنوہ نے اسے نرمی سے سمجھایا جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"کس کی بات کر رہا ہے جے؟"

میکائیل نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"کسی کی نہیں ایسے ہی کوئی کارٹون دیکھ لیا ہو گا۔"

عنوہ نے دھیمے لہجے میں کہا کہیں جے نہ سن لے ورنہ یہیں بھانڈا پھوڑ دے گا۔

"میں اسے ایسے شیطانی کارٹونز دیکھنے ہی نہیں دیتا جو یہ ایسی باتیں کرے تو تم سیدھا سیدھا بتاوٴ۔"

اس نے عنوہ کا جھوٹ پکڑا۔

کتنے افسوس کی بات ہے سارا دن اسے سچ بولنے کی تلقین کرتی ہو اور خود جھوٹ بولتی ہو، یاد رکھنا " "بچے سن کر نہیں بلکہ دیکھ کر سیکھتے ہیں وہی جو ان کے والدین کرتے ہیں۔

وہ زور دے کر بولا تو عنوہ شرمندہ ہو گئی لیکن وہ نہیں بتا سکتی تھی شرمین نے وعدہ لیا تھا۔

"اوکے فائن__میں خود مما سے پوچھ لیتا ہوں۔"

وہ جیسے ہی اٹھنے لگا عنوہ نے بے ساختگی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا جس پر وہ وہیں تھم گیا۔

"پلیززززز! مما نے وعدہ لیا تھا آپ کو نہ بتانے کا۔

ڈیڈ پہلے ہی اچھی خاصی سنا چکے ہیں انھیں آپ اب سکون برباد مت کریں گھر کا۔"

وہ التجائیہ انداز میں بولی تو میکائیل نے اسے توصیفی نگاہوں سے دیکھا مطلب اس کے منہ پر اسی کی بے عزتی کر رہی تھی۔

"تم کہنا چاہتی ہو میں گھر کا سکون برباد کرتا ہوں سیدھا سیدھا کہہ دو فسادی ہوں میں۔"

اس کی بات پر عنوہ بوکھلا گئی۔

"ننن نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

وہ منمنائی۔

"ایک بات یاد رکھنا میری:

جو دیکھتا ہوں وہی بولنے کا عادی ہوں

میں اپنے شہر کا سب سے بڑا فسادی ہوں"

اس کی آنکھوں میں دیکھ کر باور کرواتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

اس نے جھنجھلا کر سر پیٹ لیا۔

"نو نو نو مومی! بری بات اوتی اے ایشے نئیں تلتے ابو دانتیں دے۔"

جے نے حاجی ثناء اللہ ک حوالہ دیتے اسے ٹوکا تو وہ فوراً سے ہاتھ ہٹا گئی۔

ابو دیکھیں یہ ہے لڑکا سونیا کا کزن ہے باہر سے آیا ہے اچھا خاصا کماتا ہے اور کیا چاہیے ہمیں "
"زبردست رشتہ ہے۔

عباد اپنی بیوی کے اصرار پر آج اپنے ابو کے پاس حاضر ہو گیا تھا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن عمر زیادہ لگتی ہے مجھے لڑکے کی اور ایسے تھوڑا میں رشتہ کر سکتا ہوں پوچھ گچھ کر کے ہی کروں گا آخر بیٹی کا معاملہ ہے۔"

وہ سب سمجھتے تھے تبھی سادہ سے الفاظ میں کہنے لگے۔

"عمروں کا کیا ہے ابو وہ تو بڑی چھوٹی ہوتی ہی ہیں باقی آپ جو بھی پتا کروانا چاہیں کروا لیجیے گا ویسے تو میں بھی سب دیکھ بھال کر کے ہی آپ کے پاس آیا تھا۔آپ نے پہلے بھی مجھے پرایا کر دیا تھا نا جانے کس حال میں ہو گی عنوہ؟"

انھوں نے ابو کو جذباتی کرنا چاہا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ حاجی ثناء اللہ اس دائرے سے بہت آگے نکل آئے ہیں جن پر اولاد کی بلیک میلنگ اثر کرتی ہے۔

الحمدللہ بہت خوش ہے میری بچی، تم بھی اپنی بہن کے لیے دعا کیا کرو آخر کو اکلوتے بھائی ہو اس "کے۔"

ان کے طنزیہ انداز پر وہ خجالت کے مارے محض سر ہلا سکے۔

دروازے سے اندر داخل ہوتی زویا نے سب سنا تھا تبھی وہ چپکی سی وہاں سے پلٹ گئی۔عنوہ کو اس نے ساری بات بتائی تھی جس پر وہ تسلی دے گئی کہ ابو اس کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں کریں گے۔

زویا نے سب کو عنوہ کے ہنزہ ٹرپ کا بتایا تھا، وہ لوگ خوش تھے کہ بالآخر اس کی زندگی میں بہار لوٹ آئی تھی لیکن خدا کو کیا منظور تھا یہ تو وقت بتانے والا تھا؟

دید! یہ جو کیل کار ایں جو آپ تے بےبی ایں ان تو اتنا غصہ تیوں آتا اے؟"

"وہ بوت زور شے شاؤت ترتے ایں۔

جے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان بیڈ پر لیٹا ٹانگ پر ٹانگ رکھے حیات کاردار سے پوچھنے لگا۔

ہاہ__یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے بیٹے۔"

"بہت سی غلطیاں ہوئیں اور اس کہانی میں شاید مونسٹر میں ہوں۔

وہ اداسی سے بولے تو شرمین بھی غمزدہ ہو گئیں۔

"اووو نو دید! دے کو سیڈ شتوری نئیں سنئی اس کو ہیپی ہیپی موڈ رکھنا اے۔

آپ مونسٹر نئیں سپر ہیرو او، سب شے اچھے والے۔"

وہ کھڑا ہوتے ان کے گال پر لب رکھ گیا جس سے وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

"اب دے اپنے روم میں دا را اے، گد نائت شویت دریمز۔"

وہ بیڈ سے نیچے اتر کر انھیں ہات ہلاتا اپنے کمرے میں داخل ہوا جہاں عنوہ بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھی اور میکائیل اب تک غائب تھا۔

"مومی! چم کاں ایں۔"

جے کے پوچھنے پر اسے بے ساختہ شام کا منظر یاد آیا جب وہ غصے سے چلا گیا۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی آخر سب کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا اسے کیوں صفائیاں پیش کرتا ہے؟

وہ ابھی جواب دیتی تبھی وہ اندر داخل ہوا تھا ہمیشہ کی طرح اپنے پسندیدہ رنگوں بلیک جینز اور گرے ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

عنوہ نے اسے دیکھ کر جھرجھری لی جو شدید سردی میں بھی زیادہ سے زیادہ جیکٹ ہی پہن لیتا تھا ورنہ کبھی کبھار وہ پہننا بھی گوارا نہ کرتا شاید پتھر کا بنا تھا۔

"چم آپ آ دئے میں آپ تو مش تر لہا تا۔"

جے اس کی طرف بھاگا تو وہ گود میں اٹھا کر اسے چوم گیا۔

عنوہ کو یہ بات اس کی کافی متاثر کرتی تھی وہ جس بھی پریشانی میں ہوتا جے کو مکمل وقت دیتا تھا۔

وہ سرد کا احساس کرتی نامحسوس طریقے سے ہیٹر چلا گئی تا کہ کچھ گرمائش ہو جائے۔

___اسام لیکم (السلام علیکم)! دید"

"دے آج دید کے شات ناشتہ ترے دا۔

میکائیل اور عنوہ کے ساتھ نیچے آتا جے چہکا تھا۔

"ضرور__ آؤ آؤ جلدی سے میں نے بھی آج جے کی پسندیدہ چوری کھانی ہے۔"

حیات کاردار نے اخبار رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا۔

اووو واؤ مومی! دید دے کی چوری کائیں گے۔"

دید یہ بوت ٹیسٹی اوتی اے۔

"آپ بی ایسے تریں دے چوری کھا کر واؤ دیتس امیزنگ۔

اس کے آنکھیں بند کر کے مزے سے کہنے پر سب ہنس دیے۔

"اوہ واہ پھر تو بہت ہی مزا آنے والا ہے بھئی۔"

حیات کاردار نے متاثر کن انداز میں کہا۔

"تلیں پھر دے نا_ صر انتل تو بول تر آتا اے آج میرے دید بی چوری کائیں گے بوت اچی بائے۔"

وہ نصیر جاں کا حوالہ دیتے ہوئے کرسی سے اترنے لگا تو حیات کاردار نے اسے اتار دیا جس پر جلدی سے اس نے تھینک یو بولا۔

"جے بیٹا! آپ نصیر جاں کیوں نہیں کہتے؟"

شرمین نے پوچھا۔

دان تو مومی ایں دے کی اور اب تو اب تو چم بی دے کی دان بن دئے ایں لیتن مومی کی "دان صرف دے اے کیل کار ابی مومی کی دان نئیں بنے ایں۔"

اس کے سمجھداری کا مظاہرہ کرنے پر عنوہ خفت سے سرخ پڑ گئی جبکہ میکائیل نے مسکراہٹ دبانے کے لیے جوس کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

"__اور میں"

حیات کاردار نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے پوچھا وہ عنوہ کو شرمندہ ہوتا دیکھ چکے تھے۔

"دے تا فیورت پرسن بس ایک ای اے اور وہ آپ او۔"

اس نے آنکھیں جھپک کر انھیں تسلی دی جس پر وہ مسکرا دیے۔

"اب دے دید تے لیے چوری بانے جا را اے۔"

وہ عجلت میں کچن کی طرف دوڑا مبادہ اس سے کوئی اور سوال نہ پوچھ لیا جائے اور مزید وقت ضائع نہ ہو۔

حیات کاردار مسکراتے ہوئے اخبار پڑھنے لگے، ناشتہ کرتے میکائیل کی جب ان پر نظر پڑی تو اس نے ضبط سے لب بھینچ لیے اور کچھ کہے بغیر نہ رہ پایا۔

"یہ یاد رکھیے گا کہ جے میرا بیٹا ہے اس سے کسی بھی قسم کی امیدیں وابستہ نہ کیجیے گا، آپ کو ویسے بھی عادت ہے پہلے بچے کو خود سے مانوس کرتے ہیں پھر اس کی آنکھوں سے خوابوں کو نوچ پھینکتے ہیں۔"

اس کے کڑوے لہجے پر انھوں نے اخبار سے یک دم نگاہیں اٹھائیں، کچھ دیر پہلے چھانے والی مسکراہٹ کی جگہ اب ندامت پھیلی ہوئی تھی۔

وہ لفظوں کے نشتر چلا کر جا چکا تھا جبکہ ان کی ذات ابھی تک زلزلوں کی ضد میں تھی انھیں ماحول حبس زدہ لگنے لگا اور سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تو وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عنوہ کو بے ساختہ ان پر ترس آیا جن کو زندگی نے ان کی ایک غلطی پر کہاں لا کھڑا کیا تھا۔

شرمین آنسو چھپانے کے لیے چہرہ جھکا گئیں۔

عنوہ کو شدید غصہ آیا تبھی وہ تن فن کرتی اس کے سر پر جا پہنچی جو بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا تو کبھی اپنے بال نوچ رہا تھا۔

"اب کس بات کا پچھتاوا ہے؟

جو زہر اگلنا تھا وہ تو اگل آئے نا آپ۔

یہ سب کر کے آپ نہ صرف انھیں بلکہ خود کو بھی اذیت دیتے ہیں آخر ختم کیوں نہیں کر دیتے یہ سب؟

ابھی بھی سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے سنبھل جائیں ورنہ گزرا وقت ہاتھ نہیں آتا۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولتی بیڈ پر جا بیٹھی۔

پہلے پہل تو وہ بے یقینی سے اس کا غصہ ملاحظہ کرتا رہا پھر ہمیشہ کی طرح خود ترسی کا شکار ہونے لگا۔

"میں نے زبردستی شادی کر کے تمہاری زندگی بھی اجیرن کر دی ہے، تم سوچتی ہو گی کہاں حارث زید جیسا باکمال انسان تھا اور کہاں یہ جسے اپنے باپ تک سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟ جو میرے بیٹے کو نا جانے کیسے تربیت دے گا میں__ میں ایسا جان بوجھ کر نہیں کرتا عنوہ بس ہو جاتا ہے میرے اندر لاوا پکتا رہتا ہے جو کسی بھی لمحے کسی کو بھی جلا کر خاکستر کر دے۔

کیا کروں؟؟"

وہ بولتا ہوا اس کے قدموں میں آ بیٹھا تھا اور دھیرے سے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"میں کوئی روک ٹوک نہیں کرنا چاہتا بس میں نے تمہیں قبر پر جانے سے اس لیے منع کیا تھا کیونکہ ایک مسلمان عورت کا قبرستان جانا ممنوع ہے اور تم ایسے اکیلی چلی گئی۔اب تم بیوی ہو میری ایسے کوئی بھی تمہیں دیکھے گا تو کیا سوچے گا؟

اور_ تمہیں لگا میں حارث زید سے جیلس ہو رہا ہوں۔"

وہ زخمی سا ہنسا تو عنوہ بھونچکا رہ گئی مطلب وہ اس کے دل کا حال بھی جان جاتا ہے تو کیا اسے یہ بھی __معلوم ہے کہ میرے دل میں

میں کہاں جیلس ہو سکتا ہوں اس سے؟"

"کیا میری اوقات ہے اتنی جو اس سے جیلس ہوں گا؟

اس پر شاید خود اذیتی غالب آ رہی تھی تبھی ایسی باتیں کر رہا تھا۔

کچھ دیر خاموش سا وہ اس کی ہتھیلیوں پر نا جانے کیا تلاش کرتا رہا تھا پھر دوبارہ بولنے لگا۔

"میں جانتا ہوں کبھی بھی میں تمہارے لیے حارث زید کا نعم البدل نہیں ہو سکتا، میں اس کی جگہ لینا بھی نہیں چاہتا کیونکہ میں کبھی بھی اس کے جیسا مقام حاصل نہیں کر سکتا وہ یہاں سے جا کر بھی ہر جگہ موجود ہے مگر کیا تمہارے دل میں میرے لیے خاص جگہ بن سکتی ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کبھی اگر میں نہ رہوں تو تم اور جے ویسے ہی مجھے یاد کرو گے جیسے حارث کو کرتے ہو؟"

وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا یاسیت بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔اس کی باتوں سے عنوہ کا دل کٹ رہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہ پائی۔

وہ امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا مگر جب وہ یک لفظی جواب بھی نہ دے سکی تو جھٹکے سے وہاں سے اٹھتا باہر نکل گیا۔اسے اس وقت رونا آ رہا تھا لیکن وہ جو کسی کے سامنے نہیں رویا تھا اس وقت بھی اکیلا آنسو بہانا چاہتا تھا۔

عنوہ کو یک دم ہوش آیا تو وہ وسوسوں میں گھری جلدی سے اٹھ کر باہر بھاگی تبھی اسے گیٹ سے جیپ باہر نکلتی دکھائی دی۔

اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا، وہ اس کی سلامتی کا ورد کرتی اندر چلی آئی۔

دوسری طرف ڈرائیونگ کرتا میکائیل شدید دکھ میں تھا وہ سوچ رہا تھا آج تک اس نے زندگی میں کیا پایا تھا؟

سب سے اہم رشتہ ہی اس کے ہاتھ سے بھربھری مٹی کی طرح پھسل گیا تھا تو باقی کیا رہ جاتا ہے؟

عنوہ کے دل میں بھی تو وہ اپنی جگہ نہیں بنا پایا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو پھسل رہے تھے جبکہ وہ ان سے بے نیاز تھا۔

اس نے سپیڈ بڑھا دی آنکھوں میں نمی کی وجہ سے وہ سامنے سے آتی گاڑی کو نہ دیکھ پایا تبھی انھیں بچانے کے چکر میں اس نے موڑ کاٹا نتیجتاً گاڑی درخت سے جا ٹکرائی۔

زوردار دھماکے کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی۔

شرمین بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھیں۔حیات کاردار ذہنی تناؤ کے باوجود آفس چلے گئے تھے، جب انھیں وسوسے گھیرنے لگے تو وہ میکائیل کے کمرے کا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئیں جہاں عنوہ بیڈ پر بیٹھی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی اور جے منہ ہی منہ میں کھلونوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

"مما دید کدھر ایں وہ مدے لے تر نئیں دئے ایں۔"

اس نے اپنی ہی فکریں پالی ہوئیں تھیں۔

"عنوہ بیٹے! میکائیل کدھر ہے؟"

ان کی بات پر وہ گڑبڑا گئی۔

"وہ ابھی نکلے ہیں مما، بتا کر نہیں گئے شاید کچھ دیر تک آ جائیں گے۔"

اس نے ان سے زیادہ خود کو اطمینان دلایا۔

"اچھا ٹھیک ہے پتا نہیں میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے؟"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی ہوئیں لاؤنج میں جا بیٹھیں عنوہ بھی ان کے پیچھے ہی چلی آئی۔

ابھی وہ کچھ اور کہتیں تبھی ملازمہ بھاگی آئی۔

"بی بی جی! ابھی ڈرائیور نے بتایا ہے چھوٹے صاااب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ آپ کو لینے آیا ہے۔"

ملازمہ کی بات پر شرمین کی چیخ نکل گئی وہ جلدی سے اٹھیں۔

عنوہ کا دل دھڑ دھڑانے لگا۔

وہ دونوں جے کو لیے جلدی سے ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال کے لیے نکل گئیں۔وہ ڈرائیور حیات کاردار نے ہی بھیجا تھا انھیں پتا تھا گھر کی خواتین کا برا حال ہو جائے گا۔

وہاں پہنچتے ہی ان کا سامنا حسن، ولید اور حیات کاردار سے ہوا تھا۔

وہ پریشانی سے آئی سی یو کے باہر ٹہل رہے تھے۔

شرمین روتی ہوئیں حیات کاردار سے جواب طلب کرنے لگیں جس پر وہ لب بھینچ گئے۔

وہ خود بے بس تھے ان کی ضد نے آج کیا سے کیا کر دیا تھا؟

سب اس کے لیے دعاگو تھے، عنوہ کو رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا جو اسے ایک امید کی ڈور بھی نہ تھما سکی۔وہ خوفزدہ بھی تھی دوبارہ انہی حالات کا سامنا کرنا اس کے لیے کٹھن تھا۔

"یا اللہ رحم کر، میں پہلے ہی بہت مشکل سے کھڑی ہوئی تھی خود کو مضبوط بنایا تھا مگر اب دوبارہ وہ سب نہیں کر پاؤں گی۔تو سب کی سنتا ہے میرے مالک، میری بھی سن لے۔"

وہ دل ہی دل میں خدا کے حضور سر بسجدہ تھی۔اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے تبھی جے اسے دیکھ کر پریشان ہونے لگا۔حسن کی ان پر نظر پڑی تو وہ آ کر جے کو گود میں اٹھا گیا۔

"تاتو! مومی لو لہی ایں۔"

اس نے منہ بسورا تو حسن نم آنکھوں سے اسے خود سے لگا گیا۔وہ خود بہت پریشان تھے کیونکہ ابھی تک وہ میکائیل کو نہیں دیکھ پائے تھے۔حیات کاردار کے فون کرنے پر جب وہ لوگ بھاگم بھاگ یہاں پہنچے تو اسے آئی سی یو میں لے جایا جا چکا تھا۔

جاوید صاحب پانی لینے گئے تھے جب وہ واپس لوٹے تو عنوہ کو بینچ پر بیٹھے روتا دیکھ کر انھیں حقیقتاً تکلیف پہنچی تھی اسی لیے اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئے۔

دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹرز باہر آئے تھے، سب بے ساختہ ان کی طرف بڑھے۔

"دیکھیے مسٹر کاردار ہم اپنی پوری کوشش کر چکے ہیں اب آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کام ہیں۔پریشانی والی بات نہیں ہے آپ دعا کریں ان شاءاللہ جلد ہوش آ جائے گا۔گاڑی سائیڈ سے درخت میں لگی

ہے موڑ کاٹتے ہوئے اس لیے ان کی بچت ہو گئی ہے۔جسم دائیں طرف سے زیادہ متاثر ہوا ہے ان کا بازو اور ٹانگ پر فریکچر تھا"

ڈاکٹروں نے پیشہ ورانہ انداز میں تسلی دی اور چلے گئے۔

عنوہ گھر میں بھی میسج بھیج چکی تھی۔

حیات کاردار نے کسی بھی دوسرے رشتہ دار کو بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ بات کا بتنگڑ نہیں بنانا چاہتے تھے۔انھیں اچھی طرح سب کی ذہنیت معلوم تھی وہ عنوہ کو ہی منحوس اور نا جانے کیا کیا گردانتے؟

شام ہونے کو آئی تھی اور ابھی تک اس کو ہوش نہیں آیا تھا سب باری باری دیکھ کر جا چکے تھے۔جے کو ولید پارک لے گیا تھا وہ میکائیل کو دیکھ کر رونے لگا تو عنوہ سے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

اب میکائیل کے پاس عنوہ موجود تھی وہ ہنستا کھیلتا دوسروں کو زچ کرتا ہی اچھا لگتا تھا اب وہ پٹیوں میں جکڑا اسے انتہائی تکلیف دے رہا تھا۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس پر سر ٹکاتی اپنی سسکیوں کو نہ روک پائی۔

میکائیل کو ہوش آیا تو اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں، روشنی کی وجہ سے اس نے دوبارہ آنکھیں موند لیں۔

اپنے آس پاس اسے عنوہ کی موجودگی کا احساس ہوا تھا تبھی جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور اپنے بائیں ہاتھ کی جانب دیکھا جو وہ تھامے بیٹھی تھی۔

"اب کیوں رو رہی ہو زندہ بچ گیا اس لیے؟"

اس کی جلی کٹی بات پر وہ جھٹ سے سر اٹھاتی غصے سے گھورنے لگی۔

"زبان بند رکھیں آپ اپنی، میرے سامنے زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

عنوہ نے دانت پیستے ہوئے اسے لتاڑا۔

"تمیز نہیں ہے تمہیں شوہر سے بات کرنے کی؟"

وہ خفگی سے بولا۔

آپ ہیں نا با ادب جو خود ہی بدتمیزی کر کے اب یہاں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں اور ہماری جان سولی " "پر لٹکا رکھی ہے

وہ بھی دو بدو جواب دینے لگی۔

میکائیل نے متاثر کن انداز میں اس کی بہادری دیکھی۔

"تمہیں یہ میں آرام سے لیٹا دکھائی دے رہا ہوں۔"

میکائیل نے صدمے سے اپنی پلستر چڑھی ٹانگ اور بازو کی طرف اشارہ کیا۔اس کے سر پر بھی پٹی بندھی تھی۔

"تو یہ سب آپ کے اپنے کارنامے ہیں۔"

اس نے گویا ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"زیادہ پر نہیں نکل آئے تمہارے، ایکسیڈنٹ میرا ہوا ہے اور دماغ پہ اثر تمہارے ہو گیا ہے۔"

میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"جی نہیں آپ کا ہوا ہو گا دماغ خراب۔"

وہ بول کر یک دم ہوش میں آئی اور نظر بچا کر میکائیل کو دیکھا جو ساکت بیٹھا صدمے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کی اڑی رنگت دیکھتے ہی عنوہ نے زور کا قہقہہ لگایا وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کی زندگی کی نوید اس کو سارے ہوش ہی بھلا دے گی۔

میکائیل نے پہلی بار اسے کھل کر ہنستے دیکھا تھا تبھی دقت سے اٹھا اور اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اپنی طرف کر لی۔اس کی اس حرکت پر عنوہ یک دم خاموش ہو گئی۔

"خیر تو ہے کہیں پیار ویار تو نہیں ہو گیا مجھ سے؟"

میکائیل نے بول کر لب دبائے اسے دیکھا جو یک دم سرخ پڑ گئی تھی۔

"ای_ی ایسی کوئی بات نہیں ہے بس وہ_وہ آپ کو سہی سلامت دیکھ کر اچھا لگا تبھی۔۔۔۔"

وہ ہکلائی تو میکائیل مسکراہٹ چھپا گیا۔

وہ بری پھنسی تھی پھر یک دم یاد آنے پر وہ سر پر ہاتھ مارتی عجلت میں اٹھی کیونکہ اس کے ہوش میں آنے کی خوشی میں وہ سب کو فراموش کر گئی تھی اچانک میکائیل نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"بتا کر تو جاؤ مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے تم کچھ چھپا رہی ہو۔"

وہ اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا تو عنوہ نے دھیرے سے مکا رسید کر دیا۔

اس کی کراہنے کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں تو وہ بوکھلا گئی۔

"سوری__میں نے تو بہت آہستہ سے مارا تھا۔"

وہ منمنائی۔

"تو اب زور سے مار لو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کراہا۔

"_میں وہ_میں"

اس سے جب کوئی بات نہ بن پڑی تو انگلیاں چٹخانے لگی۔

"_اونہوں"

میکائیل نے ناگواری دکھاتے اس کے ہاتھ کھولے۔

"مما اور ڈیڈ تو کب سے بے چین ہیں اور مما نے تو رو رو کر اپنا حال خراب کر لیا ہے۔"

وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"پلیززززز بہت ہو چکا ہے اب ڈیڈ سے سارے شکوے دور کر لیں۔"

وہ التجا کرتی سب کو بلانے کے لیے باہر بھاگی۔

یہ خوشخبری سنتے سب دوڑے چلے آئے تھے، شرمین روتے ہوئے اس کی پیشانی چوم رہیں تھیں اور وہ انھیں ساتھ لگائے دلاسے دے رہا تھا۔

"اب تو اپنے ڈیڈ کو معاف کر دو بیٹا۔"

شرمین دھیرے سے اسے بولیں جو کسی اور کے کانوں تک نہ پہنچ پایا۔

حیات کاردار خاموش کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے، میکائیل کی جب ان پر نظر پڑی تو کچھ سوچ بچار کے بعد اس نے ان کی طرف بانہیں پھیلا دیں۔

اس کے اس قدم پر سب ساکت رہ گئے۔

"اب تو ہڈیاں بھی ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں پھر بھی گلے نہیں لگائیں گے؟"

اس کی شوخی پر وہ نم آنکھوں سے آگے آئے اور اسے کس کر گلا لگا لیا جس پر اس کی دردناک چیخیں گونجنے لگیں۔وہ بوکھلا کر یک دم پیچھے ہٹے۔

اس کی ہائے ہائے پر سب تکلیف محسوس کر رہے تھے مگر وہ خود شیخیاں مارتا نہیں تھک رہا تھا۔

وہ بہت خوش تھا آخر کیوں نا ہوتا اک عرصے بعد وہ مکمل ہوا تھا۔

ولید جے کو ہر ممکن بہلانے کی کوششیں کر رہا تھا مگر وہ کسی طور قابو نہیں آ رہا تھا۔

"چم تو تیا اوا اے وہ آئیز تیوں نئیں اوپن تل لہے؟ ان تو ایشے ایشے تیوں باندھا اوا اے؟"

روتے روتے بھی وہ اشارے سے بتاتا سوالات کی بوچھاڑ کر رہا تھا۔

ولید جیسے ذہین شخص کی ذہانت بھی اس کے سامنے فیل تھی۔آدھے گھنٹے سے وہ اسے مطمئن نہیں کر پایا تھا تبھی اس کے فون پر حسن کی کال آنے لگی جو خوشخبری اسے سننے کو ملی وہ جھوم اٹھا تھا۔وہ جے کو زور سے بھینچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا۔

آپ کے چم نے آنکھیں کھول لی ہیں، لیٹس گو۔"

"_ویٹ ویٹ میری بات سنیں پہلے

وہ یک دم رکا۔

دی بولیں تیا بات اے؟"

"دے تے پاش تائم نئیں اے۔

خوشی سے چہکتے جے نے گویا اس پر احسان کیا۔

اس کی چالاکی پر ولید ہنس دیا وہ روئی ہوئی آنکھوں سے ہنستا بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔ولید نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہتے جھک کر اس کا گال چوم لیا۔

"__تائیں بی اب"

اس نے جھنجھلا کر ناک پھلائی۔

اوکے تو سنیں پھر__آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے چم اتنے درد میں بھی خوش ہو جائیں اور جے کو پیار " "کریں؟

ولید نے اس سے پوچھا تو وہ جھٹ سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

"تو پھر آپ ان کو پاپا بول دینا اب جب ہم ان سے ملنے جائیں گے۔"

ولید کی بات پر اس نے آنکھیں پھیلائیں۔

"وہ دے کے پاپا بولنے شے ہیپی او دائیں دے تیا؟"

جے کے پوچھنے پر ولید نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"پھر تو دے ان تو روز پاپا بول دے دا۔"

اس نے فوراً طے کیا۔

ولید نے سکھ کا سانس لیا وہ بچہ واقعی میکائیل کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا، جو ہر بات سمجھ جاتا تھا۔

ہسپتال پہنچتے وہ میکائیل کے کمرے میں داخل ہوئے جہاں سب اس کے گرد جھومے ہوئے تھے۔

"__پاپا"

میکائیل کو ہنستے دیکھ کر جے نے پکارا تو وہاں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"جے__مائی سن کم ہیئر۔"

میکائیل نے اسے اپنے پاس بلایا۔

"دے گود میں نئیں بیتھے دا وہ آپ تے پاش بیتھ دائے دا آپ تو بینڈیج اوئی اے۔"

وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"فائنلی میرے بیٹے کو ہی میرا خیال آیا ورنہ باقی لوگوں نے تو مکے مار مار کے مجھے اوپر پہنچا دینا تھا۔"

میکائیل نے اس کے دونوں پھولے ہوئے لال گال چومتے کن انکھیوں سے عنوہ کو دیکھا جو سٹپٹا کر بال کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

"اللہ نہ کرے بیٹا، کون ہیں وہ میرے بیٹے کی جان کے دشمن؟"

شرمین نے نا معلوم افراد پر لعنت بھیجی جبکہ عنوہ کی حالت پتلی ہو گئی تھی۔

ولید اور حسن اس کا اشارہ سمجھ چکے تھے تبھی ان کی دبی دبی ہنسی نکلی۔

حیات کاردار آنکھیں چھوٹی کیے ان کو ملاحظہ کر رہے تھے جب جے کو دیکھتے چونکے۔

"جے بیٹے آپ رو رہے ہو؟"

ان کے پوچھنے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

دے تو لد را تا اس تے بابا تے جیشے چم بی دور تلے دائیں دے پھر وہ اور مومی تیسے لہے دے ان "تے بنا۔"

وہ روتے ہوئے بولا تو میکائیل نے اسے گود میں اٹھا لیا۔

عنوہ بھی زور زور سے رونے لگی، حارث زید کی یاد کا جھونکا پھر آیا تھا۔

میکائیل جے کو ساتھ لگائے رب کا شکر ادا کر رہا تھا،

جے کے ہوتے ہوئے اس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ کوئی اسے محبت نہیں کرتا؟

کسی کو اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا؟

"میری جان جے__ آپ کا یہ چم آپ کو چھوڑ کبھی نہیں جائے گا۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کی تو دیکھو میں یہاں ہوں۔ان پٹیوں کو دیکھ کر گھبراؤ نہیں میں کچھ دن میں ہی یہ اتار دوں گا۔ میں جے کی طرح بہادر ہوں۔"

اس نے جے کے آنسو پونچھ کر کہا تو اپنے لیے 'بہادر' سنتا جے مسکرا دیا اور اسی خوشی میں میکائیل کے گال پر لب رکھ گیا۔

سب ان کی محبت پر مسکرا دیے۔

عنوہ کو آنسو پونچھتے دیکھ کر میکائیل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میکائیل صاحب شاید آپ نے غور نہیں کیا کہ جے نے آتے ہی آپ کو کیا بولا تھا؟"

ولید کی سنسنی خیز آواز پر سب چونکے۔

"کیا__؟"

میکائیل نے مشکوک نگاہوں سے جے کو دیکھا تو وہ آنکھیں مٹکانے لگا۔

"امممم__ کیا کہا تھا؟؟؟"

میکائیل سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

یس_ مجھے یاد آیا جے نے کہا تھا۔"

"___پاپا"

سب یک دم چلائے۔

"یےےےےےے"

جے کھکھلایا۔

"اووو مائی کیوٹو! یہ لال سیب میرا ہے۔"

جے کے چہرے کو چٹا چٹ خوشی سے چومتا وہ ہنسا۔

حیات کاردار نے نم آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔

رات کے وقت عباد سمیت عنوہ کا پورا خاندان یہاں موجود تھا۔

سب نے ہسپتال کے کمرے میں رش کر دیا تھا۔

زویا کو وہاں دیکھتا حسن دھیرے سے وہاں سے کھسکنے لگا تھا جب میکائیل نے اس کا ہاتھ دبوچ لیا، وہ بیچارگی سے دیکھنے لگا کیونکہ اب اس کی اس جنگلی انسان کے ہاتھوں خیر نہیں تھی۔

"__انکل"

میکائیل شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔

حسن نے منت بھرے انداز میں اسے دیکھا مگر وہ ان دیکھا کر گیا۔

"__جی بیٹا"

حاجی ثناء اللہ جی جان سے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ نے زویا کا کہیں رشتہ طے کیا ہوا ہے؟"

اس کی بات پر سب کے تاثرات دیکھنے والے تھے۔

حسن سٹپٹا گیا تھا، زویا خفت سے سرخ پڑ گئی، شرمین اور حیات کاردار نے اس بے وقت نقطے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا کہ ان کا بیٹا نہیں سدھر سکتا، عباد اور اس کی بیوی گھبرا گئے تھے وہ تو پہلے ہی اس کی دولت و امارت سے مرعوب نظر آ رہے تھے۔

"آہم_ نہیں بیٹا ابھی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

حاجی ثناء اللہ نے اپنے ہونق تاثرات پر قابو پا کر کہا۔

انھیں اپنے داماد سے اتنے برے حال میں بھی ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔

اوہ یہ تو کمال ہو گیا، چلو پھر میں آج زویا کا رشتہ طے کر دیتا ہوں۔آپ نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے تو زویا " میری چھوٹی بہن ہوئی اگر میں اس کے لیے کوئی فیصلہ کروں تو قبول کریں گے؟"

اس نے نرم لہجے میں پوچھا تو حاجی ثناء اللہ نے بغیر شش و پنج کے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سب ان دونوں کے درمیان خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔

"_بہت شکریہ ابو"

اس نے مزید محبت سے انھیں گھیرا۔

"اب لگے ہو نا میرے بیٹے اب بتائیں کیا بات ہے؟"

انھوں نے آگے بڑھ کر کندھا تھپتھپایا۔

حسن اس سے اپنا بازو چھڑوانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا مگر ناکام رہا، ولید کی تو بتیسی نکل رہی تھی۔

"دیکھیں ابو یہ میرا دوست ہے شکل سے آپ کو بے وقوف لگ رہا ہے مگر ویسا نہیں ہے۔مجھ سے زیادہ تو نہیں مگر تھوڑا بہت ذہین بھی ہے۔آپ کو مجھ سے بہترین داماد تو کوئی مل ہی نہیں سکتا مگر یہ بھی کچھ کچھ اچھا ثابت ہو گا اگر نہ ہوا تو میں ہوں نا اچھی طرح اس کی طبیعت سیٹ کر دوں گا۔اب آپ اس کا جائزہ لے لیں پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ریجیکٹ کر دیں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔

حسن نے دانت پیستے ہوئے اسے گھور کر سب کے سامنے بے عزتی کے احساس سے سر کھجایا۔

حیات کاردار نے بے ساختہ مسکراہٹ چھپائی ان کا نالائق بیٹا رشتہ بنا کم اور خراب زیادہ کر رہا تھا۔

"اہاں_سوچا جا سکتا ہے، بچہ اتنا برا نہیں ہے اور آپ کے بچپن کا دوست بھی ہے۔"

حاجی ثناء اللہ کی شوخ آواز حسن کے اندر خوشی کی لہر دوڑا گئی اس نے نظر بچا کر زویا کو دیکھا جو عنوہ کے اندر گھسنے کی کوششوں میں تھی۔

عنوہ اور اس کے بھائی بہنیں تو اپنے ابو کے رویے پر حیران تھے جو غصہ کرنے کی بجائے میکائیل کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔

"اب آپ کو یہ بھی نہیں کہا تھا میں نے کہ اتنی جلدی مان جائیں۔"

میکائیل نے برا سا منہ بنایا۔

"چلو جیسے آپ بولو گے ویسے ہی ہو گا۔"

انھوں نے بھی شان بے نیازی سے کہا۔

"آپ سب باہر جائیں پلیز ڈاکٹر راشد نے مکمل چیک اپ کرنا ہے پیشنٹ کا۔"

جونیئر ڈاکٹر کے کہنے پر میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

پیشنٹ ہو گا تو اور تیرا پورا خاندان خبردار جو پیشنٹ کہا تو میں تو بھلا چنگا بیٹھا ہوا ہوں۔ کبھی دیکھا ہے "
"تم نے کسی مریض کو اس حالت میں بھی اتنا چاک و چوبند؟

اس کے پے در پے حملوں پر ڈاکٹر بوکھلا گیا۔

سب لوگ نفی میں سر ہلاتے باہر چلے گئے تھے۔

جے کو عنایہ ہسپتال کے لان میں لے کر گئی ہوئی تھی۔

سب کے نکلتے ہی حسن نے اس کا گلا دبوچ لیا۔

واہیات انسان__تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔میرا رشتہ بنا رہا تھا یا الجھا رہا تھا۔"

"میں نے جو تیرے ایکسیڈینٹ پر اتنے آنسو بہائے تھے سب رائیگاں گئے۔

اس کے گلا دبانے پر پہلے وہ ہنستا رہا پھر اچانک اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی۔حسن اسے دیکھ کر بوکھلا گیا، اسے جھنجھوڑنے پر بھی وہ نہ ہلا تو ولید بھی پریشانی سے آگے آیا۔

میکائیل__یار کیا ہو گیا تجھے؟"

"__آنکھیں کھول

وہ دونوں رونے والے ہو گئے۔

"ڈاکٹر__ہاں ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔"

ولید جلدی سے پلٹا حسن بھی اس کے پیچھے ہی باہر بھاگا۔

ان کے نکلتے ہی میکائیل نے دھیرے سے ایک آنکھ کھول کر دیکھا پھر ہنستے ہوئے دونوں آنکھیں بند کر کے آرام فرمانے لگا۔

سب نے ہسپتال میں اس کا بہت خیال رکھا تھا اور آج وہ پندرہ دن بعد ڈسچارج ہو کر گھر آیا تھا اس سارے عرصے میں عنوہ کے گھر والے بھی ساتھ تھے۔

رات کے وقت عنوہ کو شرمین نے ہلدی والا دودھ دیا تھا تا کہ میکائیل کے زخم بھر جائیں۔

وہ گلاس لے کر اپنے کمرے میں آئی جہاں جے میکائیل کا سر دبا رہا تھا۔

"مومی کی جان کیا کر رہا ہے؟"

عنوہ نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"پاپا تے سر میں درد او را تا تو دے نے بولا وہ ایشے ایشے تل دے دا جیشے مومی دے تو ترتی ایں۔"

جے نے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"او ماشاءاللہ میرا بچہ۔"

عنوہ نے اس کا سر چومتے ہوئے کہا۔

وہ میکائیل کا چہرہ دیکھنے لگی جو سرخ پڑا ہوا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا شاید بہت زیادہ درد ہو رہا تھا۔

میں پین کلر لے آتی ہوں۔"

"مجھے لگتا ہے زیادہ درد ہو رہا ہے آپ کے سر میں۔

وہ پریشانی سے بولی۔

"نہیں رہنے دو تم بس میرا سر دباؤ، میرا بےبی تھک گیا ہے اتنی دیر سے میرا سر دبا رہا ہے۔"

میکائیل نے آنکھیں کھول کر جے کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں تھام کر ان پر لب رکھے۔

"دے سپر ہیرو اے وہ تھکتا نئیں اے۔"

وہ کھکھلا کر اسے باور کروا گیا۔

"__اوکے باس"

میکائیل نے اسے سلیوٹ کیا۔

"دے اب دید تے پاش دا را اے۔

وہ آج نئ شتوری سنائیں دے۔"

وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اترا اور کمرے سے نکل گیا۔

عنوہ بیڈ پر بیٹھتی دھیرے دھیرے اس کا سر دبانے لگی، میکائیل سکون سے آنکھیں موندے لیٹا رہا۔

"خیر تو ہے اتنا منہ کیوں پھلا رکھا ہے۔"

عنوہ نے اسے چھیڑ کر لب دبا لیے۔

" اتنے دن سے سب کے آگے پیچھے گھوم رہی ہو یہ یاد نہیں تمہیں کہ تمہارا معصوم سا شوہر بستر پر زخمی پڑا ہے۔"

وہ جھٹ سے آنکھیں کھولتا ہوا اسے سنانے لگا۔

" آپ کا پورا خیال رکھتی ہوں اور ہر وقت آپ کی ہی فکر رہتی ہے البتہ آپ مجھے کسی گنتی میں نہیں لاتے۔"

وہ ناک بھوں چڑھاتی اسے اپنے دل کے بہت قریب لگی تھی۔

"اچھا__میں نے ایسا کیا جرم کر دیا؟"

وہ اس کی طرف کروٹ بدلتا دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

"آپ ابو سے پہلے ہی زویا کے رشتے کی بات کر چکے تھے اور مجھے بتایا تک نہیں۔میں بھی اس دن تماشائی کا کردار نبھاتی رہی وہ تو بعد میں ابو نے مجھ سے پوچھا تو میں شرمندہ ہو گئی کہ بیوی ہوتے ہوئے میں آپ کی بات سے نا واقف ہوں۔"

اس نے شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھا۔

"تو کیسے بتاتا تم تو جنگلی بلی کی طرح پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑی رہتی تھی۔ہو سکتا تھا میرے بات کرنے پر تم انکار کر دیتی اور کہتی میرے دوست بھی میرے جیسے ہوں گے ایسے میرے دوست کی محبت ادھوری رہ جاتی۔"

اس کی باتیں سن کر عنوہ کا منہ کھل گیا۔

وہ غصے میں ہونے کے باوجود اس کی آخری بات پر تھم گئی۔

"تو بات یہاں تک آ پہنچی ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولی۔

"جی ہاں دل کا معاملہ ہے، ہماری شادی میں اس کے دل نے پہلی نظر میں ہی زویا کو اوکے کر دیا تھا بس پھر میرے پیچھے پڑا رہا تو میں نے ابو سے ہی سیدھا بات کر ڈالی۔وہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے میرے بچپن کا دوست ہے اس سے بڑھ کر گارنٹی کیا ہو سکتی ہے یہ سب سنتے ہی ابو نے ہاں کر دی۔"

اس نے مسکرا کر سب بتایا تو وہ خفگی سے اٹھنے لگی۔

میکائیل نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مت جاؤ نا__ سکون مل رہا ہے۔"

وہ دوبارہ اس کا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ گیا۔

عنوہ سپاٹ تاثرات لیے اس کا سر دباتی رہی اور وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے گرد حصار باندھ گیا۔وہ اسے اپنی ذات کا یقین بخشنا چاہتا تھا۔

میکائیل کو مکمل صحتیاب ہونے میں تین چار ماہ لگے تھے اس کے ٹھیک ہوتے ہی وہ لوگ پورے گلگت بلتستان کی خوبصورتی دیکھنے گئے تھے۔

جے نے سب کچھ بہت انجوائے کیا۔

(چار سال بعد)

"پاپا یہ پھول وہاں ڈالیں۔"

جے نے فاتحہ خوانی کے بعد میکائیل کو حارث زید کی قبر کے سرہانے پھول ڈالنے کا کہا۔

وہ دونوں ہر جمعرات یہاں فاتحہ خوانی کرنے آتے تھے اور بھی بہت سے لوگوں کا شہید کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے تانتا بندھا رہتا تھا۔

جے اب سمجھدار ہو رہا تھا اس کی عمر آٹھ سال ہونے والی تھی وہ صاف بولنے لگا تھا جب بھی دل کرتا وہ میکائیل کو لیے حارث کی قبر پر آ جاتا۔

لوگ جو مرضی کہتے اب اسے فرق نہیں پڑتا تھا وہ پاپا اور بابا کو اچھی طرح سمجھنے لگا تھا۔

وہ دونوں فاتحہ پڑھ کر گھر لوٹے تو لاؤنج میں ہی روتی ہوئی علینہ مل گئی جس کو عنوہ چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ارے پاپا کی پری کو کیا ہوا ہے؟"

میکائیل نے دو سالہ علینہ کو گود میں اٹھا لیا۔

"سنبھالیں اسے اب میرے تو دماغ میں درد کر دیا ہے رو رو کر بالکل آپ پر گئی ہے کبھی بھی اس کی انرجی کم نہیں ہوتی ہمیشہ فل رہتی ہے رونے کے لیے۔ابھی تو شادی میں جانے کے لیے ساری تیاریاں بھی کرنی ہیں۔"

عنوہ خفگی سے کہتی ہوئی اٹھی تو میکائیل علینہ کو چومتا ہوا مسکراہٹ دبا گیا۔

"__دے"

علینہ کا بھونپو پھر بجنے لگا تھا اسے اس وقت بس جے چاہیے تھا۔

"او میری پری کو بھیا کے پاس جانا ہے۔"

میکائیل اسے ہمیشہ بھیا سکھانے کی کوشش کرتا مگر وہ جے ہی کہتی تھی۔اسی سے اپنے لاڈ اٹھواتی اور ہوم ورک بھی نہیں کرنے دیتی تھی۔

وہ جے کی ساری توجہ اپنی طرف چاہتی تھی۔

میکائیل اسے لیے لان میں آیا جہاں جے مالی کے ساتھ پودوں کی کانٹ چھانٹ کروا رہا تھا۔

"__دے"

اسے دیکھتے ہی علینہ روتے روتے ہنس دی۔

"__علینووو مائی پرنسز"

جے نے اپنی بانہوں کو وا کیا تو وہ جھٹ سے اس کی گود میں آتی گردن میں بازوؤں کا ہار بنا گئی۔

وہ دونوں اب کھسر پھسر کرنے لگے تھے، میکائیل ان کی خفیہ گفتگو دیکھتا مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

علینہ کی توتلی زبان میں گٹ پٹ صرف جے ہی سمجھ سکتا تھا۔

مما اور ڈیڈ عمرے کے لیے گئے تھے۔

وہ دونوں زویا کی شادی سے ایک دن پہلے آنے والے تھے۔

وہ کمرے میں آیا تو عنوہ سارے کپڑے پیک کر رہی تھی۔

بارات کے لیے میکائیل نے شاپنگ نہیں کرنے دی تھی اس دن کے لیے چاروں کے کپڑے اس نے خود خریدے تھے اور کھولے بنا گاڑی میں رکھے ہوئے تھے تا کہ شادی والے دن سرپرائز دے سکے۔

"ویسے حسن بھائی کے ساتھ آپ نے اچھا نہیں کیا اتنے سال لگا دیے بیچارے کی شادی میں۔"

وہ تاسف سے بولی۔

"ہاں تو_اپنی بہن سے رشتہ طے کیا تھا سکیورٹی بھی پوری دینی تھی۔"

وہ آرام سے سیل فون سکرول کرتا ہوا بولا۔

عنوہ نے افسوس سے اس کی ہٹ دھرمی ملاحظہ کی۔

وہ بس صرف اس کی ڈھٹائی ہی نہیں بدل سکی تھی۔

شادی ہال میں روشنیوں کی چکا چوند نے ماحول دلکش بنا رکھا تھا۔بارات آ چکی تھی اور میکائیل حسن کو زچ کرنے میں مصروف تھا۔حسن نے ابھی چپ سادھ رکھی تھی کیونکہ اس کھڑ دماغ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا یہیں سے بارات واپس بھجوا دیتا۔وہ پہلے ہی شادی کے چکر میں اکیلا کنوارا رہ گیا تھا۔اس وقت ولید کی گود میں بھی اس کی تین سالہ بیٹی موجود تھی تبھی وہ بھی حسن کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

میکائیل نے عنوہ اور علینہ کے لیے سیاہ کلیوں والے فراک بنوائے تھے جبکہ اپنے اور جے کے لیے سیاہ شلوار قمیض۔وہ چاروں بہت خوبصورت لگ رہے تھے اسی لیے سب کی نگاہیں ان پر ہی جمی ہوئیں تھیں۔شرمین تو ان کی نظر اتارتی نہیں تھک رہی تھیں کیونکہ سب سے یہی سننے کو مل رہا تھا'پرفیکٹ فیملی، پرفیکٹ فیملی'۔

نکاح کے بعد حسن اور زویا کو ساتھ بٹھایا گیا تھا اور مایا حسن کے لیے دودھ لائی تھی۔

حسن کے گلاس اٹھانے سے پہلے ہی میکائیل نے اچک لیا۔

"مایا بیٹا! یہ میں پی لیتا ہوں آخر کو بڑا داماد ہوں اور دوسرا میں اس عنایت سے بھی محروم رہ گیا تھا۔"

وہ مزے سے دودھ پیتا شرمین کو منہ چھپانے پر مجبور کر گیا جبکہ باقی سب ہونق پن سے اسے دیکھنے لگے۔

"_اب پیسے بھی خود دے بیٹا"

حسن نے دانت کچکچائے۔

"کیوں شادی تیری ہے میں تو بال بچوں والا ہوں۔"

اس نے کندھے اچکاتے کرسی کی طرف اشارہ کیا جہاں جے علینہ کو گود میں لیے بیٹھا تھا اور عنوہ ان کے چاکلیٹ لگے منہ صاف کر رہی تھی۔

اوہ ہاں تو ٹھہرا بے روزگار اور میں ہوں اسسٹنٹ کمشنر پیسے دینا تو میرا حق بنتا ہے مجھے خیال کرنا "چاہیے، معذرت۔"

وہ استہزائیہ ہنستا جیب سے چیک بک نکالنے لگا۔

آج ہی تو اسے حساب بے باک کرنے کا موقع ملا تھا۔

میکائیل نے اس کی منگنی پر یہ شرط رکھی تھی کہ جب تک وہ کچھ بن نہیں جاتا تب تک زویا کا ہاتھ اسے نہیں تھمایا جائے گا۔محنت و مشقت کرتے اسے چار سال لگے تھے اور سی ایس ایس کے امتحانات پاس کر کے وہ اس مقام تک پہنچا تھا۔

"یہ لیں بہنا اس چیک میں جتنی رقم چاہیں لکھ لیجیئے گا۔"

اس نے مایا کو زبردستی چیک تھمایا۔

اور کوئی حکم میرے لائق؟"

"بندہ آپ کا غلام ہے جناب۔

وہ میکائیل کو جلانے کے لیے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر گیا۔

"زیادہ شوخا مت ہو ابھی بھی یہ ڈور میرے ہاتھ میں ہے۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولا۔

"_ہونہہ"

حسن نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"زویا بیٹا ہم یہیں سے اپنے گھر جائیں گے جبکہ حسن اپنے گھر۔"

اس نے چیلنجنگ انداز میں حسن کو دیکھا۔

"جی بھائی ٹھیک ہے۔"

زویا نے میکائیل کی ہاں میں ہاں ملائی تو حسن کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"بھابھی دیکھ لیں آپ اپنے شوہر نامدار کو، ہاتھ دھو کر بچپن سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔"

حسن نے رونی صورت بناتے عنوہ کو بیچ میں گھسیٹا۔

"خبردار جو میرے بھائی کے ساتھ اب نا انصافی کی تو میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گی سمجھے آپ اور تم بھی بھائی کی چمچی اب شوہر کا کہنا مانو بیچارے نے اتنا صبر کیا ہے۔"

عنوہ نے بیک وقت دونوں کو لتاڑا جس پر وہ گڑبڑا گئے ایک یہی محترمہ تو تھیں جس سے دونوں کی جان جاتی تھی۔

حسن ان دونوں کے چپ سادھنے پر کالر اکڑا کر بیٹھ گیا باقی سب ان کی حالت سے محظوظ ہو رہے تھے۔

میکائیل ہر کام میں پیش پیش رہا تھا، عباد اس کی لگن دیکھتا شرمسار ہو رہا تھا۔وہ داماد ہو کر ساری زمہ داریاں نبھا رہا تھا جبکہ اس نے بیٹا ہوتے ہوئے کبھی باپ کا خیال نہیں کیا تھا۔

بھابھی بھی سب کو عنوہ سے ملوا رہیں تھیں۔

وہ ان کے دوغلے پن پر حیران تھی جو لوگ آپ کو ناکارہ سمجھتے ہیں وہ پیسہ آتے ہی کیوں آپ کے سامنے بچھے بچھے جاتے ہیں؟ اس کی بے ساختہ سامنے نظر پڑی جہاں میکائیل جے اور علینہ کو اپنے پاس بٹھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ دونوں ڈیڈ کے پاس جانا چاہ رہے تھے۔عنوہ کو ہنسی آ گئی وہ ہمیشہ اسے بات پر چڑتا تھا کہ اس کے بچے اس سے زیادہ ڈیڈ کے دیوانے تھے۔

اس کو جے میں حارث زید کی شبیہہ دکھائی دیتی تھی کبھی کبھار دل ہلکا سا ملول ہونے لگتا تو رب کی نعمتیں سامنے آ کھڑی ہوتیں۔وہ کفرانِ نعمت کیوں کرتی؟ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔جے کو اس رب نے ایک دوست جیسا باپ دیا تھا جو ہر کام میں اس کی مدد کرتا تھا۔اسے اچھی طرح یاد تھا علینہ کی پیدائش سے پہلے وہ اس کی صحت کا بھی خیال رکھتا تھا اور جے کے بھی سارے کام سر انجام دیتا ناخن تراشنا، ہوم ورک کروانا، پینٹنگ کمپیٹیشن میں حصہ دلوانا، اس کے ساتھ کھیلنا، کھلانا پلانا نیز اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا دھیان رکھتا تھا۔

میکائیل کی زندگی بس ان دونوں کے گرد ہی گھومتی تھی، وہ اس بندے کی ذات کی گرویدہ تھی جو پرفیکٹ انسان نہ سہی مگر ان کے لیے فرشتہ تھا۔

وہ سوچوں میں گھری میکائیل کی آواز پر پلٹی جو اسے فیملی فوٹو کے لیے بلا رہا تھا۔سارے خاندان کی تصاویر بنوانے کے بعد اس نے جے کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور علینہ کو عنوہ کی گود میں دے کر کچھ تصاویر بنوائیں۔دونوں بچے حیات کاردار کے پاس چلے گئے تو وہ عنوہ کو لیے تصاویر بنوانے لگا۔اس کے مختلف پوز بنانے پر عنوہ شرما رہی تھی۔

"میکائیل سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔"

اس نے احساس دلانا چاہا مگر اثر کسے تھا۔

"تو دیکھنے دو بیوی ہو میری معشوقہ نہیں۔"

وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا۔

(سات سال بعد)

آج جے کے آرمی سکول میں شہدائے پاکستان کے نام سے تقریب تھی جس میں بہت سے شہداء کے خاندانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔وہ ایک شہید کا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہونہار طالب علم بھی تھا جس کی وجہ سے اس کی خصوصی تقریر رکھی گئی تھی۔اس نے کہا تھا وہ لکھا ہوا نہیں بلکہ دل سے بولے گا جس پر کافی بحث و مباحثہ کے بعد آخر جیت اسی کی ہوئی تھی۔

میکائیل اور عنوہ سمیت تمام گھر والے موجود تھے تقریب کو ٹیلی ویژن پر بھی نشر کیا جا رہا تھا کیونکہ وفاقی وزیر مہمان خصوصی تھے۔

"جہانگیر زید"

اس کا نام پکارا گیا تو وہ سٹیج پر پہنچا۔اس نے اپنے والدین کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا جن کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچا تھا ان کے ساتھ ہی اس کی جان کے ٹوٹے علینہ اور ہادی بھی براجمان تھے جو اشتیاق سے اپنے بھائی کو دیکھتے بلا وجہ تالیاں بجا رہے تھے۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا وہ شہداء کے خاندانوں کو سلام پیش کرتے بہت سے اہم پہلو اجاگر کرنے لگا۔

یہ میرے بابا کے لیے:

شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'

اور ان کے لیے ایک شعر سے خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا:

پیکر تھَا وَفا کا مُحبت کا خُدا تھَا

وُہ شَخص زَمانے میں سَب سے جُدا تھَا

اس کے ساتھ ہی سب کی بھرپور تالیاں گونجی۔

آخر میں وہ کچھ لمحے رکا تو سب سانسیں روکے اسے دیکھنے لگے وہ بچہ بول ہی اتنا پیارا رہا تھا کہ سب بہت دھیان سے سن رہے تھے۔

"میری ماں کے علاوہ میں آخر میں اس شخص کے لیے بھی یہ بات کہنا چاہوں گا جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اتنا با اعتماد بنایا۔

میں نے بابا کی شہادت کے قصے صرف اپنی ماں سے سنے تھے اور تصویر دیکھ کر ہی میں ان سے عشق کرنے لگا۔ان کی حب الوطنی کا جذبہ میں اپنے اندر بھی محسوس کرتا ہوں۔میری ماں مجھے اکیلی ایک بہادر اور طاقتور انسان بنانا چاہتی تھی لیکن ہمارا معاشرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا سو انھیں بھی بہت سے مصائب برداشت کرنا پڑے۔"

وہ کچھ لمحے کے لیے رکا تو عنوہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو سب جانتا تھا تبھی وہ حیات کاردار سے اتنا اٹیچ تھا وہی اسے بتاتے ہوں گے۔

گھر میں بیٹھا یہ سب ٹی وی پر دیکھتا عباد شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

"حالات بدلے میری ماں کو دباؤ میں آ کر شادی کرنی پڑی وہ خوف زدہ تھیں سوتیلے باپ کو سوچ کر جس طرح کا نقشہ ان کے ذہن میں پایا جاتا تھا ویسا کچھ نہ ہوا 'میکائیل کاردار' ایک خوبصورت انسان نکلا۔اس کے پاس سوتیلے اور سگے سوچنے کا وقت ہی نہیں تھا وہ صرف بے لوث محبت کرنا جانتا تھا اس شخص نے بے دریغ مجھ پر اپنے خزانے لٹائے۔اگر کسی نے میرے دماغ میں سگے سوتیلے والا کونسیپٹ ڈالنے کی کوشش بھی کی تو انھوں نے اپنی محبت اور توجہ سے سب ہٹا دیے۔میری ماں کو ایک عزت بھری پر سکون زندگی دی اور اپنے بچوں سے زیادہ مجھ سے محبت کی۔

میں سب کو کہنا چاہوں گا باپ باپ ہوتا ہے سگا سوتیلا کچھ نہیں ہوتا اور بچے بچے ہوتے ہیں اپنے پرائے کچھ نہیں ہوتے۔

دس از فار یو پاپا۔۔:

عزیز تر وہ مُجھے رکھتا تھا ، رگِ جاں سے

یہ بات سچ ہے ، میرا باپ کم نہ تھا میری ماں سے"

سب کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے جبکہ مہمان خصوصی اسے داد دینے اس کے پاس سٹیج پر چلے آئے۔

میکائیل کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے اسے لگا آج محنت کا پھل مل گیا بلکہ ساری جنت ہی مل گئی ہو۔

اسے سٹیج پر بلایا جانے لگا تو عنوہ نے اسے ہوش دلایا۔وہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے وہاں پہنچا اور سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر گھٹنوں کے بل جے کے پاس بیٹھتے اسے زور سے خود میں بھینچ گیا۔

"___آئی لو یووووو پاپا کی جان"

اس نے دھیرے سے کہا۔

"__لو یو ٹو پاپا"

وہ ان کی پشت تھپتھپا کر محبت سے بولا۔

ان کو دور سے دیکھتی عنوہ دونوں بچوں کو ساتھ لگاتی نم آنکھوں سے اس رب کا شکر بجا لائی جس نے اس شخص کے دم سے ان کی زندگی سہل کر دی تھی۔

ختم شد